www.urduchannel.in

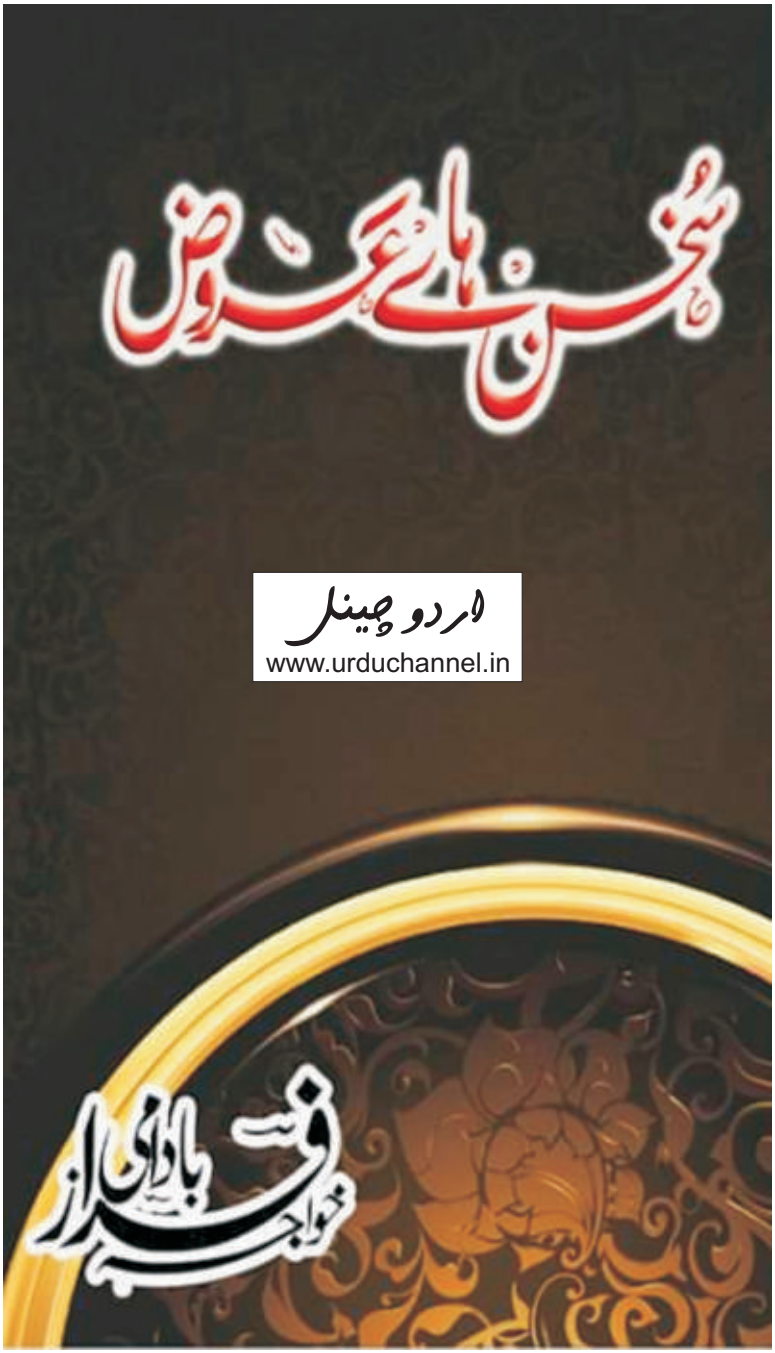

سخن ہائے عروض

مصنف

خواجہ فرازؔ بادامی

❑ جملہ حقوق حق بہ جانب مصنف

ISBN 978-93-5156-017-3

نام کتاب : سخن ہائے عروض

مصنف ؛ **پروفیسر خواجہ فراز بادامی**

سن اشاعت ؛ ءجنوری2015

قیمت : ۱۲۸ روپے ، بیرون ممالک

تعداد ؛ 500

ناشر ؛ خواجہ فرازؔ بادامی

سرورق حسینہ صفیہ

زیر اہتمام ؛ برادر اکبر علی انڈیکار

کمپوزنگ ؛ غلام ربانی فداؔ، نعت کمپوزنگ پوئنٹ

ہیرور 09741277047

مطبع : اومیگا آفسیٹ پریس، بلگام

تقسیم کار:

☜ ایم جے اکیے کبر علی انڈیکار، نزد جامع مسجد، بادامی ضلع، باگلکوٹ کرناٹک

☜ ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس ، علی گڑھ

☜ مکتبہ جامعہ لمٹیڈ ، جامعہ نگر، نئی دہلی

☜ طوبیٰ تمیم ، پبلی کیشنز ، گوکاک ، کرناٹک

☜ **Kahawaja Faraz Badami (Prof.K.I INDIKAR)**

J.S.S Art, Sci, & Commerce College GOKAK-591307

Mobile: , 07676056825

{ یہ کتاب قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان دہلی (NCPUL) کے مالی اشتراک سے شائع ہوئی }

فہرست

نمبر	مضمون	صفحہ
	انتساب	4
1	دو بیتی (تاریخ طباعت)	5
2	کچھ مصنف کے بارے میں	6
3	پیش لفظ/ پروفیسر عراق رضا زیدی، دہلی	7
4	حرفے چند	13
5	''اردو عروض کی پچاس سالم بحریں'' ایک تجزیاتی مطالعہ	19
6	رباعی کے ۵۴ اوزان اور شجرۂ اخرب و شجرۂ اشتر	39
7	غزل فنا آمادہ کی تقطیع	57
8	قولِ فیضی مصرع کہ فقرہ	67
9	''ہجو در مذمتِ نظامِ حاضر'' ایک عروضی تجزیہ	77
10	نسیم اجمل کی دو غزلیں	91
11	درسِ بلاغت کا ایک مضمون ''بحریں و زحافات''	97
12	کلام اقبال کا عروضی تجزیہ	150
13	تجرباتی ہیئتی نظمیں اور موازین عروضِ اردو	189
14	دائرے بحور مثمن و مسدس	218
15	کتابیات	226

انتساب

اپنے والدین کریمین کے نام!
جن کی دعاے سحر گاہی نے مجھے خدمتِ لوح و قلم کی سعادت بخشی

اور

اپنے مرحوم بھائی عبدالغنی بابوؔ کے نام!
جو ہماری خوشیوں میں اپنی خوشی محسوس کرتا تھا
(ابر رحمت تیرے مرقد پہ گہرباری کرے۔ آمین)

خواجہ فرازؔ باراوی

دوبیتی تاریخ

طوسیٔ خلیلؔ کے گلستاں میں فرازؔ
کیا پھول کھلایا ہے سخن ہائے عروض'
تاریخ طباعت کو پانے کے لیے
'اردو میں ملایا ہے سخن ہائے عروض''
1802 211
2013 سن اشاعت

خواجہ فرازؔ بادامی

کچھ مصنف کے بارے میں

نام : خواجہ بندہ نواز انڈیکار۔ قلمی نام : خواجہ فرازؔ بادامی (پہلے فرازؔ بندہ نواز)

والد : جناب ابراہیم صاحب والدہ : امام بی صاحبہ

پیدائش : ۲۷، جولائی ۱۹۷۰ء

کمال ہے یہ زُبر میں مقطع
''فرازؔ کی تاریخِ ولادت''

بمقام : بسون باگیواڑی ضلع بیجاپور (کرناٹک)

ملازمت صدر شعبۂ اردو جے یس یس ڈگری کالج، گوکاک، ضلع بیلگام

تصانیف :

☆گنج ہائے عروض (زیرترتیب)

☆نقدہائے عروض (زیرترتیب)

☆الحان۔۔۔(شعری مجموعہ)

☆ایطا ۔۔(شعری مجموعہ)

☆القا ۔۔(شعری مجموعہ)

پتہ مستقل:

نزد جامع مسجد، مین بستی (کیوز) روڈ بادامی، 587201
Email: farazindikar@gmail.com
website: www.farazindikar.yolasite.com
Mobile: , 07676056825

پیش لفظ

پروفیسر عراق رضا زیدی

صدر شعبۂ فارسی

جامعہ ملیہ اسلامیہ یونیورسٹی دہلی

معلم ازل پروردگار نے اپنے رسولوں، نبیوں، اماموں اور دانشوروں کے ذریعے اپنی اشرف المخلوقات انسان پر ہزاروں علوم کا انکشاف کیا۔ انہیں میں سے ایک زبان وادب پر محیط علم بھی ہے جس کو دو حصوں نظم ونثر میں تقسیم کر کے ہر حصے کو سینکڑوں جز اور رموز سے پُر کر دیا۔ نظم کو نثر پر فوقیت حاصل رہی۔ اسی لیے نظم کے لیے ہر زبان میں ایک شعری پیمانہ کی ایجاد ہوئی۔ دنیا کی دو قدیم زبانوں سنسکرت اور عربی میں ان کے باقاعدہ اصول مرتب ہوئے۔ سنسکرت میں چھند اور پنگل کے ذریعے یہ عمل سامنے آیا تو عربی میں خلیل نے اس فن کی آبیاری کی۔ سنسکرت سے یہ عمل ہندوستان کی مختلف زبانوں کے ساتھ قومی زبان ہندی میں بھی درآمد ہوا تو عروض خلیل نے دنیا کی بہت سی زبانوں پر اثر انداز ہوتے ہوئے فارسی اور اردو پر خصوصی توجہ کی۔ ہندستانی زبانوں میں پنجابی (گورومکھی) اور کشمیری وغیرہ زبانوں نے عروض خلیل کا اثر قبول کیا۔ علمائے فارسی نے خلیل کے بنائے ہوئے اصولوں میں فارسی شاعری نے اپنی سہولت کے مطابق تبدیلیاں بھی کیں۔ اور کچھ نئی بحریں ایجاد کیں۔ کچھ زحافات کی تعریفیں بھی بدلیں۔ کچھ خاص زحافات کو عام زحافات کے زمرے میں رکھا۔ اس بنیاد پر خود فارسی عروضیوں میں اختلاف رہا۔ خاص زحافات کے عام ہوجانے کے باعث بہت سے سوال ابھر کر سامنے آئے۔ لیکن سہولت کی بنا پر ایرانی شاعروں اور عروضیوں نے اس تبدیلی کو خوش آئند سمجھ کر اپنا لیا۔ یہیں سے نازی

اور عجمی عروضیوں کے راستے جداگانہ دکھائی دینے لگے۔ ہندستان میں جب اردو زبان فارسی زبان کی قائم مقام بن کر ابھری تو اس زبان کے عروضیوں میں کچھ نے نازی عروض کو اپنایا اور کچھ فارسی عروض کے دلدادہ بنے۔ یہیں سے ہندی عروضیوں کے درمیان اختلافات نظر آنے لگے۔ خود ہمارا دبستان عروض جس کا سلسلہ زار علامی، سحر عشق آبادی سے عزیز لکھنوی تک پہونچتا ہے عروض خلیل کا ہی دلدادہ ہے۔ خواجہ فراز بادامی بھی عروضِ نازی کے دلدادہ ہیں اور ہمارے دبستانِ عروض سے بہت زیادہ متاثر نظر آتے ہیں۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خواجہ فراز بادامی نے خود کو اس فن میں ڈھال کر عروض کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا ہے۔ وہ نئی پیڑھی کے نمائندہ عروضی ہیں اور ہر وقت عروضی نکات پر غور کرتے رہتے ہیں۔ ان کے مضامین سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اردو شاعری اور شاعروں کے معیار کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں، شاعرانہ بے راہ روی پر فوراً چھک اٹھتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ان کے دور کے شاعروں کا کلام بے بہرہ نہ ہو۔ ان کی گرفت نہایت مشاقانہ ہوتی ہے جس کا ثبوت اسی کتاب میں شامل مضامین ''غزل فنا آمادہ کی تقطیع' جس میں کرشن کمار طور کی درست گرفت کرتے ہوئے ان کے ناموزوں مصرعوں کی نشاندہی کی ہے۔ اسی طرح ''ہجو در مذمتِ نظامِ حاضر۔ ایک عروضی تجزیہ'' جو مشہور شاعر و عروضی دانشور کمال احمد صدیقی صاحب کی نظم ہے جو بحر متدارک کے وزن فعِلن فعِلن فعِلُن فع یا اس کے رعایتی رکن فعلن کے وزن کی متحمل ہے۔ باقی دوسری بحروں کے اوزان میں تقطیع کرنا صرف عروضی بازیگری ہے۔ جس کے ذریعے شعرا کو عروضی نکات کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش ہے۔'' نسیم اجمل کی دو غزلیں۔ عروضی تجزیہ'' میں بھی کچھ عروضی وفنی پہلوؤں پر بحث کی ہے۔ جس میں استاد زار علامی کی کوششوں کو بھی سراہا گیا ہے۔ فراز بادامی صاحب کی یہ ایک اچھی کوشش ہے۔ ساتھ ہی عروضی مسائل حل کرنے کی قدرت کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔ لیکن سالم بحر کے ہوتے ہوئے مرکب بحروں میں تقطیع کرنا ایک فطری

عمل نہیں ہے ۔ جب کہ دونوں غزلوں جو دو دو اشعار بطور مثال تحریر کیے گئے ہیں ان میں کہیں بھی تسبیغ کی ضرورت نہیں ہے ۔ ''بحریں وزحافات درسِ بلاغت کا ایک مضمون'' یہ طویل مضمون نہایت فنکارانہ، مدلل اور مفید ہے ۔ جس کے لیے فرازؔ بادامی مبارکباد کے مستحق ہیں ۔ جس میں ایک ایک نکتہ نہایت کارآمد اور عروض میں ایک نئی بحث کا موجد ہے ۔ چراغ سے ہی چراغ جلتا ہے اور روشنی زمانے میں پھیل جاتی ہے ۔

''کلام اقبال کا عروضی تجزیہ'' کے تحت فرازؔ بادامی صاحب نے دو مضامین کے حوالے دیے ہیں پہلا مضمون 2001ء اور دوسرا 2004ء میں شائع ہوا ہے ۔ دراصل بزرگ اور نامور ادیب نئے ادیبوں کے مضامین کا چربہ اڑا کر بنا ان کے نام کا حوالہ دیے اپنے نام اور شہرت کا فائدہ اٹھاتے ہیں ۔ حقیقت یہ ہے اس موضوع پر سب سے پہلے اس حقیر عراق رضا زیدی نے ''اقبال کی بحریں'' نامی مضمون پر قلم اٹھایا تھا یہ مضمون اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونیورسٹی سری نگر میں 1997ء میں پڑھا گیا تھا ۔ جسے ''اقبالؔ کا فن'' نامی کتاب میں پروفیسر محمد امین اندرابی نے 1998ء میں شائع کر دیا تھا ۔ غالباً فرازؔ صاحب کی نظر سے یہ مضمون نہیں گزرا ہے ۔ البتہ گیان چندجین صاحب نے خود اس مضمون کی تعریف پیر محمد شاہ لائبریری احمد آباد کے سیمینار میں خاکسار سے کی تھی ۔ یہ تو صرف ایک معروضہ تھا بیان کر دیا گیا ۔ فرازؔ بادامی کا یہ مضمون بھی تحقیقی وتنقیدی ادب میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے جسے موصوف نے محنت ، دقت نظر اور فکر عمیق سے قلمبند کیا ہے ۔ یوں تو عروض کا نام ہی دماغی ورزش سے کم نہیں ہے ۔ پھر اقبال پر قلم اٹھانا وہ بھی شمس الرحمٰن فاروقی اور گیان چندجین جیسے قدآور ادیبوں کے روبرو ۔ دراصل مضارع اور مجتث کا فرق وہی سمجھ سکتا ہے جس کے ذہن میں وتد مفروق و وتد مجموع

کا صحیح خاکہ ہو۔ اسی لیے **مفاع لن فعلاتن مفاع لن فعلن** کو جب **مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن** لکھا جاتا ہے تو مستفع لن اور فاع لاتن ذہن سے اوجھل ہو جاتے ہیں فاع لاتن پر خبن زحاف کے دھوکے میں یہ وزن مضارع کا وزن سمجھ لیا جاتا ہے۔ جو صرف اور صرف سبب خفیف کا دوسرے مقام ساکن حرف گراتا ہے۔ فرازؔ بادامی صاحب نے یہ بحث کھل کر کی ہے، ۔جس سے بہت سے نتیجے برآمد ہوئے ہیں، اس وقت پروفیسر گیان چند جین کا اصل مضمون سامنے نہ ہونے کی بنا پر ان کی تحریر کردہ ''ملازادہ ضیغم لولابی کشمیری'' سے متعلق بات پوری طرح واضح نہ ہوسکی۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ

۔مرغانِ سحر تیری فضاؤں میں ہے بے تاب

اور

بیدار ہوں دل جس کی فغانِ سحری سے

دونوں مصرعے ایک ہی بحر اور وزن میں ہیں۔عروض وضرب میں صرف ایک حرف کا زیادہ ہونا کسی دوسری بحر و وزن کا متقاضی نہیں ہوتا۔ صرف آخری عمل کے زحاف کا نام بدل دیا جاتا ہے۔ البتہ اگر آخری رکن سالم ہے اور اس پر تسبیغ یا اذالہ کا عمل ہوا ہے تو یہ ایک جداگانہ بحث ہے۔ جس پر اس وقت قلم اٹھانا ایک لمبی بحث کو جنم دینا ہے۔لیکن یہاں مزاحف وزن مفاعی لن سے 'فعولن' ہے تو **فعولن اور فعولان**' ایک دوسرے کی جگہ استعمال کیے ہی جاتے ہیں۔

''سخن ہائے عروض'' میں ''رباعی کے 54 اوزان اور شجرۂ اخرب وشجرۂ اشتر'' ایک اہم مکمل اور سود مند مضمون ہے۔ اردو میں رباعی کے نامور شعرا کا فقدان ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر اردو زبان

میں مرثیہ نے معراج نہ پائی ہوتی تو شاید یہ صنف بحث کے قابل ہی نہ ہوتی۔ رباعی کے پہلے دن سے ہی چوبیس اوزان رہے۔ آزادی کے بعد جب ہندوستان میں لگتا تھا کہ اردو دم توڑنے والی ہے جو ناممکنات میں سے تھا ورآج ثابت ہو چکا ہے۔ اس وقت ہمارے دادا استاد محترم سحرعشق آبادی نے رباعی کے بارہ اوزان ایجاد کیے جس کی بنیاد حشو اول میں استعمال ہونے والے زحافی ارکان کا حشو دوم میں بھی استعمال تھا جو نہایت سائنٹفک اورعروضی اصولوں پر کھرا اترنے والا تھا۔ جسے اکثر رباعی گوشعرا نے قبول کیا۔ البتہ خاکسار کے استاد محترم زار علامی صاحب نے 18 اوزان مزید ایجاد کیے کہ جن پر ابھی بھی بحث جاری ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ فرازؔ بادامی نے ان اوزان کو قبول کرتے ہوئے ان پر بھی مثبت بحث کی ہے۔ 54 اوزان میں بحر و وزن وزحافات کے نام کے ساتھ ایکجا جگہ جمع کر دیے ہیں۔ البتہ زحافات کے ناموں سے متعلق ایک پرانی بحث کو نئے طریقے سے چھیڑنے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً عروض وضرب میں استعمال ہونے والے زحافی ارکان فَعَل، فعولُ، فع اور فاع ان ناموں کو لے کر خود فارسی کے دومشہور عروضیوں میں اختلاف رہا۔ یعنی ''**معیارالاشعار**'' اور ''**المعجم**' کے مصنفین علامہ خواجہ طوسی اور شمس الدین رازی 'فَعَل' کو دونوں نے مجبوب لکھا ہے لیکن فعولُ کو شیخ طوسی 'ازل' اوررازی 'اہتم' مانتے ہیں۔ اسی طرح فع کو شیخ طوسی 'مجبوب مخنق' اوررازی 'ابتر' کہتے ہیں۔ 'فاع' کا نام طوسی نے 'ازل مخنق' تو رازی نے 'ازل' تحریر کیا ہے۔ فرازؔ بادامی فع کو مجبوب مخنق، فاع کو اہتم مخنق، فعل کو مجبوب، اور فعول کو اہتم مانتے ہیں۔ ہمارے اساتذہ کا بھی یہی نظریہ رہا ہے۔ لیکن جب فع اور فاع کے زحافات کی بحث چھڑ ہی گئی ہے تو کم سے کم زحافات کے استعمال کے مقولے کے تحت حشو دوم میں مفاعی لن فع / فاع کو سالم مجبوب مقطوع / سالم مجبوب واعرج کہنا زیادہ بہتر ہوگا۔ یعنی مفعول مفاعیل

مفاعیلن فع/ فاع بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف سالم مجبوب ومقطوع/ مجبوب واعرج یعنی صرف تین یا چار زحاف ہوئے جبکہ روایتی نام اخرب مکفوف مکفوف مجبوب مخنق ۔گویا پانچ زحافات۔اس طرح کی دوسری زحافاتی بحث کے دروازے بھی کھل سکتے ہیں۔

پہلا مضمون ''اردو عروض کی 50 سالم بحریں ایک تجزیاتی مطالعہ'' میں اتنی سالم بحروں پر غالباً پہلی بار بحث کی گئی ہے اور یہ ضروری بھی تھی۔ ورنہ ان بحروں کا سلسلہ اور طویل ہوتا رہتا۔فرازؔ بادامی نے یہ بالکل صحیح فیصلہ کیا ہے کہ مرکب بحروں دونوں ارکان کا آغاز یا سبب سے ہوگا یا وتد سے۔ایسا ناممکن ہے کہ ایک رکن وتد سے شروع ہو اور دوسرا سبب سے۔ جیسے فعولن فاعلن۔ اس فیصلہ کن بحث سے بحروں کے اضافے کے در بند ہونے کی توقعات ہیں۔، کیونکہ پہلے سے رائج 19 یا 31 بحروں میں بھی بہت کم ہی کلام دستیاب ہے۔خصوصاً معروف شعرا نے کبھی بھی 8 یا 9 بحروں سے زیادہ کا استعمال نہیں کیا ہے۔ان میں فارسی کے رودکی سے اقبال تک اور اردو میں خسرو سے احمد فرازؔ و سردار جعفری تک سبھی بڑے شاعروں کی بات کی جارہی ہے۔

فرازؔ بادامی کی مفکرانہ و دانشورانہ عروضی نکات پر مبنی کتاب میں تقریباً وہ سبھی مواد موجود ہے جو کسی بھی طرح کی عروضی بحث میں کارآمد ہوسکتا ہے ۔مثلاً ایک مدت سے چاہتا تھا کہ ''عَروض'' کے نام پر ایک مقالہ تحریر کیا جائے۔کیونکہ یہ نام بھی بگڑ کر عُروض ہونے لگا تھا۔فرازؔ بادامی نے اس پر کھل کر بحث کی اسی طرح کے کئی اور نکات بھی ہیں جو لائق بحث تھے ان پر جم کر بحث کی گئی ہے۔

امید ہے ادبی دنیا میں عموماً اور جہانِ شعر میں خصوصاً اس کتاب کی پذیرائی ہوگی۔جس کے لیے فرازؔ بادامی کو مبارکباد دیتے ہوئے محبان اردو سے مطالعہ کی امید کرتا ہوں۔

حرفے چند

عروض بہ فتحہ عین ہے بعض لوگ اسے ''عُروض' ضمے عین کے ساتھ لکھتے اور پڑھتے ہیں جو کہ غلط ہے۔

اس علم کا نام عروض ہے (عین کے فتحہ سے)

(بحر الفصاحت ص ۱۶۰ جلد اول تدوین ڈاکٹر کمال احمد صدیقی)

عروض (عین پر زبر ہے) اس علم کا نام ہے

(درسِ بلاغت ص ۸۶ قومی کونسل دہلی تیسرا ایڈیشن)

عَروض شاعری سے متعلق ایک علم ہے

(درست املا ص ۱۲۱ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔)

عروض بفتح اول وہ علم ہے جس سے احاطۂ اوزان اور تناسب اور تصرف پسندیدہ و ناپسندیدہ دریافت ہوتے ہیں۔

(قواعد العروض ص ۱۶ غلام حسین قدرؔ بلگرامی)

اصطلاح میں اس علم کی یہ تعریف ملتی ہے کہ اس سے کلام کا موزوں یا نا موزوں ہونا پرکھا جاتا ہے جس کا موجد خلیل بن احمد بصری فرہودی مکی مانا جاتا ہے (جو تابعین میں سے ہونگے جن کی تاریخ وفات ۹۱ھ ء بتائی جاتی

ہے) جس کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ اس نے صوتِ کو بہ گاذر پر اس علم کا استخراج کیا ہے۔ اور جس کی بنیاد (افاعیل و تفاعیل کے لیے) ف ع ل پر رکھی تشکیل ارکان کے لیے اصولِ سہ گانہ یعنی سبب' وتد' فاصلہ کو قائم کیا۔ موصولِ بحورِ حقیقی کے لیے دائروں کو بہ تحت اصول وضع کیا۔ زحافات تراشے' اصول وقوانین ترتیب دیے۔

علم عروض دراصل وہ علم ہے جسے شاعری کے لیے عین ضروری سمجھا گیا گوکہ موزوں طبع حضرات نے اسے ضروری نہیں سمجھا بعض اس علم کو استادی وشاگردی کے لیے ضروری سمجھا اور کچھ لوگ ہیں کہ ضروری تو سمجھا لیکن اتنا ضروری نہیں سمجھا جتنا کہ اس کا حق تھا۔

عروض شاعری کے لیے کتنا ضروری ہے اور ضروری ہے بھی یا نہیں جیسی بحث کو لے کر اس پر رسالے اور کتابیں بھی لکھی گئیں۔ قطع نظر اس سے کہ بحث معیار و مرتبہ کے اعتبار سے کس لائق رہی اس کی نوعیت اور خصوصیت کیا رہی اور اس سے کیا نتائج برآمد ہوئے اور اس وقت یہ ہمارا موضوعِ بحث بھی نہیں بہرکیف یہاں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ اس طرح کی مباحث ہمارے نزدیک البتہ کسی اہمیت سے کم نہیں تھے نتیجتاً اس بحث کے ایسے خشک موضوع پر بھی لوگ کچھ نہ کچھ لکھا کیے اور ہوا یوں کہ اس سلسلے میں کئی کتابیں دھڑا کے سے منظر عام پر آگئیں اس فن کے تائید و رد میں اچھا خاصہ ذخیرہ جمع ہوگیا جو کہ آئندہ نسلوں کے لیے گنجینۂ علم ہے مزید برآں کہ اس فن پر لوگ دلچسپی سے غور وفکر کرنے کے لیے آمادہ ہوئے۔ کچھ سوالات اٹھائے گئے جوابات دینے کی حتی الامکان سعی کی گئی۔ کچھ نئے نکات سامنے آئے اور اس فن میں مزید تحقیق کی باتیں ہوئیں جو کہ خوش آئند بات ہے۔

حقیقتاً اکثر ایسا رہا ہے کہ عروض کو پڑھنے لکھنے اور سمجھنے والوں کا طبقہ بہت مختصر نفوس پر مشتمل رہا ہے۔ شعرا حضرات بھی اس سے ہمیشہ دامن بچاتے آئے

ہیں بس چند رواں بحور واوزان میں اپنا کلام کہہ لیتے ہیں ۔انہیں اس کی مطلق خبرنہیں ہوتی کہ ایک ایک بحر سے سینکڑوں اوزان برآمد ہوتے ہیں' اور جن میں بعض کا خلط ایک شعر،نظم یا غزل میں جائز ہوتا ہے ۔کئی مجموعۂ کلام ودیوان ایسے ہوتے ہیں جن میں صرف چندہی اوزان میں طبع آزمائی ملتی ہے اور بعض دفع ایسا بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ کچھ بحروں کے مزاحف ارکان، دوسری بحور کے مزاحف ارکان بہ شکل وصورت ایک جیسے معلوم ہوتے ہیں جس کے دھوکے میں دومختلف بحروں کے فروع کو اختلاط کر جاتے ہیں ۔

میں سمجھتا ہوں کہ ایک شاعر کے لیے جہاں دوسری ادبی ولسانی لوازمات پرنظر رکھنی چاہیے وہیں عروضی وفنی مسائل کی جانکاری بھی ازبس ضروری ہے ۔ علم عروض سے کما حقہٗ واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے کلام میں کچھ ایسی باتیں درآجاتی ہیں کہ ادب میں عالی مرتبت رکھنے والے شعرا حضرات کا کلام مضمون معنی ومفاہیم سے بلندتر تو ہوتا ہے اس میں دیگر ادبی محاسن بھی ہوتے ہیں جو ایک شعر کے لیے نہایت ضروری ہوتے ہیں ۔بس قلق ہے تو اس بات کا کہ ایسا شعر بھی وزن کا صحیح تعین نہ ہو پانے کی وجہ سے ناموزوں کلام کے زمرے میں آجاتا ہے اور ایسا کلام اپنی تمام تر خوبیوں اور محاسن کے باوجود اس میں یہ نقص درآتا ہے کہ ناموزوں ہے ۔

وزن ایک اچھے شعر کے لیے بہت اہم چیز ہے اس کی اہمیت کا اندازہ اس جملے وفقرہ سے بھی لگایا جاسکتا ہے چنانچہ شمس الرحمان فاروقی کولرجؔ کا یہ خیال لکھا ہے کہ ''شاعری چیز ہی ایسی ہے جوموزونیت یعنی وزن وآہنگ کے ذریعہ ظاہر ہونے کا تقاضہ کرتی ہے'' (درسِ بلاغت ص ۱۱)

یہ وزن ہی ہوتا ہے جوشعر میں موسیقیت کے ساتھ جاذبیت بھی پیدا کرتا ہے اور بلا کی شعریت ومعنویت بھی بلکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وزن کی وجہ سے اچھے شعر بنتے ہیں ۔اس اعتبار سے اس کتاب کا مطالعہ آج بہت اہم

ہو جا تا ہے ۔

اس طرح کے علوم وفنون پر کتا بیں نسبتاً بہت کم لکھی جاتی ہیں ۔ اور شائع بھی کم ہوتی ہیں اور کوئی کتا ب اس ضمن میں منظر عام پر آتی بھی ہے تو خریدی اور پڑھی بھی کہاں جاتی ہے؟ مصنف اپنے جرات کے بل بوتے پر اس طرح کے کسی موضوع پر قلم اٹھا لیتا ہے تو کم از کم داد وتحسین سے تو نوازنا ایک اخلاقی فرض سمجھنا چاہیے اور ہو سکے تو ذی علم حضرات کو اس پر نقد وتبصرہ کر کے اس کا حق ادا کرنا چاہیے ۔

میرے نزدیک اس وقت موضوع بحث کچھ ایسے ہی کتا بیں اور مضامین ہیں جو ایک ایسے ہی فن پر لکھی گئی ہیں جسے مشکل ترین سمجھا جا تا رہا ہے ۔

آئے دن ادبی ونیم ادبی رسائل میں عروض جیسے دقیق فن پر کچھ ایسی تحریریں نظر سے گزرتی رہتی ہیں جن کی بروقت نشاندہی از حد ضروری ہوتی ہے اور ان پر سیر حاصل بحث کی گئی ۔ کچھ تازہ اور پرانے تصانیف میرے سامنے ہیں جن میں گیسوئے عروض سلجھانے کے بجائے الجھانے میں کارگر ثابت ہوئے ۔ ان کا بہ طور خاص از سر نو مطالعہ کیا گیا اور ہر صحیح نقطہ ہاے نظر سے عروض کی کسوٹی پہ پرکھنے کے بعد اپنے موقف کو رکھا گیا ہے ۔

میرے نزدیک ایک وہ بات بھی تھی کہ اردو عروض کی تسہیل کاری کا مباحثہ بہت پرانا ہے ۔ کبھی کچھ نئے اوزان وآہنگ سامنے آتے ہیں کبھی چند زحافات لائے جاتے ہیں تو کبھی پنگل شاستر کا سہارا لیا جا تا ہے اس طرح اردو عروض کو سہل بنانے کی سعی میں بہت ساری گمراہیاں در آ گئیں ہیں ۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ کسی مشکل فن کو آسان بنانے کا عمل غلط نہیں ہے لیکن اس کے مسلمہ قوانین کی انحرافیت مقصود ہو تو درست نہیں ۔

حتی الامکان یہ کوشش کی گئی ہے مشکل وثقیل مسائل کو آسان وسلیس انداز بیان میں زیر تحریر لایا جائے ۔ جبکہ میری یہ خواہش تھی کہ مضامین کچھ

اختصار سے لکھے جائیں لیکن بعض ایسے نکات پیش آئے جن کو چھوکر نکلنا بہت مشکل تھا اس لیے طویل ہو گئے ہیں، مجھے اس بات کا شدید احساس ہے۔

یہ تمام مضامین وکتابیں جن حضرات کے رشحاتِ قلم کا نتیجہ ہیں وہ کمال درجے کے دانشور مانے جاتے ہیں جن پر اردو دنیا کو فخر حاصل ہے اردو ادب میں ان حضرات کے خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جائے گا۔ میرے چند پسندیدہ ادیبوں میں سے بھی ہیں اور انہیں نہایت ہی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔

زیر بحث ان تجزیوں میں کچھ ایسی باتیں بھی نوک قلم سے نکلی ہیں جو گراں اور ناگوار گزرتی ہیں۔ جس کا مجھے بیحد افسوس ہے اور میرا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ ان کی نکتہ چینی کر کے بڑی شخصیات کو ٹھیس پہنچایا جائے اور نہ ہی یہ بحث کسی ذاتی عناد پر مبنی ہے بلکہ ان کی کتابیں اور مضامین علمِ عروض جیسے دقیق فن پر ہیں لہٰذا عروض کے اصول وقواعد کے روشنی میں نقد کیا گیا ہے جواز واستدلال کو مقدم رکھا گیا ہے۔ اس طرح ان کتابوں میں درآ گئیں غلطیوں اور غلط فہمیوں کا ازالہ معقول اور معتبر انداز میں کرنے کی ایک حقیری کوشش کی گئی ہے۔

ایک مدت دراز سے احباب کا شدت سے اصرار تھا کہ ان مضامین کو کتابی شکل میں شائع کردوں تاکہ محبان عروض مستفیض ہوسکیں۔ یہ کتاب بہت قبل شائع ہوجانی چاہیے تھی اس کی تاخیر میں جہاں میری مصروفیات کا عمل دخل رہا وہیں اس کی سب سے بڑی وجہ ٹائپنگ کو لے کر رہی۔ شاعر وادیب، جہان نعت کے مدیر حافظ قاری غلام ربانی فدؔا صاحب کی عنایت رہی کہ انہوں نے اس کی ٹائپنگ کی ذمہ داری قبول کر لی۔ خصوصاً ڈاکٹر سلیمیٰ کولور صاحبہ اور ابن کلثوم کا بھی مشکور ہوں انہوں نے ان مضامین کے اشاعت کی طرف بار بار توجہ دلائی۔ میں مشکور ہوں جناب پروفیسر عراق زیدی صدر شعبۂ فارسی جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کا انہوں نے پیش لفظ کو لکھ کر اپنے زرین خیالات سے نوازا۔

اس موقع پر میں اپنے عزیز واقارب، دوست واحباب اور خصوصاً اپنی شریک حیات حسینہ صفیہ اور برادر اکبر علی، محسن گولسنگی کا جن کی مفید مشوروں

اور قیمتی تاثرات کے بغیر اس کتاب کی اس اہتمام سے اشاعت ممکن نہیں تھی ۔

شکریہ کے مستحق ہیں میری بیٹی طوبیٰ تسنیم اور بیٹا محمد تمیم زکریا جو ہمیشہ میرے لکھنے کو بھی اپنی اسکول کے ہوم ورک کی طرح سمجھا اور کبھی میرے کام میں دخل انداز نہیں ہوئے ۔

لکھنے والا آخر انسان ہے کوئی فرشتہ نہیں اور انسان سے لاکھ احتیاط کے باوجود تقصیر ہوتی ہی ہے ۔ میرے اس تجزیے میں بھی کچھ ایسی باتیں نکل آئی ہوں جو راہ سے بھٹکی ہوئی معلوم ہوں ۔ بحث میں کمی وبیشی ہوئی ہو ۔ جس سے الجھاؤ پیدا ہوا ہو ۔ یہ میری کم فہمی اور غلطی ہے جس پر مجھے ٹوک دیا جائے ۔ اس سے مجھے آگاہ کریں اور مجھے ہر معقول رائے قبول کرنے میں ذرا بھی پس پیش نہیں ہوگی ۔

خواجہ فرازبادامی (رمضان المبارک 1434)

اردو عروض کی ۵۰ سالم بحریں

ایک تجزیاتی مطالعہ

ایک واضح حقیقت کو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ معدودے چند حضرات ایسے ہوتے ہیں جنہیں عروض جیسے خشک و دقیق فن سے خاصی دلچسپی تو ہوتی ہے لیکن وہ بھی اس فن کی باریکیوں سے پوری طرح واقف نہیں ہوتے۔شعرا حضرات تو بس رواں بحروں میں طبع آزمائی کو کافی سمجھتے ہیں اور ان کے عمر بھر کے شعری اثاثے کا جائزہ لیا جائے تو صرف چند گنے چنے اوزان میں ان کا کلام پایا جاتا ہے۔ بزعمِ خویش عروضیوں کی بات ہی کچھ اور ہی ہے انہیں اس بات کا مطلق علم نہیں ہوتا کہ آخر اردو عروض کی کتنی سالم بحریں ہیں اس میں مفرد کتنی، مرکب کتنی، مثمن کتنی اور مسدس کتنی۔مربع یا مضاعف سے کیا مراد ہے کوئی کہتا ہے کہ سالم بحور سینکڑوں کی تعداد سے تجاوز کر جاتی ہیں، اور کوئی کہتا ہے کہ ۷۵ یا ۸۰ سے زائد ہوسکتی ہیں کسی کو تو اندازہ ہی نہیں۔تھوڑا بہت عروض جاننے والا ۱۹ سالم بحروں کی بات کر کے دل ہی دل میں خوش ہوتا ہے۔اور موزونئ طبع حضرات تو مولانا رومی کے اس شعر کے آڑ میں

شعر می گویم بہ از آبِ حیات

من نہ دانم فاعلاتن فاعلات

اپنے دامن کو بچاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ ۱۹ سالم بحور کی بات صرف بحورِ مثمنہ کی حد تک درست ہوگئی۔جس میں سات (۷) مفرد، باقی بارہ (۱۲) مرکب ہوئیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عروض جاننا ایک الگ بات ہے عروض کی باریکیوں اور اس کی پیچیدہ آہنگوں کو سمجھنا بالکل الگ چیز۔

اس فن کا موجد ابوعبدالرحمان خلیل بن احمد بصری فرہودی مکی ہے آج کی تحقیق کے مطابق ایرانی بھی کہلاتا ہے جس کی سنِ پیدائش ۱۰۳ء اور وفات ۱۷۰ء جو تابعین کا دور ہے۔یہی وہ شخص ہے کہ جس نے اس فن کو''صوتِ کو بہ گاذر'' سے استخراج فرمایا اور اسکی بنیاد (افاعیل تفاعیل) کے لیے''ف ع ل'' پر رکھی۔تشکیل ارکان کے لیے''اصول سہ گانہ''سبب، وتد، فاصلہ قائم کیا۔موصولِ بحورِ حقیقی کے لیے دائروں کو وضع کیے مسلمہ قوانین ترتیب دیے۔اصولِ زحافات تراشے۔حکم معاقبہ بنایا۔اصطلاح میں اس علم کا نام جس سے کلام کا موزوں یا ناموزوں ہونے کو پرکھا جاتا ہے عروض رکھا۔جس کے ایک معنی کعبہ شریف کے ہیں۔تاحال اس کے کل پچاس (۵۰) سالم بحریں ہوتی ہیں۔

بحروں کی تفصیل یوں ہے کہ خلیل بن احمد بصری نے کل پندرہ (۱۵) بحریں ایجاد فرمائیں۔

۱۔متقارب، ۲۔ہزج، ۳۔رجز، ۴۔رمل، ۵۔وافر، ۶۔کامل (مفرد بحریں کل ۶) ۷۔طویل، ۸۔بسیط، ۹۔مدید، ۱۰۔مضارع، ۱۱۔مجتث، ۱۲۔مقتضب۔ ۱۳۔سریع، ۱۴۔منسرخ، ۱۵۔خفیف، (مرکب بحریں کل ۹) مجموعی تعداد مفرد و مرکب بحورِ خلیل ۱۵۔

بعدۂ مزید چار بحریں ایجاد ہوئیں جو اس طرح ہیں ۔

۱۔بحرِ متدارک ، ابوالحسن اخفشؔ

۲۔بحر جدید ، بزرچمہرؔ

۳۔بحر قریب ، مولانا یوسف نیشاپوری

۴۔بحر مشاکل ۔ کسی نامعلوم کی ایجاد

ایک وضاحت یہ ہے کہ بحر متدارک ابوالحسن اخفشؔ کی ایجاد بتائی جاتی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی دائرے سے ایک بحر وضع نہیں ہوسکتی ۔اس لیے قاعدۂ مقلوب کے تحت بحریں وضع پاتی ہیں اور یہ بھی اصول ہے کہ ہر دائرہ وحدِ مجموع سے شروع ہوتا ہے ۔معلوم ہوا کہ بحر متقارب ،**فعولن فعولن فعولن فعولن** بھی دائرے سے ایک ہی وضع نہیں کی گئی ہوگی ۔قرین قیاس ہیکہ اس کی معکوس صورت **فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن** (بحر متدارک) جو اسی دائرے سے وضع ہوتی ہے ۔اسے خلیل نے مذاقِ عربی شاعری کے مطابق ضروری نہ سمجھا ہو ۔بعد میں چل کر اخفشؔ نے اس کی باریکی واہمیت کو سمجھ کر وضع کی ہو ۔اور کسی دائرے سے جو بحر باقاعدہ حاصل ہوتی ہے اس سے گریز درست نہیں سمجھا ۔یہ اخفشؔ کی ایجاد نہیں دریافت مانی جاسکتی ہے ۔

کچھ ایسا ہی سوال بحر جدید ، بحر قریب ، بحر مشاکل کے بارے میں بھی اٹھایا جاسکتا ہے جب کوئی بھی بحر کسی دائرے سے ایک ہی وضع نہیں کی جاسکتی ہے تو یہاں ان بحور کو دوسروں کی ایجاد ماننے کی کیا تُک ہے ۔حقیقتاً یہ سالم بحور بھی دائرہ خلیل کے (دائرہ متوافقہ یا متشبہ مسدسہ اور مثمنہ) کے چکر سے ہی استخراج پاتی ہیں ۔سوچنے پر مجبور کرتی ہیں ۔

دائرہ متوافقہ یا مشتبہ مسدسہ سے کل نو (۹) بحریں استخراج پاتی ہیں ۔خلیل نے اس کی دو بحریں بحر قریب اور بحر جدید جو اسی دائرے سے نکلتی ہیں سالم بحور میں شمار نہیں کیا ۔وجہ یہ ہے کہ اس دائرے کو جس اصول کے تحت ترتیب

دیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس کا پہلا رکن اور دوسرا رکن وہی ہے جو دائرۂ مثمنہ کے بحور میں ہے تیسرا رکن بدل کر آیا ہے۔ یعنی رکن اول مجموعی والا رکن ہوتو اور رکن دوم مفروقی والا ہے اور تیسرا رکن وتدِ مجموعی والا ہی ہونا چاہیے۔ یہی التزام اس دائرے کے بحور میں رکھا گیا ہے جبکہ یہ بات متذکرہ بحور میں نظر نہیں آتی اس لیے چھوڑ دیا ہو۔ لیکن اب بھی ایک بات غور طلب ہے کہ بحر سریع مسدس میں بھی اس طرح کا التزام نہیں ہے اور یہ خلیل کی ایجاد میں شمار ہے۔ جبکہ بحر قریب اور بحر جدید اسی دائرے سے استخراج پاتے ہوئے بھی دوسروں کے نام سے منسوب ہیں۔

بحر مشاکل جو دائرہ خلیل متوافقہ یا مشتبہ مثمنہ سے ماخذ ہوتی ہے خلیل کی ایجادات میں شمار نہیں ہوتی بات تحقیق طلب ہے میں نے تو عروضی تجزیے کی روشنی میں پیش کی ہے۔

اس سے پہلے کہ تمام دائروں کا تجزیاتی مطالعہ کرلیں پہلے اس بات کو سمجھنا بھی ضروری ہے کہ دائرہ کیا ہے؟ استخراج بحور کے لیے اس کے کچھ اصول وشرائط بھی مقرر ہیں۔ یہ ایک سائنٹفک ترتیب سے تشکیل دیا جانے والا اصول ہے، جس میں ارکان آگے پیچھے ہوکر ترتیب پاتے ہیں۔ ارکان جن کو افاعیل، تفاعیل یا اصول کہتے ہیں کل دس ہیں جن کو ارکان عشرہ بھی کہتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں؛

فَعُولُن۔ فَاعلُن۔ مفاعیلن۔ مس تف علن۔ فاعلاتن۔ مفاعلتن۔ متفاعلن۔

مفعولات۔ فاع لاتن۔ مس تفع لن۔

یہ دس سے زائد نہیں آسکتے اور اس سے کم بھی ہونہیں سکتے۔

جناب شمس الرحمٰن فاروقی صاحب صرف آٹھ ارکان کا تذکرہ کرتے ہیں اور دو ارکانِ مفروقی ''فاع لاتن۔ مس تفع لن'' کو اس میں شامل نہیں سمجھتے یہ

ان سے تسامح ہوا ہے۔

انہی آٹھ افاعیل کے الٹ پھیر سے مختلف نمونے بنائے گئے ہیں جنہیں ''بحر'' کہتے ہیں (۔ص ۹۱ درسِ بلاغت)

بعض حالات میں مستفعلن اور فاعلاتن کو توڑ کر لکھتے ہیں'' (ص ۹۱ درس بلاغت)

مس تف علن اور فاعلاتن کو توڑ کر لکھا نہیں جاتا بلکہ وہ خود دائرے کے چکر میں ٹوٹ کر آتے ہیں اور انہیں ایسا ہی لکھنا چاہیے ورنہ بڑی بے راہ روی پیدا ہوگی، جیسے کہ درس بلاغت کے صفحہ نمبر 91 پر درج بحر جدید، بحر خفیف، بحر قریب، بحر متشاکل کے املائے ارکان غلط تحریر کیے گئے ہیں۔مضحکہ خیز ایک بات ہے یہ بھی دیکھیے کہ انہوں نے بحر مجتث کے ارکان مفروق کو مجموعی لکھا ہے اور مجموعی کو مفروق یعنی مس تفع لن۔ فاعلاتن کو مس تف علن فاع لاتن کے غلط املے سے لکھا ہے۔

مفروق اور مجموعی ارکان میں ایک خفیف سا امتیاز ہے جسے روا رکھنا بہت ضروری ہے۔ یہاں یہ بتانا غیر ضروری نہیں کہ بحروں کے املائے ارکان غلط لکھے جانے سے اس پر زحافات کا عمل بھی غلط طریقے سے وارد ہوگا۔مفروق والے رکن پر مجموعی رکن سمجھ کر زحافات کا عمل کریں گے تو غیر حقیقی اوزان ہی برآمد ہوں گے۔

دائروں میں اجزائے اولیہ کو اصول وشرائط کی پابندی کے ساتھ مخصوص طریقہ سے رکھا جاتا ہے پھر ان کے چکر کچھ اس طرح لگائے جاتے ہیں کہ ان میں ارکان عشرہ کی الٹ پھیر ہوتی ہے اور یہ ایک سے دوسرے حاصل ہوتے ہیں مثلاً بحر متقارب مثمن فعولن فعولن فعولن فعولن سے لن فعولن فعولن فعولن فعو یعنی بحر متدارک مثمن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن۔

اس بحر کو ہی حقیقی قرار دیا گیا جو کسی دائرے سے ماخذ ہوتی ہے نیز

دائرے سے صرف ایک بحر وضع نہیں کی جاسکتی اور یہ بھی قاعدۂ کلیہ ہے کہ جتنے ارکان ہوتے ہیں ان سے اتنے ہی بحریں وضع ہونی چاہیے۔اور یہ بھی ذہن نشین ہونا چاہیے کہ ایسا وہیں ہوتا ہے جس کے تمام بحور میں وہ ترتیب باقی رہے جس کے ملحوظ یہ دائرہ ترتیب ہوا ہے اور یہ زائد نکلتی ہیں تو صرف وہاں جہاں ایسی صورت پائی جائے کہ وہ کسی بحر کی جڑواں ہو یعنی ایک ہی جگہ سے دائرے میں وضع ہوتی ہیں جیسے بحر وسیع اور بحر مدید۔

بحر وسیع: فاعلن۔مس تف علن۔فاعلن۔مس تف علن (علام سحر عشق آبادی کی دریافت)

بحر مدید: فاعلاتن۔فاعلن۔فاعلاتن۔فاعلن

مندرجہ بالا یہ دونوں بحریں دائرۂ مختلفہ مثمنہ سے استخراج پاتی ہیں۔بحر وسیع کا عروض کی بیشتر کتابوں میں ذکر نہیں ملتا اور بعض لوگ اپنی کوتاہ بینی کی وجہ سے اسے بحر نہیں مانتے۔وجوہ یہ ہے کہ دونوں بہ اعتبار وزن یکساں ہیں پہلی بار اس کی طرف علام سحر عشقآبادی نے نظر اعتنا برتی اور اسے بھی الگ بحر قرار دیا ان کا ایسا کرنے کے لیے کچھ وجوہات پیش رہے ہیں کسی بھی دائرے سے وضع ہونے والی بحر جو اصول وشرائط کی تکمیل کرتی ہو تو ایسی بحر سے چشم بے اعتنائی درست نہیں ہے اور بحر مدید کے مزاحف اور بحر وسیع کے مزاحف بالکل مختلف ہوتے ہیں۔

ایک اور وضاحت یوں بھی ہے کہ ان ہی دونوں بحروں کے مطابق والا ایک وزن یا بحر وسیع کا ہم مشابہ وزن بحر رجز سے بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔فاعلن مس تف علن فاعلن مس تف علن (بحر رجز مثمن ،مرفوع ،سالم، مرفوع ،سالم) بحر وسیع کو سالم نہ ماننے کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے یا بحر رجز کے اس کے وزن کے پیش نظر بحر وسیع کو نظر انداز کر دیا گیا ہو۔لیکن اس کی اہمیت وافادیت اپنی جگہ مسلم ہے اور ہر ایک کی حیثیت جداگانہ بھی۔

دائرے دو طرح کے ہیں

(1) دائرۂ بحور مفرد۔
(2) دائرۂ بحور مرکب

1۔دائرۂ بحور مفرد:

رکن واحد کے تکرار سے جن دائروں کو ترتیب دیا گیا ہے ان سے حاصل شدہ بحور مفرد بحور کہلاتے ہیں ۔ایسے بحروں کی تعداد اسی رکن واحد کے اجزائے اولیہ کے مطابق ہی رکھی گئی ۔

2۔دائرۂ بحور مرکب:

مرکب بحور حاصل کرنے کے لیے جن دائروں کو ترتیب دیا گیا ہے۔دو طرح کے ہیں

الف: خماسی اور سباعی ارکان کے اشتراک سے
ب: سباعی ارکان کے اشتراک سے
ان سے محصول بحور مرکب بحور کہلاتے ہیں ۔
تاوقت یہ کہ دائرے جس میں دائرۂ مثمنہ ،
1) دائرۂ مجتلبہ (سباعی ارکان)
2) دائرۂ موتلفہ (سباعی ارکان)
3) دائرۂ متفقہ (خماسی ارکان)
4) دائرۂ مختلفہ (خماسی و سباعی ارکان)
5) دائرۂ متوافقہ (سباعی ارکان)

جو پانچ دائروں کی بات کرتے ہیں وہ صرف مثمنہ دائروں کی حد تک ہوگئی

"بحروں کے افاعیل ایسے بنائے گئے ہیں کہ ایک سے دوسرا حاصل ہوسکتا ہے اس طرح کے دائرے پانچ ہیں" (درس بلاغت)

دائرۂ مسدسہ کا بھی ذکر الگ کیا جانا چاہیے جو کہ تین ہیں

1) دائرۂ مختلفہ مسدسہ (خماسی و سباعی)

2) دائرۂ متوافقہ مسدسہ (سباعی)

3) دائرۂ متعکسہ مسدسہ (سباعی) عبداللہ قریشی کی ایجاد ہے اور یہ مثمن نہیں آتی)

معلوم ہو کہ مفرد بحور مثمنہ کے ایک رکن کو کم کر کے مسدس بحریں یعنی دائرۂ مثمنہ سے ہی ایک رکن کم کر کے بحور مسدسہ خروج کیے جا سکتے ہیں ۔ جز و یعنی جز و کیے گئے ہوتے ہیں دائروں کی تفصیل یوں ہے ۔

1-دائرۂ مجتلبہ

یہ دائرہ ارکان سباعی پر مشتمل ہے تشکیل دائرہ میں ایک وتد مجموع اور دو سبب خفیف لائے گئے ہیں اور اس سے کل تین بحریں استخراج پاتی ہیں ۔ دائرہ کی ابتدا بحر ہزج سے ہوتی ہے ۔ مفاعیلن رکن اصلیہ ہے ۔ اس کے تین جز و ہیں ۔ وتد مجموع + سبب خفیف + سبب خفیف ؛ دائرے کے چکر میں ان کی الٹ پھیر سے تین بحور نکلتی ہیں ۔

1) بحر ہزج؛مفاعیلن ،مفاعیلن ،مفاعیلن ،مفاعیلن۔

2) بحر رجز:مس تف علن۔مس تف علن۔مس تف علن۔مس تف علن

3) بحر رمل: فاعلاتن فاعلاتن،فاعلاتن۔فاعلاتن۔

2-دائرۂ موتلفہ مثمنہ:

یہ دائرہ ارکان سباعی پر مشتمل ہے تشکیل دائرے میں ایک وتد مجموع اور ایک فاصلہ صغریٰ لایا گیا ہے اس سے کل دو بحریں خروج پاتی ہیں ۔ دائرہ کی ابتدا بحر وافر سے ہوتی ہے ۔مفاعلتن رکن اصلیہ ہے ۔ اس کے دو جز و ہیں ؛ ۔

وتد مجموع + فاصلہ صغریٰ

1) بحر وافر: مفاعلتن۔ مفاعلتن۔ مفاعلتن۔ مفاعلتن۔

2) بحر کامل: متفاعلن۔ متفاعلن۔ متفاعلن۔ متفاعلن۔

3- دائرۂ متفقہ مثمنہ

یہ دائرہ ارکان خماسی پر مشتمل ہے تشکیل دائرہ میں ایک وتد مجموع اور سبب خفیف کو لایا گیا ہے۔ اس سے کل دو بحریں اخراج پاتی ہیں۔ دائرہ کی ابتدا بحر متقارب سے ہوتی ہے فعولن رکن اصلیہ ہے

1) بحر متقارب: فعولن۔ فعولن۔ فعولن۔ فعولن

2) بحر متدارک: فاعلن۔ فاعلن۔ فاعلن۔ فاعلن۔

4- دائرۂ مختلفہ مثمنہ

یہ دائرہ خماسی اور سباعی ارکان پر مشتمل ہے تشکیل دائرے میں خماسی اور سباعی ارکان بالترتیب لائے گئے ہیں اور اس سے کل چھے بحریں استخراج پاتی ہیں۔ دائرہ کی ابتدا بحر طویل سے کی گئی ہے۔ رکن اصلیہ فعولن۔ مفاعیلن ہیں۔ یہ قاعدہ ہے کہ اجزائے اولیہ جتنے ہوتے ہیں اس دائرے سے اتنے ہی بحریں استخراج ہوتی ہیں اس کے لیے بھی یہ نکتہ ذہن میں رکھنا ہوگا کہ ایسا صرف وہیں ہوسکتا ہے جس کے تمام بحور میں وہ ترتیب باقی رہے جس کے پیشِ نظر یہ دائرہ ترتیب دیا گیا ہے۔ اجزائے اولیہ کی تعداد کے مطابق پانچ بحریں وضع ہونا چاہیے لیکن اس میں ایک جگہ سے دو بحریں وضع ہوتی ہیں اور وہ دائرے کے تمام شرائط کو پورا کرتی ہیں ہمارے نزدیک صرف وہی بحر درست ہے جو نہ صرف دائرے سے وضع ہو بلکہ دائرے کے وہ شرائط بھی پوری کرے جس کے ملحوظ یہ دائرہ مرتب کیا گیا ہے۔ بعض حضرات نے دائرے سے وضع ہونے والی ہر اس بحر کو سالم بحر تسلیم کیا ہے جو دائرے کے ان شرائط کو پورا نہیں کرتی جس کا دائرہ مقتضی ہے۔ اس دائرے سے حاصل ہونے والی بحریں

1-بحرطویل: فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن

2-بحروسیع: فاعلن مس تف علن فاعِلن مس تف علن

3-بحرمدید: فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن

4-بحرعریض: مفاعیلن فعولن مفاعیلن فعولن

5-بحربسیط: مس تف عِلن،فاعِلن،مس تف علن فاعِلن

6-بحرعمیق؛ فاعلن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن

دائرۂ مختلفہ مثمنہ کے چکر میں بحرطویل کے بعد بحروسیع آتی ہے پھراس کے بعد بحرمدید لیکن عروضیوں کی کتابوں میں بحرمدید کا ذکرتوملتاہے وسیع کا نہیں ۔ جسے بعد میں علام سحرعشق آبادی نے دریافت کی ۔اس دائرے سے کل چھے بحریں وضع ہوتی ہیں

کندن سنگھ اروی نے اس میں دواور بحروں کا اضافہ کیا ہے جو اس طرح سے ہیں ۔

1)بحرخلیل:فعولن فاعلاتن فعولن فاعلاتن (وتدسبب+سبب وتدسبب)

2)بحرقریشی:فاعلاتن فعولن فاعلاتن فعولن (سبب وتدسبب+ وتدسبب)

یوں تو یہ مندرجہ بالا دونوں بحریں یعنی بحرخلیل بحرمدید کے ہم وزن ہے اور بحرقریشی بحرعمیق کی ۔لیکن کندن سنگھ اراولی کی ترتیب اس دائرے کی شرائط پرنہیں اترتی ۔لہٰذا خارج از سالم بحور ہیں ۔

5-دائرۂ متوافقہ یا مشتبہ مثمنہ

یہ دائرہ وتد مجموع اور وتد مفروق والے سباعی ارکان پر مشتمل ہے تشکیل دائرہ میں یہ التزام ہے کہ رکن اول کا جز واول وتد ہے تو رکن دوم کا جز واول بھی وتد ہو اسی طرح سوم اور چہارم کے بھی ارکان ہوں ۔تشکیل وترتیب میں اس

بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ پہلے وتدمجموع بعدہٗ وتدمفروق ارکان لائے جائیں۔اجزائے اولیہ کی تعداد کے مطابق چھے بحریں احداث پاتی ہیں۔اس دائرے کی ابتدا بحرمضارع سے کی گئی ہے رکن اصلیہ مفاعیلن فاعِ لاتن ہیں۔ ہر رکن کے تین جزو ہیں۔

وتدمجموع،سبب خفیف،سببِ خفیف+وتدمفروق،سبب خفیف،سببِ خفیف

ان ہی کے تکرار سے جوسالم بحورخروج پاتی ہیں وہ یہ ہیں۔

1)بحرمضارع:مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن

2)بحرمقتضب:مفعولات مس تف علن مفعولات مس تف علن

3)بحرمجتث:مس تفع لن، فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن

4)بحرمشاکل:فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن

5)بحرمنسرح:مس تف علن مفعولات مس تف علن مفعولات

6)بحرخفیف:فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن مس تفع لن

مسدس بحریں

1-دائرۂ مختلفہ مسدسہ

یہ دائرہ ایک خماسی اوردوسباعی ارکان پرمشتمل ہے اس دائرے کے ابتدائی ارکان یہ بنتے ہیں۔فعولن مفاعیلن مفاعیلن (بحرطویل مسدسہ کے ارکان)اس میں اس بات کوملحوظ رکھا گیا ہے کہ رکن آخرکورکن دوم کے مطابق رکھا جائے۔اجزائے اولیہ کی تعداد کے مطابق اس سے آٹھ بحریں اخراج پانا چاہیےلیکن اس سے پانچ بحریں ہی حاصل کی گئی ہیں بحرطویل،مدید،عریض،

بسیط اور عمیق ۔ بقیہ تین بحروں سالم بحور میں شامل نہیں کیا گیا جبکہ وہ بھی اسی دائرے سے وضع ہوتی ہیں اس لیے بھی کہ اس دائرے کی ترتیب میں اصول ہے کہ اگر رکن اول خماسی آیا تو رکن دوم سباعی ہو اور اگر رکن اول سباعی ہو تو رکن دوم ہر صورت میں خماسی ہو۔ اور اس کا ہر آخری رکن سباعی ہی آنا چاہیے یہ شرائط مندرجہ ذیل بحروں میں نہیں پائی جاتی ہیں ۔

1 -فاعلاتن فاعلاتن فاعلن (سباعی سباعی خماسی)

2 -مفاعیلن مفاعیلن فعولن (سباعی سباعی خماسی)

3 -مس تف علن مس تف علن فاعلن (سباعی سباعی خماسی)

کندن سنگھ اراولی نے اپنی کتاب احتساب العروض میں مندرجہ بالا بحروں کے نام بھی بالترتیب دیے ہیں ۔ بحر قتیل ، بحر شکیل اور بحر جمیل ۔ مزید تین اور بحریں بھی اس سے وضع فرماتے ہیں ۔

1 بحر خلیل: فعولن فاعلاتن فاعلاتن

2 بحر کفیل: فاعلاتن فاعلاتن فعولن

3 بحر قریشی: فاعلاتن فعولن فاعلاتن

موصوف اس دائرے سے کل بارہ بحریں نکالی ہیں ۔ اور ان چھے بحروں کو اپنی ایجاد بتاتے ہیں ، بحروں میں وہ صورت نہیں رہی جو دائرہ مختلفہ مسدسہ کی دوسری بحروں میں نظر آتی ہے ۔

یہ مانا ہوا اصول ہے کہ اجزائے اولیہ جتنی ہوتی ہیں اسی کے مطابق بحریں وضع ہونی چاہیے اور اس سے زائد صرف ایسی صورت میں جس کے ارکان کچھ اس طرح ہوں یعنی جڑواں ہوں ایسی بحریں دائرے کے چکر میں ایک جگہ سے نکلتی ہیں یا در ہے ترتیب برقرار رہے ۔

کندن سنگھ اراولی کے بحر قتیل بحر شکیل اور بحر جمیل کی شروع کے دونوں

ارکان سباعی آئے ہیں اور آخری رکن خماسی جو اس دائرے کی ترتیب نہیں ہے اسی طرح بحر خلیل کا پہلا رکن خماسی ہے لیکن یہاں بھی یہ سقم ہے کہ یہ وتد سے شروع ہوتا ہے اور اس کا دوسرا رکن سباعی وتدہی سے شروع ہونا چاہیے یہاں ایسا نہیں ہوا ہے۔ بحر کفیل میں بھی کچھ ایسا ہی عذر ہے کہ اس کے دونوں شروع کے ارکان سباعی ہیں جو سبب سے شروع ہوتے ہیں اس کا آخری رکن خماسی ہے اور وتد سے شروع ہوتا ہے بے ترتیبی ہے۔ اور بحر قریشی میں بھی دائرے کے اصول وترتیب کا دخل نہیں ہے لہٰذا یہ بھی ایک غیر حقیقی بحر شمار ہوگی۔ البتہ یہاں ایک بات جو نظر انداز ہوگئی ہے وہ یہ کہ بحر مدید مثمن کی جڑواں بحر بحر وسیع مثمن جو دائرے کی ایک ہی جگہ سے محصول ہوتی ہے دائرۂ مختلفہ مسدسہ سے بھی ہے بحر وسیع حاصل ہوتی ہے۔ کیوں بحر میں شامل نہیں کیا گیا جبکہ اس کا پہلا رکن خماسی ہے تو دوسرا رکن سباعی آتا ہے اور اصول کے مطابق تیسرا رکن سباعی ہی آتا ہے اس طرح اس دائرے سے کل چھے بحریں وضع پاتی ہیں۔ جو بالکل درست ہیں۔

اس دائرے سے صرف پانچ بحور سالم حاصل کرنے کی ایک وجوہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ایک ہی جیسے ارکان کے اجزائے اولیہ کو الگ الگ شمار کرنا درست نہیں سمجھا گیا لیکن ایسی جگہ جہاں سے بحر وسیع وضع ہوتی ہے اس پہ یہ اصول اطلاق نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ دو بحریں ایک ہی جگہ سے حاصل ہوتی ہیں تو کیوں ایک کو شمار کریں اور ایک کو چھوڑ دیں کیسے مناسب ہوسکتا ہے، بحروں کے نام یہ ہیں

1 بحر طویل مسدس: فعولن مفاعیلن مفاعیلن

2 بحر وسیع مسدس: فاعلن مس تف علن مس تف علن

3 بحر مدید مسدس: فاعِلاتن فاعِلن، فاعِلاتن

4 بحر عریض مسدس: مفاعیلن فعولن مفاعیلن

5 بحر بسیط مسدس: مس تف علن فاعلن مس تف علن

6 بحر عمیق مسدس: فاعلن فاعلاتن فاعلاتن

دائرۂ متوافقہ مسدسہ

یہ دائرہ سباعی ارکان پر مشتمل ہے تشکیل دائرہ میں وتد مجموع اور وتد مفروق والے ارکان لائے گئے ہیں غور سے دیکھنے پر معلوم ہوگا کہ ان ارکان میں دو وتد مجموع اور ایک وتد مفروق والا رکن لایا گیا ہے۔ دائرہ کی ترتیب میں شروع کے دو ارکان وہی رکھے گئے ہیں جو اس کی مثمن بحور میں آئے ہیں۔ اس کی ابتدا بحر مضارع مسدس مفاعیلن۔فاع لاتن۔مفاعیلن سے ہوتی ہے جیسے کہ قاعدہ ہے اجزائے اولیہ کی جتنی تعداد ہوتی ہے اتنی ہی بحریں استخراج کر لی گئی ہیں۔ایک جیسے دو ارکان کے اجزائے اولیہ شمار نہیں ہوتے ہیں اور اس دائرے سے کل چھے بحریں وضع ہونی چاہیے لیکن اس سے نو بحریں استخراج کر لی گئی ہیں۔

1) بحر مضارع مسدس: مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن

2) بحر مقتضب مسدس: مفعولات مس تف علن مس تف علن

3) بحر مجتث مسدس :مس تفع لن فاعلاتن فاعلاتن

4) بحر مشاکل مسدس: فاع لاتن مفاعیلن مفاعیلن

5) بحر سریع مسدس: مس تف علن مس تف علن مفعولات

6) بحر جدید مسدس: فاعلاتن فاعلاتن مس تفع لن

7) بحر قریب مسدس: مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن

8) بحر منسرح مسدس: مس تف علن مفعولات مس تف علن

9) بحرخفیف مسدس: فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن

ان مندرجہ بالا بحور میں ایک غور طلب بات یہ ہے کہ بحر سریع، بحر جدید بحر قریب جو اس دائرے کے پانچویں چھٹے اور ساتویں چکر سے محصول ہوتی ہیں لیکن اس دائرے کی اس شرط کو پورا نہیں کرتے جس طرح اس کی دوسری بحور میں پایا جاتا ہے معلوم اس دائرے کی ترتیب میں شروع کے دو ارکان وہی ہیں جو اس کے مثمن دائرے سے حاصل ہوئی بحور میں ہیں یعنی پہلا رکن وتد مجموع والا ہے تو اس کے بعد کا رکن وتد مفروق والا ہونا چاہیے اور اگر پہلا رکن وتد مفروق والا ہے تو اس کے بعد کا رکن وتد مجموع والا آئے نیز تیسرا رکن ہر حال میں وتد مجموع والا ہی ہونا چاہیے۔ جبکہ ان متذکرہ تینوں بحروں میں پہلا اور دوسرا رکن ایک جیسا لایا گیا اور تیسرا رکن جو ہر حال میں وتد مجموع والا ہونا چاہیے۔ لیکن وتد مفروق آیا ہے۔ ایک ہی دائرے سے دو مختلف قسم کے بحور کیسے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

3-دائرۂ منعکسہ مسدسہ

(یہ بحریں صرف مسدس آتی ہیں ابوعبداللہ قریشی کی ایجاد ہیں)

یہ دائرہ سباعی ارکان پر مشتمل ہے تشکیل دائرہ میں وتد مجموع اور وتد مفروق والے ارکان لائے گئے ہیں اور اس دائرے سے کل نو بحریں احداث پاتی ہیں اور یہ بحریں صرف مسدسہ ہی لائی جائیں گی۔ اس کی بحور میں غور فرمانے سے معلوم ہوگا کہ ان کے ارکان میں ایک وتد مجموع اور وتد مفروق والے ارکان لائے گئے ہیں ذرا اور غور فرمائیں گے تو یہ بات بھی سامنے آئے گی کہ دائرۂ متوافقہ مسدسہ میں جس طرح ارکان کی ترتیب لائی گئی ہے کچھ اسی طرح اس میں بھی کارفرما ہے اس کا تیسرا رکن وہی ہے جو اس میں دوسرا رکن لایا گیا ہے۔ اس کی ابتدا بحر صریم مفاعیلن فاع لاتن فاع لاتن (وتد مجموع سبب

سبب+ وتدمفروق سبب سبب+ وتدمفروق سبب سبب)

اس سے جو کل نو بحریں استخراج ہوتی ہیں وہ یہ ہیں

1- بحرصریم :مفاعیلن ۔فاع لاتن ۔فاع لاتن۔

2- بحرکبیر:مفعولات۔ مفعولات ۔مس تف علن

3- بحربدیل:۔مس تفع لن۔ مس تفع لن ۔فاعلاتن

4- بحرقلیب:فاع لاتن۔ فاع لاتن۔ مفاعیلن

5- بحرحمید:مفعولات ۔مس تف علن۔ مفعولات

6- بحرصغیر:مس تفع لن ۔فاعلاتن۔ مس تفع لن

7- بحراصیم :فاع لاتن۔ مفاعیلن۔ فاع لاتن

8- بحرسلیم:مس تف علن ۔مفعولات ۔مفعولات

9- بحرحمیم:فاعلاتن ۔مس تفع لن ۔مس تفع لن

ان مندرجہ بالا بحور میں اگر پہلا رکن مجموعی ہے تو دوسرا رکن مفروقی آیا ہے اور پہلا رکن مفروقی آیا ہے تو دوسرا رکن مجموعی آیا ہے لیکن اس کی تین بحریں بحرکبیر، بحربدیل اور بحرقلیب کی ترتیب میں یہ بات نظرنہیں آتی جو اس دائرے کی دوسری بحور میں دکھائی دیتی ہیں ۔ بحرصریم سے دائرہ کی ابتدا ہوتی ہے جس کے اجزائے اولیہ نو ہیں لیکن یہاں ایک بات غور طلب ہے کہ ایک جیسے ارکان کے اجزائے اولیہ کو شمار کرنا بھی درست سمجھا نہیں جائے گا تو اس دائرے سے بھی صرف چھے بحور ہی حاصل ہونا چاہیے ۔

یہاں ایک اور وضاحت کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں ڈاکٹر اوم پرکاش اگروال زار علامی جو جانشین سحر عشق آبادی ہیں ۔ انہوں نے بحرمضارع مسدس کی ترتیب کی طرح فعولن مفاعیلن فعولن کی ترتیب سے ایک نیا دائرہ وضع

کیا اور چھے بحریں حاصل کر لی گئیں ۔ دائرہ کا نام مختلفہ مسدسہ جدید رکھا اور اس کی ہر بحر کے نام کے ساتھ جدید بھی لگا دیا تا کہ کسی طرح کا التباس نہ ہو یوں دیکھا جائے تو یہ سالم بحریں دوسری بحروں کی مزاحف صورتیں ہیں ۔ از روئے عروض دائرے سے حاصل ہوتے ہیں اس لیے سالم بحور میں شمار بھی کیے جائیں گے وہ چھے بحریں یہ ہیں

1- بحر طویل جدید: **فعولن۔مفاعیلن۔فعولن ۔**

2- بحر وسیع جدید: **فاعلن۔مس تف علن۔فاعلن**

3- بحر مدید جدید: **فاعلاتن۔فاعلن۔فاعلن**

4- بحر عریض جدید: **مفاعیلن۔فعولن۔فعولن**

5- بحر بسیط جدید: **مس تف علن۔فاعلن۔فاعلن**

6- بحر عمیق جدید: **فاعلن۔فاعلاتن۔فاعلن**

کندن سنگھ اراولی نے بحر طویل کے ان ہی ارکان کی ترتیب سے بارہ بحور کا استخراج فرماتے ہیں جبکہ اس دائرے کی ترتیب میں اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ پہلا رکن خماسی لایا گیا ہے تو اس کا دوسرا رکن سباعی آیا ہے اور اگر پہلا رکن سباعی آیا ہے تو اس کا دوسرا رکن خماسی آیا ہے اور تیسرا رکن ہر حال میں خماسی ہی آیا ہے اس دائرے کی ابتدا بحر طویل جدید فعولن مفاعیلن فعولن سے ہوئی ہے یعنی فک بحور میں وتد سبب + وتد سبب سبب + وتد سبب ہے ۔

یہ مانا ہوا اصول ہے کہ اجزائے اولیہ جتنی ہوتی ہیں اسی کے مطابق بحریں وضع ہونی چاہیے اور اس سے زائد صرف ایسی صورت میں جس کے ارکان کچھ اس طرح ہوں یعنی ایک ہی جگہ سے نکالی جائیں یا دوسرے لفظوں میں جڑواں کہہ سکتے ہیں مثلاً **فاعلاتن فاعلن فاعلن** بحر مدید جدید

فاعلن مس تف علن فاعلن بحر وسیع جدید

کچھ یہی صورت دائرہ مختلفہ مثمن میں بحر مدید مثمن ، بحر وسیع مثمن میں دیکھی جا سکتی ہے ،

اس سے پہلے کہ اس دائرے کی بحروں کا فنی وعروضی تجزیہ کیا جائے ایک وضاحت بہت ضروری ہے ،مسلمات فن ، از زار علامی صفحہ نمبر 59 پر ان چھے بحور کو اپنی ایجاد بتاتے ہیں جبکہ ، احتساب العروض ، کے صفحہ نمبر 39 میں کندن سنگھ اراولی یوں رقم طراز ہیں کہ ،" حیرت زدہ ہوں زار علامی نے ان بحور کو اپنی ایجاد کیوں بتایا جبکہ ستمبر 1983ء میں ان بحور کا دائرہ مجھ سے بنواتے وقت اعتراف کیا تھا کہ یہ بحور علام سحر عشق آبادی کی ایجاد ہیں ۔"

کندن سنگھ راراولی نے اس دائرے مختلفہ جدید مسدسہ سے بھی کل بارہ بحریں نکالی ہیں جس میں سے چھے علام سحر عشق آبادی کی ایجاد بتاتے ہیں اور باقی چھے کو اپنی ایجاد بتاتے ہیں ۔ وہ اس طرح سے ہیں

1) بحر قتیل مسدس: فاعلن فاعلن فاعلاتن

2) بحر شکیل مسدس: فعولن فعولن مفاعیلن

3) بحر جمیل مسدس: فاعلن فاعلن مس تف علن

4) بحر کفیل مسدس: فعولن فعولن فاعلاتن

5) بحر خلیل مسدس: فعولن فاعلاتن فعولن

6) بحر قریشی مسدس: فاعلاتن فعولن فعولن

مندرجہ بالا تمام چھے بحریں کسی طرح بھی سالم بحور میں بھی شمار نہیں کیے جا سکتے ان بحروں میں وہ صورت نہیں رہی جو علام سحر عشق آبادی یا زار علامی (سے منسوب) بحروں میں نظر آتی ہے ۔ یہ دائرہ دوخماسی اور ایک سباعی رکن پر مشتمل ہے ایسا ان چھے بحروں میں بھی نظر آتا ہے لیکن ارکان کی وہ ترتیب نہیں رہی جو کہ یہ دائرہ مقتضی ہے ایک ہی دائرے سے مختلف قسم کی ترتیب رکھنے والی

بحور عین غیر مطابق ہیں اور خارج از سالم بحور ہیں ۔ ذیل میں ان بحور کا اجمالی نقشہ پیش ہے

1)دائر مجتلبہ

مثمن بحریں ۔3 ؛ ہزج ، رجز ، رمل

مسدس بحریں ۔3 ؛ ہزج ، رجز ، رمل

2-دائرہ موتلفہ

مثمن بحریں ۔2 : وافر ، کامل

مسدس بحریں ۔2 : وافر ، کامل

3۔دائرہ متفقہ

مثمن بحریں ۔2 : متقارب ، متدارک

مسدس بحریں ۔2 : متقارب ، متدارک

4-دائرہ مختلفہ

مثمن بحریں ۔6 : طویل ، وسیع ، مدید ، عریض ، بسیط ، عمیق

مسدس بحریں ۔6 : طویل ، وسیع ، مدید ، عریض ، بسیط ، عمیق

مسدس بحریں جدید ۔6 : طویل ، وسیع ، مدید ، عریض ، بسیط ، عمیق

5-دائرہ متوافقہ

مثمن بحریں ۔6 : مضارع ، مقتضب ، مجتث ، مشاکل ، منسرح ، خفیف

مسدس بحریں ۔6 : مضارع ، مقتضب ، مجتث ، مشاکل ، منسرح ، خفیف

6-دائرہ منعکسہ (یہ مثمن نہیں آتی)

مسدس بحریں ۔6 : صریم ، حمید ، صغیر ، اصیم ، سلیم ، حمیم

ان بحور کو سالم شمار نہیں کیا گیا جو دائروں سے تو وضع ہوتی ہیں لیکن ان کی

شرائط کو پورا نہیں کرتے ۔ وہ یہ ہیں ۔

دائرہ مختلفہ مسدسہ کے تین بحور ۔ قتیل ،شکیل ،جمیل

دائرہ مختلفہ مسدسہ جدید کے تین بحور ۔ قتیل ،شکیل ،جمیل (جدید)

دائرہ متوافقہ مسدسہ کے تین بحور ۔ سریع ، جدید، قریب

دائرہ منعکسہ مسدسہ کے تین بحور ۔ کبیر، بدیل ، قلیب

اس طرح یہ کل بارہ (12) بحریں ہیں جو سالم میں شمار نہیں کیے جا سکتے ۔

اس تفصیلی جائزے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ دائروں سے حاصل شدہ سالم بحور مثمنہ انیس (19) ہوتی ہیں اور سالم بحور مسدسہ اکتیس (31) ہوتی ہیں ۔ یعنی عروض میں ان بحروں کی مجموعی تعداد بہ شمول مسدس و مثمن پچاس ہوتی ہیں ۔

ان کا مختصر خاکہ یوں ہوتا ہے ۔

مفرد بحور مثمنہ ۔ سات (7)

مفرد بحور مسدسہ ۔ سات (7)

مرکب بحور مثمنہ ۔ بارہ (12)

مرکب بحور مسدسہ ۔ چوبیس (24)

یاد رہے کہ مندرجہ بالا پچاس سالم بحور میں **مفاعلاتن۔مفتعلاتن،فاع لن ۔مفعول،افاعیل** اصول میں شمار نہیں لہٰذا ان کا تذکرہ مناسب نہیں سمجھا گیا ۔

رباعی کے 54 اوزان
اور شجرہ اخرب و شجرہ اشتر

غلطاں غلطاں ہمی رود تالبِ گو/ رکہتے ہیں یہ مصرع جو زبازی کھیلتے ہوئے سلطاں یعقوب بن لیث صفار کا بیٹا گنگنا رہا تھا جس نے لوگوں کو بہت متاثر کیا۔ یہ بات الگ کہ حقیقت یا حکایت لیکن ایران کا نامی گرامی شخص استاد رودکی نے اسی مصرع کی بنیاد پر رباعی کے اوزان ایجاد کیے اور بحر ہزج **مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن** کو بحر رباعی سے مخصوص کیا۔ یاد رہے کہ رباعی کو دوبیتی اور ترانہ بھی کہتے ہیں (اب رباعی کے لیے یہ اصطلاح رائج نہیں ہے)

اوزان رباعی کی تشکیل کے لیے عروض میں مسلم قوانین یعنی اصول سبب پئے سبب است، وتد پئے وتد است، حکم معاقبہ اور عمل زحافات بنائے اور اسی کے تحت استاد رودکی نے رباعی کے ابتدائی اوزان یوں قائم کیے

1) **مفعول، مفاعیل، مفاعیل، فعل** (بحر ہزج مثمن، اخرب، مکفوف، مکفوف، مجبوب)

2) **مفعول، مفاعیل، مفاعیل، فعول** (بحر ہزج مثمن، اخرب، مکفوف، مکفوف، اہتم)

3)مفعول،مفاعلن،مفاعیل،فعل (بحر ہزج مثمن،اخرب،مقبوض،مکفوف،مجبوب)

4)مفعول،مفاعلن،مفاعیل،فعول (بحر ہزج مثمن،اخرب،مقبوض،مکفوف،اہتم)

انہیں بالا اوزان پر عمل تخنیق فرمانے سے مروجہ 24 اوزانِ رباعی حاصل ہوتے ہیں

بحر ہزج کے دو فروع مفاعیل (مکفوف) مفاعلن (مقبوض) جو دونوں عام زحافات سے ہیں اور حکم معاقبہ کے تحت ایک دوسرے کی جگہ استعمال کرنا عین جائز ہے۔

نوٹ۔1)حکم معاقبہ یہ وہ اصول ہے کہ جس سے دو مزاحف ایک دوسرے کی جگہ لائے جاسکتے ہیں بہ شرط یہ کہ وہ کسی ایک رکن سے مشتق ہوں جیسے کہ رباعی کے اوزان میں مفاعیلن سے مفاعلن (مقبوض) اور مفاعیل (مکفوف) یہ دونوں فروعات ایک دوسرے کی جگہ رکھنے سے کلام میں کسی قسم کا عروضی سقم پیدا نہیں ہوتا۔

2)اوزان رباعی پر غور کرنے سے ایک بات یہ بھی سامنے آتی ہے کہ اس کے وزن کے ماقبل رکن اگر وتد پر ختم ہوتا ہے تو اس کا مابعد رکن بھی وتد ہی سے شروع ہوتا ہے اور اسی طرح کوئی رکن سبب پر ختم ہوتا ہے تو اس کا مابعد رکن بھی سبب ہی سے شروع ہوگا۔ یہی ترتیب تشکیل اوزان رباعی میں پائی جائے گی جسے اصول سبب پئے سبب است، وتد پئے وتد است کہتے ہیں۔

استاد رودکی نے مندرجہ بالا وزن رباعی نمبر 1 میں رکن دوم وسوم میں مفاعیل مفاعیل رکھا ہے۔حکم معاقبہ کے تحت مفاعلن مفاعلن رکھ کر ایک نیا وزن دریافت نہیں کیا۔

اسی طرح اوزان رباعی نمبر 4-3 کے رکن دوم میں مفاعیل اور رکن سوم میں مفاعلن نہیں رکھا جبکہ حکم معاقبہ کے تحت ایسا کرنا بالکل جائز تھا۔آخر اس نے

ایسا کیوں نہیں کیا اس کا جواب صرف اتنا ہے کہ عروض جیسے خشک مضمون میں اس کی نظر نے بھی دھوکہ کھائی ۔مگر جب اس چوک پہ علام عشق سحر آبادی کی جب نظر پڑی تو موصوف نے سمجھنے میں دیر نہیں کی اور رباعی کے بنیادی اوزان اس طرح تجویز کر کے رباعی میں مزید بارہ (12) اوزان کا اضافہ کر دیا۔

علام سحر عشق بادی کے ایجاد کردہ بنیادی اوزان یہ ہیں

1)مفعول۔ مفاعلن۔مفاعلن۔فعل (بحر ہزج مثمن اخرب مقبوض مقبوض مجبوب)

2)مفعول۔مفاعلن۔مفاعلن۔فعول (بحر ہزج مثمن اخرب مقبوض مقبوض اہتم)

3)مفعول۔مفاعیل۔مفاعلن۔فعل (بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف مقبوض مجبوب)

4)مفعول۔مفاعیل۔مفاعلن۔فعول (بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف مقبوض اہتم)

ان مندرجہ بالا اوزان پر عمل تخنیق کرنے سے مروجہ بارہ اوزان دریافت ہوتے ہیں اس طرح سے رباعی چھتیس اوزان پر مشتمل ہوتی ہے۔ایک بات یہ بھی یاد رہے کہ علام سحر عشق آبادی اور استاد رودکی کے ان اوزان رباعی میں چھے زحافات کا استعمال ہوا ہے۔جو یوں ہیں۔

خرب،۔کف،۔قبض،۔جب،۔ہتم،۔تخنیق

بحر ہزج مثمن، اخرب، مکفوف، مقبوض، مجبوب/ اہتم

مفعول،مفاعیل مفاعلن،فعل/فعول۔ رباعی کے اس مجوزہ وزن میں عمل زحافات دیکھیے

1)مفعول(اخرب)

مفاعیلن (سالم) پر زحاف خرب سے حاصل ہوتا ہے یہ زحاف کف اور خرم کا مجموعہ ہے اور صدر و ابتدا سے مخصوص ہے۔

2)مفاعیل(مکفوف)

مفاعیلن (سالم) پر زحاف کف کے عمل سے یعنی رکن سے ساتواں حرف

گرا دینا بشرطیکہ سبب خفیف کا ہو

3)مفاعلن(مقبوض)

مفاعیلن (سالم) پر زحاف قبض کے عمل سے یعنی رکن سے پانچواں حرف گرا دینا بشرطیکہ سبب خفیف کا ہو حاصل ہوتا ہے اور یہ عام زحاف ہے ۔

4)فعل(مجبوب)

مفاعیلن (سالم) پر زحاف جب کا عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے اس کی یہ تعریف ہے کہ رکن کے آخر سے دو سبب خفیف گرا دینا یا دوسری معنی میں حذف + حذف کا عمل کیا جائے ۔ اور یہ عروض وضرب سے مخصوص ہے ۔

5)فعول(اھتم)

مفاعیلن (سالم) پر یہ عمل ہتم حاصل ہوتا ہے اور یہ حذف اورقصر کا مرکب ہے ۔

حذف کی تعریف:

رکن کے آخر سے ایک سبب خفیف گرایا جاتا ہے ۔

قصر کی تعریف:

رکن کے آخر سے ایک سبب خفیف کے حرف متحرک کو گرایا جاتا ہے ۔ اس طرح حاصل شدہ رکن مختص بہ عروض وضرب ہوتا ہے ۔

6)عمل تخنیق:

اس کی تعریف یہ ہے کہ مابعد رکن کے پہلے متحرک حرف کو ساکن کر کے ماقبل رکن کے آخری متحرک حرف سے پیوست کرنا ۔ مثلاً

مفعول+مفاعیل یعنی مفعولم۔فاعیل جسے مانوس رکن مفعولن۔مفعول

اخرب مکفوف اخرب مکفوف مخنق

سے بدل لیا جاتا ہے۔مندرجہ بالا اوزان پر عمل تخنیق فرمانے سے یہ وزن حاصل ہوتا ہے۔

مفعولن۔مفعولن۔فاعلن۔فعل/فعول

اصطلاحی نام یوں ہے" بحر ہزج اخرب مکفوف مخنق ،مقبوض مخنق ، مجبوب / اہتم"

بعض عروض دانوں نے اوزان رباعی کو سمجھنے میں غلطی کی ہے اور بلاتحقیق وہ یوں لکھتے ہیں کہ اوزان رباعی میں استعمال ہونے والے زحافات نو ہیں۔

خرب، کف، قبض، شتر، خرم، جب، ہتم، بتر، زلل

جب وہ اس طرح سے مانتے ہیں تو یہ بات واضح ہے کہ صدر وابتدا میں نظر آنے والا مفعولن کو اخرم حشوین میں نظر آنے والے فاعلن کو اشتر اور مفعول کو اخرب اور عروض وضرب کے فع کو ابتر اور رفاع کو زلل۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ حشوین میں آنے والے فاعلن کو اشتر اور مفعول کو اخرب کہنا بالکل غلط ہے۔یہ دونوں رکن زحاف تخنیق کے مرہون منت ہیں اوراس فاعلن کو مقبوض مخنق اور مفعول کو مکفوف مخنق کہتے ہیں اسی طرح صدر وابتدا کا مفعولن اخرم نہیں بلکہ یہ اخرب ہے جس پر زحاف تخنیق کا اثر ہے۔وزن رباعی کے دوسرے رکن مفاعیل کا متحرک "میم" سے پہلے رکن کے مفعول (اخرب) کے آخری متحرک" لام" سے پیوست ہوکر مفعولن بنتا ہے لہٰذا اس کو اخرب ہی کہنا صحیح ودرست ہے جو اسے اخرم کہتے ہیں وہ گمراہ ہیں اوزان رباعی میں آنے والے" فع" کو ابتر (جبکہ بترکا عمل مفاعیلن پر ہوتا ہی نہیں) اور رفاع کو ازل کہنا بھی ایک مغالطہ ہی ہے دراصل یہاں" فع" مجبوب مخنق اور رفاع اہتم مخنق ہے۔

خواجہ حسن قطان خراسانی نے اوزان رباعی کو دو شجروں یعنی مفعول

والے اوزان کو شجرۂ اخرب اور مفعولن والے اوزان کو شجرۂ اخرم منسوب کر کے ایک مغالطہ اور پیدا کر دیا۔ قطان خراسانی نے صدر وابتدا کے مفعولن کو ،اخرم" مان کر غلطی کی ہے۔ یوں تو مفاعیلن پر بہ عمل خرم صدر وابتدا کا مفعولن ضرور حاصل ہوتا ہے مگر اوازن رباعی کے صدر وابتدا میں آنے والا مفعولن ہرگز اخرم ہو کر نہیں بلکہ یہ زحاف تخنیق کے زیر اثر مفعول (اخرب) نے یہ شکل بنائی ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے رباعی کے اس وزن کو غور سے دیکھیے۔ ہماری بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی۔

مفعولن،۔مفعول،۔مفاعِلن،فعل

یہ وزن مفعول، مفاعیل مفاعلن فعل سے بذریعہ عمل تخنیق حاصل ہوتا ہے اس وزن میں خرم کا عمل ہی نہیں ہوا لہٰذا اس مفعولن کو" اخرم" کہنا کیوں کر درست ہوسکتا ہے؟۔ رباعی کے صدر وابتدا کا مفعولن جو حاصل ہوتا ہے اس کا طریقہ ایسا ہے۔ دوسرا رکن مفاعیل (مکفوف) کا وتد مجموع مفا کا متحرک میم ساکن ہو کر ماقبل رکن مفعول (اخرب) کے متحرک" لام" سے جڑ جاتا ہے۔

عمل تخنیق دیکھیے:

مفعول + مفاعیل بہ عمل تخنیق مفعولم۔فاعیل ہوا جس کو مانوس رکن مفعولن۔مفعول سے بدل لیا جاتا ہے۔

مفعول مفاعیلن فاعلن فعل

اس وزن میں عمل تخنیق کے ذریعے حشو دوم میں" فاعلن" آیا ہے یاد رہے کہ یہ" فاعلن" اشتر نہیں بلکہ مفاعلن (مقبوض) کا وتد مجموع مفا کا متحرک، میم، ساکن ہو کر ماقبل رکن کے مفاعیل (مکفوف) کے وتد مفروق عیل کے متحرک لام" سے پیوست ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ

مفاعیل + مفاعلن بہ عمل تخنیق مفاعیلم۔فاعلن ہوا یعنی مفاعیلن۔فاعلن ہوا

مکفوف۔مقبوض

اس فاعلن کو مقبوض مخنق کہتے ہیں ۔

رباعی کا یہ وزن بھی دیکھیے

مفعول مفاعیل مفاعیلن فع

اس وزن کے آخری رکن میں" فع" آیا ہے جسے بعض عروضیوں نے ابتر کہا ہے یہ ان کی ناسمجھی ہی ہے مفاعیلن پر زحاف بتر (جو حذف اور قطع کا مرکب ہے) کا عمل ہوتا ہی نہیں مفاعیلن پر بہ عمل حذف مفاعی رہا اس پر قطع کا عمل نہیں ہوسکتا ، البتہ اس رکن پر جب اور قطع کا عمل کرنے سے تو" فع" حاصل ہوتا ہے جس کا اصطلاحی نام مجبوب مقطوع ہوتا ہے لیکن اوزان رباعی میں آنے والا" فع" زحاف تخنیق کا مرہون منت ہے اور یہ مجبوب مخنق صحیح ہے ۔

فعل (مجبوب) کا متحرک" ف" ساکن ہوکر ماقبل رکن مفاعیل (مکفوف) کے متحرک لام سے جوڑ لیا جاتا ہے جس کا اصطلاحی نام مجبوب مخنق ہوتا ہے عمل تخنیق دیکھیے

مفاعیل+فعل بہ عمل تخنیق **مفاعیلم۔عل** حاصل ہوا یعنی مانوس ارکان **مفاعیلن۔فع** سے بدل لیتے ہیں ۔

اسی طرح رباعی کا یہ وزن دیکھیے

مفعول۔مفاعیل۔مفاعیلن،فاع

اس وزن کے آخری رکن" فاع" پر ظاہر ہے ازل کا دھوکہ ہوتا ہے لیکن اس فاع کو حاصل کرنے کے لیے عمل تخنیق کارفرما ہے ۔

فعول (اہتم) کا متحرک" ف" ساکن ہوکر ماقبل رکن مفاعیل (مکفوف) کے متحرک" لام" سے پیوست ہوتا ہے عمل تخنیق یوں ہے ۔

مفاعیل+فعول (مکفوف/ اہتم) تخنیق فرمانے سے **مفاعیلف۔عول** جسے

بعد میں مانوس ارکان مفاعیلن۔فاع میں تبدیل کرلیا جاتا ہے اس طرح حاصل شدہ رکن کو" فاع" کو اہتم مخنق کہتے ہیں ۔ پھر بھی اسے کوئی ازل کہتا ہے تو اس کی کوتاہ فہمی ہے ۔

لہٰذا اس جملہ تجزیہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اوزان رباعی کے صدر وابتدا کے مفعولن کو اخرم حشوین کے مفعول کو اخرب اور فاعلن کو اشتر اور عروض وضرب کے فع کو ابتر فاع کو ازل کہنا سراسر غلط ہے ۔

میرا یہ مضمون کتاب نما دہلی کے شمارہ 1993 اپریل میں شائع ہوکر کافی داد وتحسین کا حامل رہا ہے ۔اس مضمون کو اس کتاب میں شامل کرنے کے لیے جب نظر ثانی کر رہا تھا اسی وقت ایک کتاب عروض پر مبنی بنام" کتاب العروض" از پروفیسر عظیم الرحمان نظر سے گزری (موصوف کی عروض پر اولین کتاب" ابجد العروض" ایک مضحکہ خیز کتاب ہے جس کا کبھی تفصیلی محاکمہ کرنے کی سعی کروں گا) کتاب العروض" میں ایک مضمون رباعی پر بھی ہے میرے اس مضمون میں گنجائش نہیں کہ اس پر تفصیلی جائزہ لوں ۔لیکن چند کلمات عرض ہیں کہ موصوف اوزان رباعی کے مزاحف ارکان کے جو اصطلاحی نام دیے ہیں ۔ وہ کچھ اس طرح ہیں

، رباعی کے مصرعے ہزج کے چار مزاحفوں سے متشکل ہوتے ہیں ۔مصرعوں کے صدروابتدا میں مفعول (ہزج اخرم مکفوف) یا مفعولن (ہزج اخرم) ہوتا ہے جبکہ عروض /ضرب پر فع (ہزج ابترمحذوف) فاع (ہزج ابترمقطوع) فعل (ہزج مجبوب) یا فعول (ہزج اہتم یا ابترمقبوض مسبغ) ہوتا ہے ۔

موصوف کی ہی ایک کتاب" ابجد العروض" میں رباعی کے اوزان غلط طور سے درج اور اصطلاحی نام بھی غیر عروضی طور پر تحریر ہیں مثلاً ایک وزن میں مع اصطلاحی نام درج کر رہا ہوں ۔

مفعول۔مفاعیل۔فعولن۔فعلن

اب پوری کتاب کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔

محترم کمال احمد صدیقی صاحب کی کتاب "آہنگ اور عروض" جو ملک کی متعدد یونیورسیٹیوں میں شاملِ نصاب ہے ۔حقیقت میں دفتر اغلاط ہے ۔اپنی اس کتاب کے صفحہ نمبر 268 پر اوازن رباعی کے سلسلہ میں رقم طراز ہیں

رباعی کے اوازن کا استخراج بحر ہزج کے ارکان سے ہوتا ہے صدر وابتدا لازمی طور سے یا تو مفعول (اخرب) ہوں گے یا **مفعولن** (اخرم) اسی طرح عروض/ضرب لازمی طور سے فعل (مجبوب) یا ابتر (فع) یا اہتم (**فعول**) یا ازل (**فاع**) میں سے ہوں گے حشوین میں سالم (**مفاعیلن**) اشتر (**فاعلن**، مقبوض (**مفاعلن**) اور مکفوف (**مفاعیل**) مختلف ترتیبوں سے آتے ہیں بارہ ترتیبیں اخرم (**مفعولن**) اور بارہ اخرب (**مفعول**) سے شروع ہوتی ہیں عروضیوں نے اخرب اور اخرم کے الگ الگ دائرے بنائے اور کچھ نے یہ بھی قید بھی رکھی کہ ان دو دائروں کے اوزان کا خلط ایک رباعی میں نہ ہو لیکن اس اصول کی پابندی پہ کم، اس سے انحراف پر زیادہ عمل ہوا" ۔

موصوف کی عروض دانی پہ تعجب ہوتا ہے ۔ ویسے ان کی یہ کتاب پورے عروض خلیل کے رد میں معلوم ہوتی ہے ۔ وہ بھی دوسرے کوتاہ فہم عروضیوں کی طرح صدر وابتدا کے مفعولن کو "اخرم" مانتے ہیں ۔ جبکہ اصل میں یہ اخرب کی بدلی ہوئی صورت ہے ۔ اور حشوین میں وارد **مفاعیلن** کو سالم سمجھتے ہیں جبکہ یہ مکفوف ہی ہے جو مابعد رکن سے مل کر ایسی حالت اختیار کر لی ہے اوزان رباعی میں مفاعیلن سالم آتا ہی نہیں فاعلن اشتر یہاں نہیں ہے بلکہ ماقبل رکن سے جڑ کر ایسی شکل میں نظر آتا ہے یہ مقبوض مخنق ہے پہلے بھی یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ "فع" ابتر بن

کرنہیں آئے گا۔ زحاف بتر کامفاعیلن پر کوئی عمل ہی دخل نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح ازل فاع" کی کیفیت ہے یہ یہاں مجبوب مخنق کے سوا کچھ نہیں ہے۔

یہاں یہ وضاحت بھی کردوں کہ رباعی کے اوزان (36 اوزان رباعی) کا اختلاط ازروئے عروض جائز و درست ہے۔ ان پورے 36 اوزان رباعی کے شروع میں صرف" اخرب" ہی ہے۔" اخرم" عروضی ناسمجھوں کی دین ہے۔

میرے ترتیب کردہ شجروں، شجرۂ اخرب اور شجرۂ اشتر کو سمجھانے سے پہلے رباعی کے بنیادی اوزان پر عمل تخنیق فرمادیتا ہوں۔

رباعی کے بنیادی اوزان اصطلاحی نام بحر ہزج مثمن

1)مفعول مفاعیل مفاعیل فعل (بحر ہزج مثمن اخرب، مکفوف، مکفوف، مجبوب)

2)مفعول مفاعیل مفاعیل فعول (بحر ہزج مثمن۔ اخرب، مکفوف، مکفوف، اہتم)

3)مفعول مفاعلن مفاعیل فعل (بحر ہزج مثمن۔ اخرب، مقبوض، مکفوف، مجبوب)

4)مفعول مفاعلن مفاعیل فعول (بحر ہزج مثمن۔ اخرب، مقبوض، مکفوف، اہتم)

رودکی

5)مفعول مفاعلن مفاعلن فعل (بحر ہزج مثمن۔ اخرب، مقبوض، مقبوض، مجبوب

6)مفعول مفاعلن مفاعلن فعول (بحر ہزج مثمن۔ اخرب، مقبوض، مقبوض، اہتم)

7)مفعول مفاعیل مفاعلن فعل (بحر ہزج
مثمن۔ اخرب، مکفوف، مقبوض، مجبوب

8)مفعول مفاعیل مفاعلن فعول (بحر ہزج
مثمن۔ اخرب، مکفوف، مقبوض، اہتم)

علام سحر عشق آبادی

9)فاعلن مفاعیل مفاعیل فعل (بحر ہزج مثمن۔ اشتر، مکفوف، مکفوف، مجبوب

10)فاعلن مفاعیل مفاعیل فعول (بحر ہزج مثمن ۔اشتر ،مکفوف ،مکفوف ،اہتم

11)فاعلن مفاعلن مفاعیل فعل (بحر ہزج مثمن ۔اشتر ،مقبوض ،مکفوف ،مجبوب

12)فاعلن مفاعلن مفاعیل فعول (بحر ہزج مثمن ۔اشتر ،مقبوض ،مکفوف ،اہتم

13)فاعلن مفاعلن مفاعلن فعل (بحر ہزج مثمن ۔اشتر ،مقبوض ،مقبوض ،مجبوب

14)فاعلن مفاعلن مفاعلن فعول (بحر ہزج مثمن ۔اشتر ،مقبوض ،مقبوض ،اہتم)

15)فاعلن مفاعیل مفاعلن فعل (بحر ہزج مثمن ۔اشتر ،مکفوف ،مقبوض ،مجبوب

16)فاعلن مفاعیل مفاعلن فعول (بحر ہزج مثمن ۔اشتر ،مکفوف ،مقبوض ،اہتم

زار علامی

مندرجہ بالا اوزان رباعی کے ابتدائی اوزان کہلاتے ہیں ان پر عمل تخنیق کرنے سے مزید اوزان حاصل ہوتے ہیں ، جن کی تفصیلی درج ہے ۔

استاد رودکی کے بنیادی چار اوزان پر عمل تخنیق سے حاصل ہونے والے 24 اوزان رباعی

1)مفعول ،مفاعیل ،مفاعیل ،فعل (بحر ہزج مثمن ،اخرب ،مکفوف ،مکفوف ،مجبوب اہتم

2)مفعول ،مفاعیل ،مفاعیل ،فعول (بحر ہزج مثمن ۔اخرب ،مکفوف ،مکفوف ، اہتم

3)مفعول ،مفاعلن ،مفاعیل ،فعل (بحر ہزج مثمن ۔اخرب ،مقبوض ، ،مکفوف مجبوب

4)مفعول ،مفاعلن ،مفاعیل ،فعول (بحر ہزج مثمن ۔اخرب ،مقبوض ،مکفوف ، اہتم

5)مفعول ،مفاعیل ،مفاعیلن ،فع (بحر ہزج مثمن ،اخرب ،مکفوف ،مکفوف ،مجبوب مخنق

6)مفعول ،مفاعیل ،مفاعیلن ،فاع (بحر ہزج مثمن ،اخرب ،مکفوف ،مکفو ف ، اہتم مخنق

7)مفعول ،مفاعیلن ،مفعول ،فعل (بحر ہزج مثمن ،اخرب ،مکفوف ،مکفوف ،مخنق مجبوب

8)مفعول ،مفاعیلن ،مفعول ،فعول (بحر ہزج مثمن ، اخرب ،مکفو ف ،مکفوف ،مخنق اہتم

9)مفعول ،مفاعیلن ،مفعولن ،فع (بحر ہزج مثمن ،اخرب ،مکفوف مکفوف مخنق مجبوب مخنق

10)مفعول،مفاعیلن،مفعولن،فا ع(بحر ہزج مثمن،اخرب،مکفوف مکفوف مخنق اہتم مخنق

11)مفعول،مفاعلن،مفاعیلن فع (بحر ہزج مثمن،اخرب،مقبوض،مکفوف،مجبوب مخنق

12)مفعول،مفاعلن،مفاعیلن فا ع (بحر ہزج مثمن،اخرب،مقبوض،مکفوف،اہتم مخنق

13)مفعولن،مفعول،مفاعیل فعل(بحر ہزج مثمن،اخرب،مکفوف مخنق ،مکفوف،مجبوب

14)مفعولن،مفعول،مفاعیل،فعول (بحر ہزج مثمن،اخرب،مکفوف مخنق ،مکفوف،اہتم

15)مفعولن،مفعولن،مفعول،فعل (بحر ہزج مثمن،اخرب،مکفوف مخنق،مکفوف مخنق،مجبوب

16)مفعولن،مفعولن،مفعول،فعول (بحر ہزج مثمن،اخرب،مکفوف مخنق،مکفوف مخنق ، اہتم

17)مفعولن،مفعول،مفاعیلن،فع (بحر ہزج مثمن،اخرب،مکفوف مخنق،مکفوف،مجبوب مخنق

18)مفعولن،مفعول،مفاعیلن،فا ع (بحر ہزج مثمن،اخرب،مکفوف مخنق،مکفوف،اہتم مخنق

19)مفعولن مفعولن مفعولن فع (بحر ہزج مثمن،اخرب،مکفوف مخنق،مکفوف مخنق،مجبوب مخنق

20)مفعولن مفعولن مفعولن فا ع (بحر ہزج مثمن،اخرب،مکفوف مخنق،مکفوف مخنق،اہتم مخنق

21)مفعولن،فاعلن،مفاعیل فعل (بحر ہزج مثمن،اخرب،مقبوض مخنق ،مکفوف مجبوب

22)مفعولن،فاعلن،مفاعیل فعول (بحر ہزج مثمن،اخرب،مقبوض مخنق ،مکفوف،اہتم

23)مفعولن،فاعلن،مفاعیلن فع (بحر ہزج مثمن،اخرب،مقبوض مخنق ،مکفوف،مجبوب مخنق

24)مفعولن،فاعلن،مفاعیلن فا ع (بحر ہزج مثمن،اخرب،مقبوض مخنق ،مکفوف،اہتم مخنق

علام سحر عشق آ با دی کے ا بتد ا ئی چا ر ا و ز ا ن پر عمل تخنیق سے حاصل ہو نے وا لے با ر ہ ا و ز ا ن ر با ع ی

25)مفعول،مفاعلن،مفاعلن فعل (بحر ہزج مثمن ، اخرب ،مقبوض ،مقبوض ، مجبوب)

26)مفعول،مفاعلن،مفاعلن فعول (بحر ہزج مثمن ، اخرب ،مقبوض ،مقبوض ، اہتم)

27)مفعول،مفاعیل،مفاعلن فعل (بحر ہزج مثمن ، اخرب ،مکفو ف ،مقبوض ، مجبوب

28)مفعول،مفاعیل،مفاعلن فعول (بحر ہزج مثمن ،اخرب ،مکفوف ،مقبوض ،اہتم

29)مفعول،مفاعیلن،فاعلن فعل (بحر ہزج مثمن،اخرب،مکفوف،مقبوض مخنق ،مجبوب

30)مفعول،مفاعیلن،فاعلن فعول (بحر ہزج مثمن،اخرب،مکفوف،مقبوض مخنق ،اہتم

31)مفعولن،فاعلن،مفاعلن فعل (بحر ہزج مثمن،اخرب،مقبوض مخنق ،مقبوض،مجبوب

32)مفعولن،فاعلن،مفاعلن فعول (بحر ہزج مثمن،اخرب،مقبوض مخنق ،مقبوض،اہتم)

33)مفعولن،مفعول،مفاعلن فعل (بحر ہزج مثمن،اخرب،مکفوف مخنق ،مقبوض،مجبوب)

34)مفعولن،مفعول،مفاعلن فعول (بحر ہزج مثمن،اخرب،مکفوف مخنق ،مقبوض،اہتم)

35)مفعولن،مفعولن،فاعلن فعل بحر ہزج مثمن،اخرب،مکفوف مخنق ،مقبوض مخنق ،مجبوب

36)مفعولن،مفعولن،فاعلن فعول بحر ہزج مثمن،اخرب،مکفوف مخنق ،مقبوض مخنق اہتم

یہ مندرجہ 36 اوزان میرے تشکیل کردہ "شجرۂ اخرب" میں آتے ہیں ۔مفعولن جو دراصل اخرب ہی ہے اسے بھی "شجرۂ اخرب" میں ہی آنا چاہیے ۔ قطان خراسانی نے مفعولن کو شجرۂ اخرب سے منسوب کر کے جو مغالطہ پیدا فرمایا تھا وہ بھی اس سے دور جائے گا ۔

میرے ترتیب کردہ دو شجرے اس طرح ہیں ۔

1)شجرۂ اخرب

2)شجرۂ اشتر

۔"شجرۂ اخرب" میں استاد رودکی اور علام سحر عشق آبادی کے پورے 36 اوزان (بشمول مفعولن) آئیں گے ،مفعول والے اور مفعولن والے اوزانِ رباعی کو الگ الگ سے لکھنے کے حق میں ہم اس لیے نہیں ہیں کیونکہ ایسا الگ الگ لکھنا بھی اس مغالطہ کو یوں ہی برقرار رکھتا ہے ۔مفعولن جو دراصل اخرب ہی ہے اس کو بھی مفعول یعنی اخرب والے اوزان میں ہی آنا چاہیے اس لیے ہم نے شجرۂ

اخرب میں ان مفعولن والے اوزان کا اجتماع کیا ہے۔

"شجرۂ اشتر" میں وہ فاعلن والے تمام اٹھارہ اوزان آئیں گے جس کو زارعلامی نے اختراع کیا ہے اب تک عروضی کہتے آئے ہیں کہ رباعی میں استعمال ہونے والے یہ زحافات چھے ہیں۔

خرب، کف، قبض، جب، ہتم، تخنیق۔ جو بالکل درست وصحیح ہیں لیکن یہ زحافات استاد رودکی اور علام سحر عشق آبادی کے اوزان تک ہی محدود ہیں اب جبکہ زارعلامی نے زحاف شتر کا استعمال کر کے زحافات رباعی میں اضافہ کر دیا ہے جو ہر طرح سے جائز ہے اس سے کسی قسم کا عروضی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ لہٰذا اوزانِ رباعی میں اب سات زحافات استعمال ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر زارعلامی کے ایجاد کردہ ابتدائی اوزان رباعی 8 ہیں۔ جن کی تفصیل درج ہے۔

1) فاعلن مفاعیل مفاعیل فعل (بحر ہزج مثمن۔ اشتر، مکفوف، مکفوف، مجبوب

2) فاعلن مفاعیل مفاعیل فعول (بحر ہزج مثمن۔ اشتر، مکفوف، مکفوف، اہتم)

3) فاعلن مفاعلن مفاعیل فعل (بحر ہزج مثمن۔ اشتر، مقبوض، مکفوف، مجبوب

4) فاعلن مفاعلن مفاعیل فعول (بحر ہزج مثمن۔ اشتر، مقبوض، مکفوف، اہتم)

5) فاعلن مفاعلن مفاعلن فعل (بحر ہزج مثمن۔ اشتر، مقبوض، مقبوض، مجبوب)

6) فاعلن مفاعلن مفاعلن فعول (بحر ہزج مثمن۔ اشتر، مقبوض، مقبوض، اہتم)

7) فاعلن مفاعیل مفاعلن فعل (بحر ہزج مثمن۔ اشتر، مکفوف، مقبوض، مجبوب

8) فاعلن مفاعیل مفاعلن فعول (بحر ہزج مثمن۔ اشتر، مکفوف، مقبوض، اہتم)

ان اوزان پر عمل تخنیق کرنے سے مزید دس اوزان حاصل ہوتے ہیں۔

9)فاعلن مفاعیلن مفعول فعل (بحر ہزج مثمن ۔اشتر،مکفوف،مکفوف مخنق،مجبوب)

10)فاعلن مفاعیلن مفعول فعول (بحر ہزج مثمن ۔اشتر،مکفوف،مکفوف مخنق ،اہتم)

11)فاعلن مفاعیل مفاعیلن فع (بحر ہزج مثمن ۔اشتر،مکفوف،مکفوف،مجبوب مخنق)

12)فاعلن مفاعیل مفاعیلن فاع (بحر ہزج مثمن ۔اشتر،مکفوف،مکفوف،اہتم مخنق)

13)فاعلن مفاعیلن مفعولن فع (بحر ہزج مثمن ۔اشتر،مکفوف،مکفوف مخنق،مجبوب مخنق)

14)فاعلن مفاعیلن مفعولن فاع (بحر ہزج مثمن ۔اشتر،مکفوف،مکفوف مخنق،اہتم مخنق)

15)فاعلن مفاعلن مفاعیلن فع (بحر ہزج مثمن ۔اشتر،مقبوض،مکفوف،مجبوب مخنق)

16)فاعلن مفاعلن مفاعیلن فاع (بحر ہزج مثمن ۔اشتر،مقبوض،مکفوف،اہتم مخنق)

17)فاعلن مفاعیلن فاعلن فعل (بحر ہزج مثمن ۔اشتر،مکفوف،مقبوض مخنق،مجبوب

18)فاعلن مفاعیلن فاعلن فعول (بحر ہزج مثمن ۔اشتر،مکفوف،مقبوض مخنق،اہتم

(ڈاکٹر زار علامی کے ایجاد کردہ یہ اٹھارہ اوزانِ رباعی اپنے ترتیب کردہ شجرۂ اشتر میں آتے ہیں) فاعلن والے اوزان پر تھوڑی سی روشنی ڈالنا بھی ضروری ہے۔

بحر ہزج مفاعیلن کے دو فروع مفاعیل (مکفوف) مفاعلن (مقبوض) جو عام زحافات سے ہیں از روئے معاقبہ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے ہیں۔

مفاعیلن (سالم) پر کف کے عمل سے مفاعیل حاصل ہوتا ہے اور اس حاصل شدہ مفاعیل (مکفوف) پر خرم کا عمل کرنے سے مفعول رکن بنتا ہے جسے اخرب کہتے ہیں اور صدر و ابتدا سے مخصوص ہے اسی طرح مفاعیلن (سالم) پر قبض کا عمل کرنے سے مفاعلن موصول ہوتا ہے اور اس مفاعلن (مقبوض) پر خرم کا عمل کرنے سے فاعلن حاصل ہوتا ہے جسے اشترا کہتے

ہیں اور یہ بھی صدر و ابتدا سے مخصوص ہے حکم معاقبہ کے تحت مفعول کی جگہ فاعلن رکھ کر اوزان رباعی حاصل کرنے سے کسی قسم کا عروضی اعتراض وارد نہیں ہوتا اور یہ فاعلن والے اوزان رباعی کے مسلمہ قوانین پر پوری طرح سے اترتے ہیں۔

(فاعلن والے اوزان رباعی کی مزید تفصیل دیکھنا مقصود ہو تو ڈاکٹر زار علامی کی تصنیف "مسلمات فن" صفحہ نمبر 54 سن اشاعت 1988 ضرور ملاحظہ کیجیے۔

ایک بات ذہن میں رہے کہ ان اٹھارہ اوزان کے صدر و ابتدا کا فاعلن اشتر" ہے لیکن حشوین میں آنے والا فاعلن اشتر نہیں بلکہ مقبوض مخنق ہے۔ یہ وزن دیکھیے۔

فاعلن مفاعیلن فاعلن فعل (اشتر، مکفوف، مقبوض مخنق، مجبوب)

حشو دوم میں جو فاعلن نظر آتا ہے وہ اشترا بن کے نہیں آیا بلکہ زحاف تخنیق کا رہین منت ہے۔ مندرجہ بالا وزن مندرجہ ذیل وزن پر عمل تخنیق کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ وزن یہ ہے۔

فاعلن مفاعیل مفاعلن فعل (اشتر مکفوف مقبوض مجبوب)

مضمون ہٰذا میں جو دو شجرے شجرۂ اخرب و شجرۂ اشتر کو ترتیب دیا گیا ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خواجہ حسن قطان خراسانی کے شجروں کی اتباع کرنے سے بے راہ روی پیدا ہوتی ہے۔ اور اسی طرح مفعول والے یا مفعولن والے اوزان کو الگ الگ سے لکھنا گویا کہ الگ الگ ہی ماننے کے برابر ہے۔ اوزانِ رباعی میں مفعولن جو دراصل اخرب ہی ہے اور جو یہ زحاف تخنیق کی وجہ سے مفعول (اخرب) یہ شکل اختیار کر لی ہے اس لیے اس وضاحت کے بعد راقم الحروف کی یہ سفارش ہے کہ مفعولن کو مفعول والے اوزان یعنی شجرۂ اخرب اور فاعلن والے اوزان کو شجرۂ اشتر میں لکھنا چاہیے۔

سچ تو یہ ہے کہ علم عروض میں کلام موزوں اور ناموزوں کی پرکھ کی جاتی

ہے اور بحر وزحافات کا مطالعہ ہوتا ہے اس میں شجرۂ ایجاد کرنا ایسی ویسی غیر حقیقی اصطلاحیں گھڑنا دامن عروض پر بار کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ قطان خراسانی نے غلط شجرے تشکیل دے کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ اور ان کے ان شجروں کی عروضی حقیقت بیان کر کے اپنے صحیح موقف کو رکھنے کے لیے ضروری تھا کہ صحیح شجروں کو ترتیب دیا جائے۔

شجرۂ اخرب وشجرۂ اشتر بالکل مناسب ترتیب معلوم ہوتے ہیں اور یہ وہ اوزان رباعی کے لیے صحیح اصطلاحی نام بھی ہیں۔ اس حقیرسی کاوش پر ہم کوئی عروض دانی کا دعویٰ نہیں کرتے۔

ایک وضاحت

کتاب نما" میں اس مضمون کی اشاعت کے بعد بہت سارے خطوط بعد کے شماروں میں شائع ہوئے، جہاں اس مضمون کی خوب پذیرائی ہوئی وہیں کئی سوال اٹھائے گئے۔ جن کے جوابات بھی کتاب نما میں شائع ہوئے۔ ان خطوط وجوابات کے مختصر اقتباسات پیش ہیں تاکہ تصویر کے دونوں پہلو آپ کے سامنے رہیں۔

آغا افسر:

(الف) 1964ء میں محترم گوندرشک رام پوری نے رباعی کے 24 اوزان شجرۂ اخرب واشتر کے مروجہ امکانات پر ایک مدلل مضمون تحریر کیا تھا جو ماہنامہ مجلس لاہور میں شائع ہوا۔

(فرازؔ)

جواب:۔" ویسے بھی اس میں میری ولادت کے چھے سال قبل یعنی 1964ء کی بات کی گئی ہے۔ جناب رشک رام پوری نے اپنے مضمون رباعی کے 24 اوزان شجرۂ اخرب وشجرۂ اشتر میں کیا لکھا ہے نہیں

معلوم ۔لیکن اتنا کہہ سکتا ہوں کہ 24 یا36 اوزان رباعی میں شجرۂ اشتر کی بات اتنی ہی غلط ہے جتنی شجرۂ اخرم کی ہے ۔24 یا36 رودکی اور علام سحر عشق آبادی کے اوزان رباعی میں زحاف شتر کا استعمال ہوتا ہی نہیں ہے تو"شجرۂ اشتر" کی بات کہاں کی دانشمندی ۔۔۔۔۔؟

گوندر شنک رام پوری

کتاب نما ۔ دسمبر 1993ء صفحہ نمبر 85

قابل تحسین وآفریں ہیں جناب فرازؔ بندہ نواز کہ صرف بائیس سال کی عمر میں جیسا کہ انہوں نے اپنی عمر کا گراف تحریر فرمایا ہے ۔عروض جیسے دشوار گزار فن پر اتنی دسترس حاصل کر لی کہ رباعی کے چوبیس اوزان میں تیس کا مزید اضافہ کر دکھایا ہے ۔

محترمہ شگفتہ طلعت سیما کلکتہ کتاب نما ستمبر ص76

اپریل کا شمارہ نظر نواز ہوا ، پروفیسر گوپی چند نارنگ اور فرازؔ بنداہ نواز کے مضامین اس شمارے کی جان ہیں ، دوسری قسط کا شدت سے انتظار ہے ۔

غزل فنا آمادہ کی
تقطیع

میرا یہ مضمون ایک خط کا جواب ہے کچھ عرصہ پہلے (رمضان المبارک 1414 ھج) معروف شاعر انور شمیم انورؔ فیروزآبادی صاحب نے خط لکھ کر یہ پوچھا تھا کہ ایک غزل جو کہ کرشن کمار طورؔ کی تخلیق کردہ ہے (اس وقت ماہنامہ ایوان اردو میں چھپی تھی)

ے نیست کی ساری آن بان فنا آمادہ

اس کی تقطیع اور وضاحت مجھ سے جاننی چاہی تھی انہوں نے خود کرشن کمار طورؔ کو بھی اس سلسلے میں خط لکھ کر جانکاری حاصل کرنے کی کوشش بھی کی تھی۔جس کا جواب جوآنجناب طور نے دیا تھا من وعن مجھ کو بھی تحریر فرمایا تھا۔

بھائی ایوان اردو والی غزل ہندی بحر"راس" میں لکھی گئی۔جو اردو طبقہ کے لیے نامانوس اوراجنبی ہے اس بحر میں 22ارکان ہوتے ہیں۔اگرآپ اس غزل کے مصرع کے ارکان جمع کریں توان کا ٹوٹل 22 بنتا ہے۔دوسرے طور پرآپ فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فع/ فاع کے وزن پربھی اس کی تقطیع کرسکتے ہیں۔لیکن صحیح یہی ہوگا کہ آپ ہندی بحر میں اس کے ارکان ناپ لیں۔۔۔۔۔طورؔ

میں نے کرشن کمار طورؔ کی غزل فنا آمادہ کی تقطیع بحر رجز مثمن کے مزاحف وزن میں کر کے بھیج دی اور یہ صاف بتادیا کہ طور کی یہ غزل اردو بحر میں ہے اوراس کی بحر بھی اردو میں ہے نہ کہ ہندی بحر میں۔طورؔ صاحب کا اسے ہندی بحر میں بتانا محض ایک لنگڑا عذر ہی کہا جائے گا وہ بھی اپنی غزل کے لیے صحیح وزن مقررنہیں کرسکے ہیں۔جووزن انہوں نے اپنے خط میں تحریر کیا ہے کس بحر سے ماخوذ ہے نہیں لکھا۔جبکہ یہ وزن دوبحروں سے یعنی بحر متقارب اور بحر متدارک سے حاصل کرلیا جاتا ہے وہ جووزن انہوں نے دیا ہے اگر بحر متقارب سے ہے تو اس کا اصل وزن یہ ہوگا۔

بحر متقارب(دوازدہ رکن)<u>فعل فعول فعول فعول فعول فعل/فعول</u>

اثرم مقبوض محذوف/مقصور

اوراگراس وزن کو بحر متدارک سے حاصل کریں گے تو اس کا اصل وزن یہ ہوا۔

بحر متدارک (دوازدہ رکنی)<u>فعلن فعلن فعلن فعلن فع/فاع</u>

مخبون احذ/مطموس

مندرجہ بالا وزن ان دونوں اصل اوزان کا ایک رعایتی وزن ہے ایک بات اس میں یہ ہے کہ ان دونوں بحروں کے مزاحف اوزان کبھی کبھی بہ شکل وصورت ایک ہی جیسے نظر آتے ہیں جس کی وجہ سے اوزان کا خلط ملط ہونے کا خدشہ بھی کچھ زیادہ ہوتا ہے یہی وہ جگہ ہے جہاں ہمارے شعرا یہ تعین نہیں کر پاتے کہ ان کا کلام کس بحر کے وزن میں ہے۔ کچھ ایسا ہی تسامح جناب طورسے بھی واردہوا ہے انہوں نے اپنی اس غزل میں بحر متقارب اور بحر متدارک کے مزاحف اوزان کو مخلوط کر گئے ہیں جہاں ان دونوں مزاحف میں شعرفٹ نہیں ہوئے تو ہندی بحر کی طرف منسوب کر بیٹھے۔ ان کی تحریر کردہ وزن کے مطابق غزل کی تقطیع اس طرح ہوگی۔

1) زیست کی ساری آن بان فنا آمادہ یہ مصرع ان دونوں مزاحف اوزان میں نہیں ہے

2) یہ در، دیوار، مکان فنا آمادہ فعلن فعلن فعلن فعلن فع

3) جو بھی نکلتے ہیں الفاظ زوال پذیر فعل، فعولن، فعلن، فعل، فعولُ، فعولُ

4) جو بھی کہتی ہے زبان فنا آمادہ فعلن فعلن فعلن فعلن فع

5) ایک یہی زنجیر تعلق کی قائم فعل، فعولن، فعل، فعولن، فعلن، فع

6) تیرے میرے درمیان فنا آمادہ یہ مصرع ان دونوں مزاحف اوزان میں نہیں ہے

7) بس اک اسی کے نام کو دوام جہاں میں یہ مصرع ان دونوں مزاحف اوزان میں نہیں ہے

8) باقی جو بھی ہے بیان فنا آمادہ فعِلن فعِلن فعِلن فعلن فع

9) راکھ ہوا جاتا ہوں اک اندر سے میں فعل، فعولن فعلن فعلن فع

10) یہ کیسا ہے امتحان فنا آمادہ یہ مصرع ان دونوں مزاحف اوزان میں نہیں ہے

11) پھول، ستارے، چڑیا، دشت، سمندر، میں فعل، فعولن، فعلن فعل، فعول، فعلن، فع

12) یہ تو سارے ہی نشان فنا آمادہ　　فعِلن فعِلن فعِلن فعِلن فعِلن فع

13) طوراک زندہ رہنے والی ہستی وہ　　فَعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فع

14) یہ دھرتی، یہ آسمان فنا آمادہ　　یہ مصرع ان دونوں مزاحف اوزان میں نہیں ہے

اس غزل کے بعض اشعار ایسے ہیں جس کا ایک مصرع بحر متقارب تو دوسرا بحر متدارک میں چلا جاتا ہے جب کہ ایسا کرنا از روئے عروض تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اور بعض مصرعے ایسے بھی ہیں جو ان دونوں مزاحف اوزان میں تقطیع نہیں ہوتے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ طور کی یہ خوبصورت غزل کس بحر سے ماخوذ سمجھی جائے۔ کیا جناب طور کے مطابق ہندی بحر راس کو مان لیا جائے یا اردو میں اس کے لیے ایسی کوئی بحر ہے جس سے اس غزل کی باقاعدہ تقطیع ہو سکے۔

کرشن کمار طور کی یہ غزل بحر رجز مثمن کے مزاحف وزن **مفتعلن ،مفاعلن، فعلن، فعلن** (بحر رجز مثمن ،مطوی ،مخبون ،مرفوع مخبون ،مرفوع مخبون مسکن) میں بہ خوبی تقطیع ہوتی ہے۔ میں یہاں مصرعوں کی بجائے اوپر درج شدہ نمبر لکھ کر اس کے آگے اس کا وزن تحریر کر رہا ہوں

1)**مفتعلن، مفاعلن، فعلن، فعلن**

زیس کی سا/ رِآن با/ ن فنا/ مادہ

2)**مفعولن۔ مفتعلن، فعلن، فعلن**

یہ دردی/ وار مکا/ ن فنا/ مادہ

3)**مفتعلن، مفعولن، فعلن، فعلان**

جو بھ نکل/ تا ہے لف/ ظ زوا/ ل پذیر

4)**مفعولن، مفتعلن، فعلن، فعلن**

جو بھ کہ/ تی ہ زبا/ ن فنا/ مادہ

5)مفتعلن، مفتعلن، فعلن، فعلن

اک یہی، زن/ جیر تعل/لق کی/ قائم

6)مفعولن، مفاعلن، فعلن، فعلن

تیرے مے/ رِدرمیا/ن فنا/ مادہ

7)مفعولن، مفاعلن، فعلن، فعلان

بس اک اس/ کِ نام کو/ ہ جہا/ مِ دوام

8)مفعولن، مفتعلن، فعلن، فعلن

باقی ہ/ جو بھی ہِ بیا/ن فنا/ مادہ

9)مفتعلن، مفتعلن، فعلن، فعلن

راکھ ہوا/ جاتَ ہ اک/ اندر/ سے میں

10)مفعولن، مفاعلن، فعلن، فعلن

یہ کیسا/ ہِ امتحا/ن فنا/ مادہ

11)مفتعلن، مفاعلن، فعلن، فعلن

پھول ستا/ رِ چڑپ دش/ ت سمن/ در میں

12)مفعولن، مفتعلن، فعلن، فعلن

یہ تو سا/ رے ہ نشا/ ن فنا/ مادہ

13)مفعولن، مفاعلن، فعلن، فعلن

طورک زن/ درہنِ وا/ لی ہس/ تی وہ

14)مفعولن، مفاعلن، فعلن، فعلن

یہ دھرتی/ یہ آسما/ ن فنا/ مادہ

1) کرشن کمار طورؔ کی یہ غزل بحر رجز مثمن کے مزاحف وزن میں ہے ۔

2) بحر رجز کے مزاحف وزن میں یہ پوری غزل بہ خوبی تقطیع ہوتی ہے رہی یہ بات کہ کرشن کمار طور کی غزل کے دو مصاریع نمبر 3 اور نمبر 7 کو ناموزوں قرار دیا جا سکتا ہے لیکن ذرا سی تبدیلی سے ان مصاریع کو موزوں بنایا گیا ہے ۔

3) اس غزل کا ہر وہ مصرع جس میں" فنا آمادہ" آیا ہے فعل/فعلن یا مفاعی لن کے وزن پر ہے، تین متوالی الف میں سے دو الف کا گرانا افصح مانا جاتا ہے جیسے کہ اس غزل فنا آمادہ ف ن ا ا م ا دہ اس کے دو الف گرا دیے گئے تو فنا مادہ (بروزن مفاعیلن) ہوا۔

4) حکم معاقبہ کے تحت بحر رجز سالم مس تف علن کے دو فرعات مفاعلن (مخبون) مفتعلن (مطوی) ایک دوسرے کی جگہ رکھنا جائز ہے اور ان دونوں کی جگہ مفعولن (مطوی مسکن) رکھا جا سکتا ہے اسی طرح فعلن (مرفوع مخبون) کی جگہ فعلن (مرفوع مخبون مسکن) اور فعلن کی جگہ فعِلن رکھنا بہ قاعدہ عروض صحیح و درست ہے ۔

5) اس غزل کے ہر مصرع میں طور صاحب نے 22 ماترائیں (ارکان) بتائے ہیں جبکہ صحیح تقطیع کی جائے تو اس کی ماترائیں کل 20 بنتی ہیں ۔

جناب انور شمیم انور اس کے بعد ایک اور خط جواب میں کچھ مزید وضاحت کی درخواست کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ

1) ایک جگہ میرا ذہن ٹھوکر کھا رہا ہے ایک ادنیٰ طالب علم کی حیثیت سے پوری طرح مطمئن ہونے کی کوشش میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کیا مزاحف رکن پر بھی کسی زحاف کا عمل جائز ہوگا ؟ اگر ہاں تو آپ نے فعلن کو مرفوع مخبون ٹھیک ہی لکھا ۔ میں نے پڑھا تھا کہ کسی سالم رکن پر کسی زحاف کا عمل جائز نہیں جبکہ آپ نے بحر رجز کے سالم رکن مس تف علن پر زحاف رفع کے عمل سے پہلا سبب خفیف مس" ساقط کیا ۔ تف علن باقی رہا، فاعلن سے بدل لیا ۔ اس کے بعد مزاحف رکن

یعنی فاعلن پر زحاف خبن کے عمل سے فاعلن کے سبب خفیف فا" کا الف ساقط کیا فعلن باقی رہا، اس طرح فعلن مرفوع مخبون ہوا۔

2) ایک اور بات بتایئے کیا رجز میں یہ مزاحف رکن فعلن مرفوع مطوی نہیں ہوسکتا کیونکہ اس طرح رکن سالم مس تف علن پر دونوں زحافات (رفع اور طے) کا عمل ایک ساتھ ہو رہا ہے رفع کے عمل سے جہاں مس تف علن کا پہلا سبب خفیف مس ساقط ہوا اس طرح دونوں زحافات کا عمل ایک ساتھ ہوا باقی رہا تعلن جسے فعلن سے بدل لیا۔ اس طرح فعلن (مرفوع مطوی) کی جگہ فعلن (مرفوع مطوی مسکن) رکھا جا سکتا ہے۔

3) دوسری بات اور بتایئے ۔ رکن مس تف علن میں کیا زحاف حذذ کے عمل سے آخر رکن وتد مجموع "علن" کو ساقط کر کے باقی شدہ "مس تف" کو فعلن (بہ سکون عین) نہیں کیا جا سکتا۔

4) آپ نے کرشن کمار طور کی پوری غزل کی تقطیع کی ہے اور پوری غزل میں دو مصاریع کو ناموزوں قرار دیا ہے۔

شعر نمبر 2 کا مصرعِ اولیٰ ۔ جو بھی نکلتے ہیں الفاظ زوال پذیر

شعر نمبر 4 کا مصرعِ اولیٰ ۔ بس اک اس کے نام کو دوام جہاں میں

یہاں عرض کرنا ہے کہ کیا ان مصاریع کی تقطیع مندرجہ ذیل طریقہ سے ممکن ہے۔

مصرع جو بھی نکلتے ہیں الفاظ زوال پزیر" وزن

مفتعلن مفاعلن فعلن فعلن (مطوی مخبون، مرفوع، مطوی مسکن، مرفوع مطوی سالم)

تقطیع جو بھِ نکل تہا لفا ظ زوا ل پذ یر

مفتعلن مفاعلن فعلن فعلان

بھی" کا یاے معروف ساقط نے کا یائے مجہول اور" ہیں" کا یاے مجہول

ساقط، جبکہ نون غنہ توتقطیع میں شمار ہی نہیں ہوگا۔ الفاظ کا متحرک الف ماقبل لفظ ہیں کے ہ سے جوڑ کر ساکن کیا۔ لہٰذا باقی شدہ "لفاظ" کا لام (جو ساکن تھا) متحرک ہوا۔ اورظ (جو ساکن تھا) متحرک ہوکر زوال کے متحرک "ز" کے ساتھ مل گیا اور زساکن ہوگیا اسی طرح زوال کا ساکن لام مابعد لفظ پذیر کے ساتھ مل کر متحرک ہوگیا اور پذیر کا متحرک پ ساکن ہوا۔

(نوٹ)

رفع، طے، اور ازالہ کا بہ ایک وقت عمل ہوتو ایک طرف کا پہلا سبب خفیف گرتا ہے دوسری طرف "ف" اور آخرِ رکن میں ساکن سے پہلے ازالہ کا عمل ایک اور ساکن اضافہ ہوتا ہے فعلان ہوا۔

اب شعر4 کے مصرع اولیٰ پر ایک نظر جسے آپ نے ناموزوں ٹھہرایا ہے

؎بس اک اس کے نام کودوام جہاں میں

کیا مندرجہ بالا مصرع کی تقطیع مندرجہ ذیل طریقہ سے ممکن نہ ہوگی۔

؎بس اک اس/کنام کد۔وام ج ہامے

مفعولن/مفاعلن/فعلن/فعلن

مطوی مسکن،مخبون،مرفوع مطوی مسکن/محذوف

نمبرواران کے جوابات درج ہیں،

1) میں نے تو یہ تفصیل کہ فعلن (مرفوع مخبون) سالم رکن مس تف علن سے کیسے حاصل کرلیا جاتا ہے اور اس پر زحافات کا عمل کس ترتیب سے وارد ہوتا ہے درج کر چکا ہوں جس کا اعادہ انور شمیم اپنے جوابی خط میں بھی کیے ہیں۔

مزاحف رکن پر زحافات کا عمل وہیں جائز و درست ہے جہاں عروض اس کی اجازت دیتا ہے یہ جان لینا چاہیے کہ فعلن (مرفوع مخبون) مس تف علن پر صرف دو زحافات سے حاصل کرلیا جاتا ہے اور یہی رکن فعلن متفاعلن پر تین

زحافات سے حاصل ہوتا ہے (جو عام رکن بنتا ہے) سالم رکن متفاعلن پر اضمار (عام زحاف مختص بہ متفاعلن) کے ذریعے مس تف علن جسے مضمر کہا جاتا ہے۔ حاصل ہوتا ہے اور یہ مس تف علن مزاحف رکن ہوا۔ اس پر بہ عمل رفع تف علن یعنی فاعلن (مرفوع) اس مزاحف پر خبن کا عمل کر کے مخبون محصول کر لیا جاتا ہے۔ اور اس طرح اس رکن کا اصطلاحی نام مضمر مرفوع مخبون ہو جاتا ہے اس پر عمل تسکین کرنے سے فعلن مضمر مرفوع مخبون مسکن کا رکن بھی حاصل ہوتا ہے اس میں ایک عام رکن حاصل کرنے کے لیے یہاں تک زحافات کا عمل کیا جا سکتا ہے۔ ایسا کرنا ہرگز غلط نہ ہوگا، بس شرط صرف اتنی ہے کہ زحافات کا عمل ڈھنگ سے کیا جائے۔

2) بحر رجز میں مزاحف رکن فعلن مرفوع مطوی ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بحر رجز کا سالم رکن مس تف علن ہے رکن کے شروع میں دو سبب خفیف ہیں عمل رفع کے لیے اس طرح دو سبب خفیف کا ہونا لازمی ہے جس میں سے ایک سبب خفیف کو ساقط کر دیا جاتا ہے تو تف علن (فاعلن) مرفوع حاصل ہوتا ہے اور اس رکن فاعلن یا تف علن (مرفوع) میں ایک سبب خفیف رہ گیا جس کی وجہ سے اس پر عمل طے نہیں کر سکتے کیوں کہ زحاف طے کا عمل کرنے کے لیے رکن کا چوتھا حرف ساکن ہونا چاہیے جب کہ یہاں فا کا الف یا تف کا ف عمل رفع کے بعد چوتھا حرف ساکن نہیں رہا۔ بلکہ دوسرا ساکن حرف ہوا اس لیے اس رکن فاعلن پر عمل طے کرنا درست نہیں ہے اور اگر مس تف علن پر پہلے ہی عمل "طے زحاف" کریں تو مس ت علن (مفتعلن) مطوی حاصل ہو جائے گا اس رکن پر عمل رفع کے لیے دو سبب خفیف بچے نہیں رہتے۔ معلوم یہ ہوا کہ فعلن کو حاصل کرنے کے لیے پہلے طے" کا عمل کرنا بھی درست نہیں۔ یہ رکن فعلن مرفوع مخبون ہی درست ہے جو اسے مرفوع مطوی کہتے ہیں غلطی پر ہیں۔

3) رکن مس تف علن میں زحاف حذذ کے عمل سے آخر رکن وتد مجموع

کو ساقط کر کے باقی شدہ مس تف یعنی مانوس رکن فعلن حاصل کیا جا سکتا ہے لیکن یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ یہ رکن صرف عروض وضرب کے لیے ہی مختص قرار پائے گا۔ اور اس فعلن کو کسی بھی قاعدے سے فعلن (بہ تحریک عین) نہیں کیا جا سکتا ہے۔ البتہ اگر کوئی کلام عروض وضرب میں کہیں فعلن کے وزن پر کلام ہے تو اس فعلن کو اخذ کہنا درست نہیں ہوگا ایسی جگہ رکن فعلن کو مرفوع مخبون مسکن ہی کہنا چاہیے۔

4) میں نے طورؔ کی غزل میں دو مصاریع کو ناموزوں قرار دیا تھا اور انور شمیمؔ نے اپنے طور سے تقطیع کرنے کی کوشش کی ہے لیکن کسی بھی ناموزوں کلام کو موزوں بنانے کی خاطر قوانین عروض کو بالائے طاق رکھنا درست نہیں، یہ اصول تقطیع نہیں کہ ساکن حرف کو متحرک اور متحرک کو ساکن جیسے ان کی تقطیع کردہ مصاریع کے مطابق 'ہیں'' کا نون غنہ' (جو تقطیع میں شمار نہیں ہوتا) اور 'یائے' گرائے پھر 'الفاظ' کے متحرک 'الف' کو ساکن کر کے 'ہیں' کے 'ہائے' سے پیوست کر لیا گیا ہے۔

رفع اور طے کے ایک ساتھ عمل سے حاصل ہونے والے رکن کے بارے میں پہلے بھی وضاحت کر دی گئی ہے اب اس کی مزید تفصیل کی ضرورت نہیں سمجھتا لیکن اس طرح حاصل شدہ رکن پر ازالہ کی بات بھی ایک اور غلط کار ہی ہے البتہ آخر رکن فعلان حاصل کرنے کے لیے مس تف علن پر زحاف طمس کا عمل کرنا پڑتا ہے جس سے رکن آخر سے وتد مجموع کے دونوں متحرک حرف گرا دیے جاتے ہیں اس طرح یہ رکن مطموس کہلاتا ہے جو کہ ازروئے عروض صحیح مانا جاتا ہے

☆☆☆

قول فیضیؔ مصرع کہ فقرہ

کتاب نما دہلی کے شماروں میں ایک عالمانہ بحث چھڑی تھی۔ بعد میں چل کر یہ بحث نہ صرف طفلانہ پچکانہ رہی بلکہ جاہلانہ بھی رہی۔ بحث کا آغاز اس ماہنامہ کے شمارے اگست 1993ء میں شائع ہوئے ایک مضمون بہ عنوان فیضی کا ایک مقولہ از ڈاکٹر اوم پرکاش اگروال زار علامی سے ہوا پھر کتاب نما دہلی شمارہ ستمبر 1993ء میں ڈاکٹر کمال احمد صدیقی کا مضمون عروض معروض اشاعت ہوا۔ جو زار علامی کے متذکرہ مضمون پر جوابی طور سے لکھا گیا تھا اس بحث میں شمس الرحمان فاروقی بھی شامل ہوئے ان کا مضمون سخن فہمی علامی و شاگردان علامی" (یہ مصرع ہے)" کتاب نما کے شمارہ اکٹوبر 1993ء میں شائع ہوا۔

ظاہر ہے ان حضرات میں کوئی بھی نام چھوٹا نہیں تھا۔ ہر ایک اپنے میدان کا پہلوان ہی تھا یہ لوگ اپنی ذہانت اور عمیق و بسیط مطالعہ کا وافر ثبوت فراہم

کر سکتے تھے ۔ وہیں عصری تقاضوں کے پیش نظر فنی مباحث لا سکتے تھے ان حضرات سے بجا طور پر توقع کی جاسکتی تھی ۔لیکن افسوس کہ ایسا بالکل نہیں ہوا بلکہ اس کے برعکس ہوا۔ بات کہیں سے نکلی تھی یہ مت پوچھئے کہ کہاں تک پہنچی ۔کہاں پہنچی ، یہ کہنے میں ذرا بھی عار نہیں ہونا چاہیے کہ اس میں سے کوئی بھی اپنے موقف پر نہیں رہا۔آغاز بحث جس سنجیدگی سے ہوئی تھی آخر تک برقرار نہیں رہ سکی ۔

بات یہ تھی کہ کوئی اس مقولہ کو مصرع کہہ کر تقطیع وموزوں کرنے کی کوشش کی تو کچھ لوگ نثر کا فقرہ کہنے پر مصر رہے یہ بحث الگ کہ کون صحیح ہے اور کون غلط ۔گوپی چند نارنگ جیسے لوگ صرف اتنا کہہ کر خاموشی اختیار کر لیے اس میں کوئی ایک صحیح ہوسکتا ہے دونوں تو صحیح نہیں ہو سکتے ۔"

زار علامی کا مقصود یہاں اس مقولے کو تقطیع کر کے موزوں ثابت کرنا تھا جسے وہ تین اوزان حقیقی اور دو بحروں میں قطع کرنے کی کوشش کی تھی ۔موصوف کا مقصد یہ نہیں تھا کہ اس کی یہ پرکھ ہو کہ یہ مصرع ہے یا نثری فقرہ یا جملہ

بات وہاں بگڑی جب یہ ناک کا سوال بن گئی ہر کوئی اپنی بات صحیح گردانے پر تل گئے ۔کچھ دیر تو یوں لگنے لگا تھا کہ یہ سب جھگڑے پرا تر آئے شائستہ الفاظ میں گالی گلوچ بھی چلنے لگی ۔ناشناسائے عروض کم شائستہ ۔ناسنجیدہ ، نام نہاد عروضی ۔شاخدار مطلق ،حضرت علامہ، اسقاط حمل کے بعد مردہ بچہ کے ناموں سے بحث کرنے والا ، رستم عروض ، ساحر عروض ،عروض ناخواندہ وغیرہ جیسے القاب ایک دوسرے کو نوازے جانے لگے ۔

ادب میں کوئی بھی بحث معقول استدلال طرز پر ہونا چاہیے اختلاف رائے ہوسکتی ہے اور ہونا بھی چاہیے قیاس یا تاویلات دینے سے عروض میں بات نہیں بنتی ،مسلمہ قوانین کے تحت پرکھ کر دیکھنا پڑتا ہے عروضی تو عروضی عام قاری بھی موقف کو سمجھ جائے گا ۔عیب جوئی یا ایک دوسرے کو نیچا دکھانا مقصود نہ ہو ۔اس سے علم وادب کو کوئی فائدہ بھی نہیں ہوتا ۔اور ایسے مبحث تضیع اوقات کے سوا

اور کیا ہو سکتے ہیں ۔ کیا یہ باتیں ان ذی فہم حضرات کو بتانے کی ضرورت ہے؟

اس تنازعہ سے ان لوگوں کو کہنے کا موقع ضرور ملا جو ہمیشہ کہتے رہتے ہیں ایک کتاب پڑھنے کے دوران میں کچھ اس طرح کے جملے پڑھنے کو ملے (اس بحث سے یہ صادق بھی آتے ہیں) کہ کوئی بھی عروضی دوسرے سے اتفاق نہیں کرتا ہے اختلاف اور عیب جوئی ان کا عین مسلک رہا ہے ایجاد و اختراع کو اپنا پیدائشی حق سمجھتے ہیں ۔

اصولاً جو بات کی جاتی ہے وہ کسی کی بھی ہو مان لینے میں کوئی حرج نہیں ہونی چاہیے ۔ اس سے پہلے کہ بحث کو آگے بڑھایا جائے یہ دیکھا جائے وہ مصرع نما مقولہ کیا ہے

؎ سخن فہمی عالم بالا معلوم شد

یہ مصرع ہے تو سوال ایک یہ بھی اٹھتا ہے کہ کونسا مصرع ؟ مصرع اولیٰ یا مصرعِ ثانی ؟ یا کسی نظم کے ٹیپ کا مصرع ؟ یہ مصرع ہے تو کس شعر کا ؟ یہ بات ظاہر ہے کہ مصرع کو کسی نہ کسی شعر سے ہونا لازمی ہے وہ شعر فرد بھی ہوسکتا ہے کسی مصرع کو ہم فرد تو نہیں کہہ سکتے ۔

یہ نثری مقولہ ہے تو اس کی صحیح نہج سے تحقیق ہونی چاہیے ۔ اس کی لسانی ونحوی حقیقت کی تحقیق ہونی چاہیے ۔ اس کے ادبی وفنی پہلوؤں پر بحث ہونی چاہیے ۔ یہ اس نثر کا ٹکڑا بھی ہوسکتا ہے جسے نثری اصطلاح میں مرجز کہتے ہیں (ایک ایسی نثر جس میں وزن کا التزام ہوتا ہے،) مرصع یا مسجع نثر کا جملہ بھی ہوسکتا ہے ۔

فاروقی صاحب اس فقرے کو مستند لوگوں کے حوالے سے تین طرح لکھا ہے ۔

(الف) سخن فہمی عالم بالا معلوم شد

(ب) قدر دانی عالم بالا معلوم شد

(ج) شعر فہمی عالم بالا معلوم شد

جملہ مضامین کے مطالعہ سے جو بات سامنے آئی۔ وہ یہ تھی اس جملے کی تقطیع کر کے دیکھا جائے کہ یہ موزوں ہے یا نہیں زار علامی نے ایک اچھی کوشش کی ۔کمال صاحب ان کے ایک ایسے وزن کو لے کر برس پڑے اور غلط در غلط مضمون تحریر کیے۔شمس الرحمان فاروقی نے بھی اس وزن کو غیر حقیقی قرار دیا لیکن وہ بھی صحیح محاکمہ پیش نہیں کر سکے۔

فیضی کے اس مقولے کو عروضی اعتبار سے پرکھیں یا پھر اسے نثر یا جملہ قرار دیں اس سے پہلے یہ حقیقت بھی جان لیں کہ ایسے بہت سے جملے پڑھنے اور سننے میں آتے ہیں جو کسی نہ کسی وزن میں بھی تقطیع ہو سکتے ہیں یا در ہے کہ ہر لفظ اپنے اندر ایک وزن رکھتا ہی ہے اس کے باوجود بھی ہم ان جملوں وفقروں کو محض اس لیے شاعری کی تعریف یا مفہوم میں نہیں لے سکتے۔ چونکہ شاعری اوزان کے علاوہ کچھ اور تقاضہ بھی کرتی ہے۔

کسی مصرع کو موزوں ہوتے ہوئے بھی پورے وثوق کے ساتھ یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ یہ مصرع ہے۔ ایک مصرع کی حقیقت ہی کیا ہے کسی ایک مصرعے کو شاعری کہا جائے تو نثر کا ہر جملہ کسی نہ کسی وزن میں تُلتا ہے تو اس طرح سے پوری کی پوری نثر شاعری ہی کے زمرے میں ہوئی۔مصرع تو مصرع ہے کبھی کبھی شعر کے وزن کو تعین کرنے میں یہ مشکلیں پیش آتی ہیں کہ یہ کس بحر کے وزن میں ہے اس کی ہر صحیح پرکھ کے لیے اس شعر کی غزل یا نظم کے دیگر اشعار کو بھی غور کر کے دیکھنا ہوتا ہے۔

مثلاً یہ مصرع ؛ کوئی تڑپ تڑپ اٹھا۔کوئی ترس ترس گیا۔ (فراز بادامی)

یہ مصرع جس وزن میں قطع ہوتا ہے

وہ یہ ہے ۔**مفاعلن، مفاعلن، مفاعلن، مفاعلن،**

یہ وزن دو بحروں سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ بحر رجز سے بہ ذریعہ زحاف

خبن سے حاصل ہوتا ہے۔جس کا اصطلاحی نام بحر رجز مثمن مخبون جمیع الاجزاء۔

یہی وزن بحر ہزج بہ ذریعہ زحاف قبض سے بھی حاصل ہوتا ہے۔اس کا اصطلاحی نام ہوگا۔بحر ہزج مثمن مقبوض جمیع لاجزاء۔

یہ مانا ہوا کلیہ ہے کہ ہر بحر کے ساتھ اس کے ہی مخصوص رعایتیں بھی ہوتی ہیں اگر یہ وزن بحر رجز سے حاصل کیا گیا ہےتو اس کے فروع مفاعلن (مخبون)مفتعلن (مطوی)اور مفعولن (مطوی مسکن)کوایک دوسرے کی جگہ بلاکراہت لایا جاسکتا ہے۔اوراگر یہ وزن بحر ہزج سے محصول کرلیا جائے تو اس کے فروع مفاعلن ،مفاعیل کوایک دوسرے کی جگہ لایا جانا جائز ہوتا ہے۔ایک میں یعنی بحر رجز کے ارکان میں تسکین کا عمل کارفرما ہے اور دوسرے بحر ہزج کے ارکان میں تخنیق کا عمل۔

محولہ مندرجہ بالا مصرع کس بحر کے وزن میں ہے تعین کرنے کے لیے ہمیں چاہیے کہ اس کا دوسرا مصرع بھی دیکھیں۔

؎ تیری نگاہِ ناز سے ہر ایک دل گھائل ہے

اسکا وزن ہے **مفاعلن،مفاعلن،مفاعلن،مفعولن** (بحر رجز مثمن مخبون مخبون مطوی مسکن)

لہٰذا یہ معلوم ہوا کہ اس وزن میں عمل معاقبہ کے تحت رعایت کا فائدہ اٹھایا گیا ہے اس طرح یہ شعر بحر رجز مثمن کے مزاحف وزن میں بخوبی تقطیع ہوجاتا ہے۔

آخر یہ بحث کسی نتیجہ کے بغیر ہی ختم ہوتی ہے کون صحیح ہے اور کون غلط۔یہ بات وہیں رہ گئی کسی نتیجہ کے بغیر اگر بحث کوختم ہی کرنا تھا تو چھیڑی ہی کس لیے تھی۔کئی ماہ تک یہ چرچا چلا،صرف ایک مصرع (چاہیے توفقرہ بھی کہہ سکتے ہیں)تقطیع کرنے کے لیے کئی مضامین لکھے گئے،آخر کار ادارہ کتاب نما کو اس نوٹ کے ساتھ اس بحث کوختم کرنا پڑا کہ یہ بحث اب یہیں پرختم کی جاتی ہے۔

یوں دیکھا جائے تو یہ بحث غیر دلچسپ بھی نہیں تھی کچھ عروضی پہلو ضرور نکل آئے، جس سے استفادہ حاصل کیا جا سکتا ہے فیضی کے اس قول سخن فہمِ عالم بالا معلوم شد، کو زار علامی موزوں قرار دیتے ہیں کمال احمد صدیقی اور فاروقی صاحب ناموزوں کہتے ہیں،

یہ مقولہ بہ حسن وخوبی حقیقی اوزان میں تقطیع ہوتا ہے زار علامی نے جن اوزان میں اس کی تقطیع کی ہے وہ یہ ہیں

1) بحر مقتضب مثمن۔مخبون، مجنون، مرفوع مجنون مخنق

مخنق (**مفاعیل، مفاعلن، مفعولن، فاعلن**)

2) بحر مقتضب مثمن، ۔مخبون، مخبون، سالم، مرفوع مخبون مسکن

(**مفاعیل، مفاعلن، مفعولاتم، فعل**)

3) بحر ہزج مثمن مکفوف مقبوض ومحذوف مکفوف مقبوض مخنق

(**مفاعیل، فعولُ، مفاعیلن، فاعلن**)

مندرجہ بالا تین میں سے نمبر 1، نمبر 2 اوزان پر کسی قسم کا عروضی اعتراض وارد نہیں ہوتا، وزن نمبر 3 میں فنی نقص ہے اس کی وضاحت بہت ضروری ہے اسی کے پیش نظر مجھے یہ مضمون لکھنا پڑا۔

ڈاکٹر کمال احمد صدیقی صاحب اپنے مضمون عروض معروض کے صفحہ 35 پر یوں رقم طراز ہیں کہ

جو اوزان انہوں نے بحر مقتضب میں تجویز کیے ہیں کیا وہ فارسی میں رودکیؔ سے لے کر فیضیؔ تک کے یہاں اور فیضیؔ کے کسی ہم عصر عرفیؔ، نظیریؔ، کلیمؔ، حزیںؔ یا بعد کے کسی شاعر کے یہاں اس آہنگ میں کسی کی ایک بھی غزل ہے کم سے کم فیضیؔ کے ۔۔۔۔۔۔۔صدی پرانا ہو،

مندرجہ بالا پورا پیراگراف مہمل باتوں پر مشتمل ہے، عروض میں کسی شعر

یا مصرع کو پڑھنے یا جانچنے کا طریقہ کار یہ نہیں ہے کہ اولین متوسلین یا متاخرین میں اس کی مثالیں موجود رہی ہوں، ضروری یہ ہے کہ جو بھی وزن حاصل ہوتا ہے قاعدہ عروض سے مستخرج ہونا ہی چاہیے مستعمل اور غیر مستعمل مترنم اور غیر مترنم مرجح اور غیر مرجح کی بحث الگ چیز ہے اس بنا پر کسی صحیح وزن کو ہرگز رد نہیں کیا جا سکتا۔ کتابوں کے مخطوطوں یا پیش رؤوں کے کلام میں اس کی مثالیں ڈھونڈنا محض بوکھلاہٹ کا نتیجہ ہے۔ صحیح قوانین کے اطلاق سے سینکڑوں اوزان دریافت ہوتے ہیں بہتوں کو اس کا علم نہیں ہوتا،

دونوں حضرات زارعلامی کے جس وزن کو عذر ٹھہراتے ہیں وہ اس طرح ہے۔

مفاعیلُ۔فعولُ،مفاعیلن۔فاعلن

بحر ہزج مثمن مکفوف، مقبوض ومحذوف، مکفوف، مقبوض مخنق

اس وزن کے سلسلے میں ان کا یہ خیال ہے کہ ہزج میں فعول کوئی مزاحف ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ رباعی کے آخری ارکان کو چھوڑ کر اور کہیں حکم معاقبہ کی خلاف ورزی نہیں ہوسکتی۔ مفاعیلن کے دونوں اسباب خفیف سلامت تو رہ سکتے ہیں لیکن یہ دونوں ساقط نہیں کیے جا سکتے۔ اور ان میں معاقبہ ہے ان میں صرف ایک ساقط کیا جا سکتا ہے۔ شاخدار مطلق حضرت زارعلامی نے حذف سے ان ساقط کیا ماقبل ل کے ساتھ اور قبض سے ی ساقط کی اور اسے حشو میں رکھا یہ سراسر خلاف وضع عروض ہے۔"

پہلی بات تو یہ ہے کہ موصوف فعول پر عروضی اعتبار سے غور نہیں کیا۔ دوسری یہ غلطی کی ہے حکم معاقبہ کی خلاف ورزی ارکان رباعی کے اواخر میں روا سمجھتے ہیں جبکہ معلوم ہو کہ حکم معاقبہ کی خلاف ورزی کہیں بھی روا نہیں ہے اوزان رباعی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں، فعولُ رباعی کا بھی کوئی رکن نہیں ہے۔ یہ رکن مقبوض ومحذوف بتایا گیا ہے۔ رباعی کے آخری رکن میں آنے والا مزاحف

رکن فعول اہتم ہے ۔مفاعی لن کے ی اورن میں معا قبہ ہے اس ی اورن کو بہ یک وقت گرا نا خلا ف قا عدہ عروض ہے ۔ جیسے کہ

سالم رکن مفاعیلن پر قبض اورکف ایک ساتھ عمل کیا جائے یعنی بہ عمل زحاف قبض مفاع لن اس مفاع لن (مقبوض) پر کف کا عمل کیا گیا تو مفاع ل حاصل ہوا ۔اور یہ حکم معا قبہ کی خلاف ورزی ہے ۔

زارعلامی صاحب اپنے اس رکن فعول کو صحیح گرادننے کے لیے جو جواز پیش کرتے ہیں ذراوہ بھی نظر کے سامنے ہو ۔

"فعول بہ سکون لام اورفعول بہ تحریک لام میں حذف کا عمل مشترک ہے فعول بہ سکون لام میں قصر کے ذریعہ مفاعی لن کے پہلے سبب خفیف پر آخری سبب خفیف کو گرا کر قصر کا عمل ہوا ہے ۔اسی طرح فعول بہ تحریک لام میں آخری سبب خفیف گرانے کے بعد یا گرانے سے پہلے قبض کا عمل ہوا ہے دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے کہ ایک جگہ حرف ساکن کو گرایا گیا ہے اور دوسری جگہ حرف متحرک کو گرایا گیا ہے لہٰذا جب فعول بہ سکون لام کا استعمال جائز ہو جاتا ہے تو فعول بہ تحریک لام کا استعمال بھی جائز ہو جاتا ہے"

صحیح ہے کہ فعول بہ سکون لام اورفعول بہ تحریک لام میں حذف کا عمل مشترک ہے ،لیکن ایک میں حکم معا قبہ کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور ایک میں نہیں ۔کیسے اس کی توضیح یہ ہے ۔

مفاعی لن ۔ پر حذف کا عمل کیا جائے مفا عی بچا اس پر قصر کا عمل کیا جائے تو رکن کے آخر سے سبب خفیف کے حرف متحرک کو ساقط کیا جاتا ہے مفا عی میں متحرک عین کو ساقط کیا مفای حاصل ہوا جسے مانوس رکن سے فعول سے بدل لیا جاتا ہے ۔ یاد رہے کہ اس میں عی سبب خفیف کے متحرک عین پر اثر ہوا ہے ساکن یا ے پر نہیں ۔اس طرح رباعی کے رکن فعول میں حکم معا قبہ کی خلاف ورزی ہرگز نہیں مانی جاسکتی اگر ایسا ہے تو یہ رکن بھی غلط ہے ۔

فعول میں دیکھیں کہ یہ رکن کیسے حاصل ہوتا ہے نیز حکم معاقبہ کی خلاف ورزی کیسے ہوتی ہے مفاعی لن پر بذریعہ حذف مفاعی حاصل رہا اس پر قبض کا عمل کرتے ہیں یعنی رکن سے پانچواں ساکن حرف یا ے گراتے ہیں۔ مفاع بچا جسے فعول سے بدل لیتے ہیں اور اس رکن کا نام مقبوض محذوف کہلاتا ہے۔ ایک رکن پر عمل حذف کے ساتھ آخری ساکن حرف پہلے گر چکا ہے، دوسرا ساکن حرف کسی صورت بچائے رکھنا چاہیے لیکن یہاں ایسا نہیں ہوتا۔ چاہے مفاعیلن پر قبض کا عمل پہلے ہی کیوں نہ کیا جائے جیسے کہ زار علامی نے کیا ہے۔

کمال صاحب کو ایک اعتراض اسی وزن میں یہ ہے کہ محذوف حشو میں کیسے لایا جا سکتا ہے۔

بالکل صحیح ہے لیکن اس کے لیے بھی ایک قاعدہ کلیہ ہے جس کا انہیں شاید علم نہیں ہے وہ یہ کہ متحرک الآخر والے ارکان مختص بہ عروض وضرب ہوتے ہوئے بھی صدر وابتدا حشوین میں بلا کسی قباحت کے لائے جا سکتے ہیں اور ایسے ارکان مختص بہ عروض وضرب میں لائے نہیں جا سکتے۔ اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اس کی اجازت ہے لیکن اردو میں ایسی صورت مشکل ہے یا بہت سلیقگی کی ضرورت ہے۔ ایسے ارکان معدودے چند ہی ہیں جو متحرک الآخر حرف پر ختم ہوتے ہیں۔ معلومات کے لیے یہاں لکھنا مناسب سمجھتا ہوں۔

1)مس تفع لن (سالم رکن) مفاع (فعول) مخبون ومحذوف

2)مس تفع لن (سالم رکن) مفعول محذوف

3)مفعولات (سالم رکن) فاع (فعل) مطوی اصلم

4)فاع لاتن (سالم رکن) فاع (فعل) مجبوب

5)مس تف علن (سالم رکن) فاع (فعل) مطوی اخذ

مس تف علن کے فعل کے سلسلے میں کچھ عرض کرنا ضروری ہے اس سے پہلے کے کسی بھی عروضی کتاب میں یہ فرع درج نہیں ملے گی۔ جس کی وضاحت یوں

ہے۔

سالم مس تف علن پر بہ عمل طے یعنی رکن کے چوتھے ساکن حرف کو گرایا جاتا ہے بشرطیکہ وہ سبب خفیف کا ساکن ہو۔ اس طرح مس ت علن حاصل ہوا پھر اس پر زحاف حذذ کا عمل یعنی رکن کے آخر سے وتد مجموع علن گرادیا جاتا ہے۔ مس ت بچا رہتا ہے جسے مانوس رکن فعل یا فاعِ سے بدل لیا جاتا ہے۔

ایسے کچھ ارکان جو حاصل کیے گئے ہیں ان سے اوزان میں مزید اضافہ کی گنجائش نکل آتی ہے جس پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔ البتہ رکن مفاعیلن سے مفاع (فعول) مقبوض ومحذوف حاصل کرنا کسی صورت درست نہیں مانا جاسکتا۔ فیضی کے اس مقولے کو تقطیع کرنے کے لیے یہ فرع نہ صرف غیر مناسب ہے بلکہ بہت سارے گمراہیوں کی پیش خیمہ بھی ہوسکتی ہے یہ مقولہ بہ آسانی بحر متقارب معشر سالم، سالم، مقبوض، مقبوض، مقبوض مخنق، اخذ) میں بہ خوبی تقطیع کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ سخن فہمی عالم بالا معلوم شد ایک موزوں مقولہ ہے بس!

ہجو در مذمتِ نظام حاضر

ایک عروضی تجزیہ

'ماہنامہ کتاب نما دہلی' کے شمارے اکٹوبر 1993ء صفحہ نمبر 15 پر ایک نظم بہ عنوان ہجو در مذمت نظام حاضر شائع ہوئی۔ جس کے شاعر کمال احمد صدیقی ہیں جو برصغیر کے معروف ومعتبر شاعر اور بہ حیثیت عروض داں جانے جاتے ہیں۔ انہیں عروض میں اچھا خاصا ذوق ہے ان کی کتاب" آہنگ وعروض" سے اندازہ ہوتا ہے۔

نظم اچھی نہایت عمدہ ہے۔ اس نظم کی تشریح، تفہیم یا تنقید ہمارا مقصود بالکل نہیں ہے اور نہ ہی اس پر فنی تجزیے کی ضرورت محسوس ہوئی لیکن ایک چیز جو اس کی طرف ہمارے ذہن کو مبذول کرائی وہ اس نظم کے ساتھ شائع ہوا ادارہ کا نوٹ جو اس طرح ہے۔

نوٹ:۔ یہ آہنگ اردو میں شاید پہلی بار استعمال ہو رہا ہے اس بارے میں قارئین کتاب نما کے تاثرات شائع کر کے ہمیں خوشی ہوگی۔

ایسے ماحول میں جبکہ عروض کو شاعری کے لیے غیر ضروری سمجھنے والوں کی تعداد دن بہ دن بڑھتی جا رہی ہے پھر اس موضوع پر بے سوجھ بوجھ کچھ لکھنے والوں کی تعداد بھی کم نہیں ادارے کا نیک ارادہ دیکھ کر بے انتہا خوشی

ہوئی۔ میرا بھی ارادہ بنا کہ اس نظم کا عروضی تجزیہ کیا جائے اور اس کے رموز و نکات کی تشریح کی جائے۔ اور یہ متعین کیا جا سکے کہ یہ نظم کس بحر کے وزن میں قطع ہوتی ہے۔

پہلے تو یہ وضاحت ضروری ہے کہ عروضیوں کے یہاں یہ بات بالکل بے معنی ہوتی ہے کہ اس آہنگ میں پہلے کوئی کلام موجود ہے یا نہیں۔ کلام موزوں کو پرکھنے کی یہ کسوٹی نہیں۔ اردو کا عروض اتنا دقیق اور وسیع ہے کہ اس کے مسلمہ اصول سے سینکڑوں کے تعداد میں اوزان استخراج پاتے ہیں۔ اس میں سے کبھی کچھ آہنگ رائج ہوتے ہیں اور کبھی کچھ۔ پیشتر کے کلام میں اگر اس وزن میں کوئی امثلہ نہیں ملتی ہے تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وزن ہی غلط وارد ہے اس لیے ان کی مثالین ڈھونڈنا محض کار بے سود ہے۔ جب بڑے بڑے شعرا حضرات کے مجموعہ کلام، دیوان صرف چند گنے چنے رواں اوزان میں پائے جاتے ہیں۔ کوئی شاعر کسی نئے وزن میں اپنے کلام کو موزوں کرتا ہے اور وہ وزن مسلمہ قوانین سے ماخذ ہے تو کافی ہے۔ علم عروض سے نابلد حضرات ہی اس طرح کی بے تکی باتیں کرتے ہیں کہ یہ ایک ایسا آہنگ ہے جو اردو میں پہلی بار استعمال ہوا ہے یا اس سے پہلے کسی بھی عروضی کتاب میں اس کی مثالیں نہیں ملتی۔

متذکرہ یہ نظم جن بحور و اوزان میں تقطیع ہوتی ہے ان کی تفصیل یوں ہے۔

بحریں: بحر متدارک، بحر ہزج، بحر رجز، بحر وافر، بحر کامل، بحر بسیط، بحر عمیق، بحر سریع مسدس، بحر قریب مسدس، بحر کبیر مسدس

اس نظم کے اوزان کو حاصل کرنے کے لیے جن زحافات کا استعمال ہوتا ہے وہ یہ ہیں۔

خبن، حذذ، طمس، خرب، کف، جب، ہتم، رفع، طے، تسبیغ، اذالہ، قطع، عرج، قصم، عصب، نقص، حذف، قصر، اضمار، خبل، صلم، سلخ، کشف، / وقف، تسکین، تخنیق۔

اس نظم کو مثمن اور مسدس اوزان میں تقطیع کیا جا سکتا ہے چند اوزان مزاحف میں عملِ تسکین کا رفرما ہے اور چند اوزان عملِ تخنیق کے مرہون ہیں۔

یہ پوری نظم بحر متدارک کے مثمن مزاحف وزن میں تقطیع کی جائے گی۔ خوف طوالت کے پیش نظر تقطیع کے لیے ہم نے اس نظم کے مختلف مصرعوں کو منتخب کیا ہے یعنی ہر گروپ سے ایک مصرع لیا گیا ہے۔

1) پورا کرنا ہے ہم کو

فَعلُن فَعلُن فَعلُن فع

مخبون مسکن، مخبون مسکن، مخبون مسکن، احذ

2) انسان کی وحدت کا خواب

فَعلُن فعِلن فَعلُن فَا ع

مخبون مسکن، مخبون مسکن، مخبون مسکن، مطموس

3) بدلے جو نظام قشقی

فَعلن فعِلن فَعلن فع

مخبون مسکن، مخبون مسکن، مخبون مسکن، احذ

4) چہروں پر آ جائے آب

فَعلن فَعلن فَعلن فا ع

مخبون مسکن، مخبون مسکن، مخبون مسکن، مطموس

یہ پوری نظم بحر متدارک کے چار مزاحف اوزان میں بہ حسن خوبی تقطیع

ہوتی ہے۔اوزان اوران کے نیچے قطع ہونے والے اس نظم کے مصرعے درج کیے جا رہے ہیں

فعلن فعلن فعلن فاع

مخبون مسکن،مخبون،مخبون مسکن،مطموس

تہذیب ہوئی ہے نایاب
موقوف ہوئے ہیں آداب
یاد آئے ہیں ہمیں بھولے خواب
ہرموج ہواہے مضراب
محنت کے غبن سے بازار
اصراف کا گویا سیلاب
ہو چاہے وہ بنت مہتاب
بازار ہے رشوت کا گرم
سرکار بتائے پایاب
ہے سود کا ایسا گرداب
کرتے ہیں یہ سچ کی تلقین
خودسب سے بڑے ہیں کذاب
سب چور ہیں اور رشوت خور
اتنے ہی سنہرے القاب
جب جنس وفا ہو کم یاب
جب حسن کو آنکیں قصاب
کیسے یہ کلس،یہ محراب
تہذیب کو دے دیں جلاب

وقت آئے تو ہم لیں گے داب
ہر دل کا گلستاں شاداب
انسان کی وحدت کا خواب
ہم ختم کریں استحصال

فعلن فعِلن فعلن فع

مخبون مسکن،مخبون،مخبون مسکن،احذ

دیکھا انہیں جو محفل میں
دل ساز ہے نغمے پھوٹے
ہر چیز یہاں بکتی ہے
انسان کا خوں ہے سستا
سرکار ہے گندی مچھلی
قرضے کا سمندر گہرا
ہاں ڈوب چکا ہے بھارت
حاکم ہیں ہمارے کیا کیا
کیا عشق کی باتیں کیجیے
کیا حسن کی باتیں کیجیے
مینار ،منارے ،گنبد
کب جانیں کدالیں برسیں
نظروں میں ہے ہراک گردن
آواز اٹھاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کھولو
بدلے جونظامِ قشقی

فعلن فعلن فعلن فع

مخبون مسکن ،مخبون مسکن ،مخبون مسکن ، احذ

کالے جتنے دل کے ہیں
اٹھو۔کرنا ہے ہم کو
پورا کرنا ہے ہم کو

فعلن فعلن فعلن فاع

مخبون مسکن،مخبون مسکن،مخبون مسکن،مطموس

قرضہ تو ہے چوہے دان
ہم ہیں چوہے کے اعصاب
گنجے سروالے سرخاب
دو جوتے آگے اصحاب
انسانی قدروں کا باب
پیدا ہوں گے خود اسباب
چہروں پر آجائے آب

اس نظم کو مزید دوسرے بحور کے اوزان مزاحفہ میں تقطیع کرنے سے پہلے ایک ضروری وضاحت کرنا ازحد ضروری ہے ۔یہ نظم بحر متدارک کے چار مزاحف اوزان میں تقطیع ہوتی ہے ان چاروں رعایتی اوزان میں اصل وزن جو ہے وہ یہ ہے ۔

فعِلن فعِلن فعِلن فع/فاع

مخبون،مخبون،مخبون مسکن،احذ/مطموس

اس وزن پر عمل تسکین یعنی متوالی تین حرکات میں سے درمیانی حرکت کو ساکن کر دیا جاتا ہے اس طرح اس سے جو اوزان حاصل ہوتے ہیں۔ وہ کل سات ہیں اور ان سب کا ایک غزل یا نظم یا شعر میں خلط جائز و درست ہے۔ اصل وزن کے ساتھ پورے اوزان رعایتی کا خاکہ ملاحظہ ہو۔

1) اصل وزن : فعِلن فعِلن فعِلن فع/فاع

2) رعایتی وزن : فعِلن فعِلن فعَلن فع/فاع

3) رعایتی وزن : فعِلن فعلن فعِلن فع/فاع

4) رعایتی وزن : فعِلن فعلن فعلن فع/فاع

5) رعایتی وزن :: فعلن فعِلن فعِلن فع/فاع

6) رعایتی وزن : فعلن فعِلن فعلن فع/فاع

7) رعایتی وزن : فَعلن فَعلن فَعلن فع/فاع

8) رعایتی وزن : فَعلن فَعلن فَعلن فع/فاع

مندرجہ بالا اوزان میں فعِلن مخبون، فَعلن مخبون مسکن، فع احذ اور فع مطموس ہیں

ان سب اوزان کا اجتماع کسی ایک شعر، غزل یا نظم میں جائز درست ہے کمال احمد صدیقی کی یہ نظم مندرجہ بالا وزن نمبر6 اور وزن نمبر8 میں تقطیع ہوتی ہے ۔ باقی اوزان کا ان کی نظم میں خلط نہیں ہوا ہے۔

اسی طرح ایک اور اصل وزن بحر ہزج مسدس مفعول، مفاعیل فعل/فعول (بحر ہزج مسدس اخرب مکفوف، مجبوب / اہتم) ہے جس پر عمل تخنیق کرنے سے جو رعایتی اوزان حاصل ہوتے ہیں۔ وہ اس طرح ہیں۔

1)اصل وزن:مفعول، مفاعیل فعل/فعول

(بحر ہزج مسدس اخرب مکفوف مجبوب/اہتم

2)رعایتی وزن:مفعول،مفاعیلن فع/فاع

(بحرہزج مسدس اخرب مکفوف مجبوب مخنق/اہتم مخنق

3)رعایتی وزن:مفعولن،مفعول فعل/فعول

(بحرہزج مسدس اخرب مکفوف مخنق مجبوب/اہتم

4)رعایتی وزن:مفعولن،مفعولن فع/فاع

(بحرہزج مسدس اخرب مکفوف مخنق مجبوب مخنق/اہتم مخنق

موصوف کی یہ نظم جن اوزان میں تقطیع ہوتی ہے وہ اس طرح ہوں گے ہرگروپ سے ایک مصرع لیا گیا ہے۔

1)تہذیب ہوئی ہے نایاب

مفعول،مفاعیلن فاع

(اخرب ،مکفوف ،اہتم مخنق)

2)دیکھا انہیں جومحفل میں

مفعولن،مفعولن فع

(اخرب ،مکفوف مخنق ،مجبوب مخنق)

3)کالے جتنے دل کے ہیں

مفعولن،مفعولن،فاع

(اخرب ،مکفوف مخنق ،اہتم مخنق)

4)قرضہ توہے چوہے دان

مفعول،مفاعیلن فاع

(اخرب ،مکفوف ، اہتم مخنق)

مندرجہ بالا اوزان میں سے وزن نمبر 2 اور 4 کا استعمال ہوا ہے۔ بحر ہزج مسدس سے ایک وزن یوں حاصل کیا جا سکتا ہے۔

اصل وزن بحر ہزج مسدس ؛۔

1)**مفعول،مفاعیلن فع/فاع**

اخرب سالم ، مجبوب ومقطوع/ مجبوب اعرج

رعایتی وزن**مفعولن،مفعولن فع/فاع**

اخرب سالم مخنق ، مجبوب ومقطوع/ مجبوب اعرج

ان دونوں ہی یعنی اصل اور اس کے رعایتی وزن میں پوری نظم تقطیع ہوتی ہے

بحر رجز مثمن کے اوزانِ مزاحفہ بھی بحر متدارک مثمن کے مزاحف اوزان کی طرح ہوتے ہیں بس اصطلاحی نام بدل جاتے ہیں ۔

اس وزن کے رکن میں آنے والے فعِلن کو مرفوع مخبون کہا جاتا ہے۔ اور اس پر عمل تسکین سے حاصل ہونے والا رکن فَعلُن مرفوع مخبون مسکن کہلائے گا۔ جہاں فع ہوگا اسے احذ محذوف اور فاع کو احذ مقصور یا مرفوع مطموس کہیں گے۔اس کے باوجود بحر متدارک مثمن مزاحف کو ترجیح دی جائے گی چونکہ یہ اصول ہے کہ جس وزن میں کم زحافات استعمال ہوتے ہیں اس کو ترجیح دی جاتی ہے۔

اس لیے ان میں مصاریع کی تقطیع نہیں کی جا رہی ہے۔

بحر رجز مسدس

ا) اصل وزن :**فعِلن فعِلن مفتعلن/مفتعلان**

مرفوع مخبون ، مرفوع مخبون ، مطوی/ مطوی مذال

۲) رعایتی وزان : فعلن فعِلن مفتعلن/مفتعلان

مرفوع مخبون مسکن ، مرفوع مخبون ، مطوی/ مطوی مذال

۳)فعِلن، فعلن، مفتعلن/ مفتعلان

مرفوع مخبون ، مرفوع مخبون مسکن ، مطوی/ مطوی مذال

4)فعلن، فعلن، مفتعلن/ مفتعلان

مرفوع مخبون مسکن ، مرفوع مخبون ، ، مطوی/ مطوی مذال

5)فعِلن، فعلن، مفعولن/ مفعولان

مرفوع مخبون ، مرفوع مخبون ، ، مطوی مسکن/ اعرج

6)فعلن، فعِلن، مفعولن/ مفعولان

مرفوع مخبون مسکن ، مرفوع مخبون ، ، مطوی مسکن/ اعرج

7)فعِلن، فَعلن، مفعولن/ مفعولان

مرفوع مخبون ، مرفوع مخبون مسکن ، مطوی مسکن/ اعرج

8)فعلن، فعلن، مفعولن/ مفعولان

مرفوع مخبون مسکن ، مرفوع مجنون مسکن ، مطوی مسکن/ اعرج

ان سب اوزان کا ایک جگہ اجتماع درست ہے ،

اس نظم کے مصاریع مندرجہ بالا اوزان میں سے وزن نمبر6اور وزن

نمبر8 میں تقطیع ہوتے ہیں

1)تہذیب ہوئی ہے نایاب

فَعلن،فِعِلن،مفعولان مرفوع مخبون مسکن ،مرفوع مخبون ،،اعرج

2)دیکھا انہیں جو محفل میں

فعلن،فِعِلن،مفعولن مرفوع مخبون مسکن ،مرفوع مجنون مسکن ،مطوی مسکن

3)کالے جتنے دل کے ہیں

فَعلُن،فَعلُن،مفعولن مرفوع مخبون مسکن ،مرفوع مخبون ،مطوی مسکن

4)چہروں پر آجائے آب

فعلن،فعُلن،مفعولان مرفوع مخبون مسکن،مرفوع مخبون مسکن/اعرج

بحر وافر مسدس

1)مفعول۔مفاعیل،فعل/فعول اقصم ،منقوص،معصوب مجبوب/مقطوف مقصور

2)مفعول۔مفاعیلن،فع/فاع اقصم،معصوب،مجبوب مقطوع/مجبوب اعرج

اس کے مزاحف ارکان بھی بحر ہزج کے مزاحف ارکان سے ملتے جلتے ہیں ان کے اصطلاحی نام الگ ہوں گے ان میں تقطیع کرنے سے گریز کیا جارہا ہے۔

بحر کامل مثمن

فعِلن،فِعِلن،فعلن،فع/فاع

مضمر مرفوع مخبون ،مضمر مرفوع مخبون ،مضمر مرفوع مخبون ،مضمر مرفوع

احذ/مضمر مرفوع مطموس

اس کے مزاحف ارکان بھی بحر رجز مثمن اور بحر متدارک مثمن کے ارکان سے ملتے جلتے ہیں تقطیع سے گریز کیا گیا ہے۔

بحربسیط مثمن

فعِلن، فعِلن، فعِلن، فع/فاع

مرفوع مخبون، مخبون، مرفوع مخبون، احذ/مطموس

اس کے مزاحف ارکان بھی بحر متدارک مثمن، بحر رجز مثمن کے ارکان سے ملتے جلتے ہیں تقطیع نہیں کی جارہی ہے۔

بحرقریب مسدس:

مفعول، مفاعیلن، فع/فاع

اخرب، سالم، محذوف اصلم/مسلوخ

اس کے ارکان مزاحف بحر ہزج سے بھی حاصل شدہ ارکان کی طرح ہوتے ہیں بس اصطلاحی نام جدا ہوں گے۔ لہٰذا تقطیع ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

بحرکبیر مسدس

اصل وزن :مفعول، مفاعیل، فعل/فعول

مخبون مسکن، مخبون، مخبون احذ/مخبون مطموس

اس وزن سے بھی بحر ہزج مسدس اخرب، مکفوف، مجبوب/اہتم سے حاصل ہونے والے ارکان مزاحف حاصل ہوں گے۔ اصطلاحی ناموں کا فرق ہوگا لہٰذا اس کی تقطیع نہیں کی جارہی ہے۔

بحرعمیق مسدس:

فعِلن، فعِلاتن، فعِلن/فعلان

مخبون، مخبون، مخبون محذوف/مخبون مقصور

2) رعایتی وزن :فعِلن، فَعلاتن، فعِلن /فعِلان (مخبون،مخبون مسکن،مخبون محذوف/مخبون مقصور)
3)فَعلن، فعِلاتن، فَعلن /فعلان (مخبون،مخبون مسکن،مخبون مسکن/مخبون مقصور مسکن)
4)فعلن، فعِلاتن، فعلن /فعلان (مخبون مسکن،مخبون ،مخبون مسکن/مخبون مقصور مسکن
5)فَعلن ،فعِلاتن، فعِلن/فعلان (مخبون مسکن،مخبون ،مخبون محذوف/مخبون مقصور)
6)فَعلُن، فَعلاتن، فَعلن /فعلان (مخبون مسکن،مخبون مسکن،مخبون محذوف مسکن/مخبون مقصور)

تقطیع

1)تہذیب ہوئی ہے نایاب
فعلن، فعِلاتن، فعلان

2)دیکھا انہیں جو محفل میں
فعلن، فعِلاتن، فعلن

3)کالے جتنے دل کے ہیں
فَعلن، فَعلاتن، فَعلن

4)قرضہ تو ہے چوہے دان
فعِلن، فَعلاتن، فَعلان

بحرسریع مسدس

اصل وزن :فعِلن، فعِلن، مفعولن/مفعولان
مرفوع مخبون ، مرفوع مخبون ، مکشوف/ موقوف
2) رعایتی وزن :فعلن، فعِلن، مفعولن/مفعولان
مرفوع مخبون مسکن ، مرفوع مخبون ، مکشوف/ موقوف

3) رعایتی وزن :فَعلن،فَعلن،مفعولن/مفعولان
مرفوع مخبون مسکن ، مرفوع مخبون مسکن ،مکشوف/ موقوف

4) رعایتی وزن :فعلن،فعلن،مفعولن/مفعولان
مرفوع مخبون ، مرفوع مخبون مسکن ،مکشوف/ موقوف

کسی ایک شعر، غزل یا نظم میں مندرجہ بالا اوزان کا اجتماع جائز ہے ۔
اس نظم کے مصاریع مندرجہ بالا اوزان مزاحف نمبر2 اور نمبر3 میں بہ حسن خوبی تقطیع ہوتے ہیں ۔آخری میں اس مثال کے ساتھ اپنے قلم کو روکتا ہوں ۔ بحر الفصاحت از نجم الغنی میں متدارک مثمن مخبون مسکن محذوف کے امثلہ میں ایک شعر درج ہے ۔

کیا کہیئے کیسا کچھ تھا
القصہ ایسا کچھ تھا

فَعلن فَعلن فَعلن فَع

یہ وزن ہمارے اس مضمون میں بحر متدارک مثمن کے مزاحف اوزان میں نمبر8 پر ہے ۔اب یہ کہنا کہاں تک درست ہے کہ یہ نظم ایک ایسے وزن میں ہے جو شاید پہلی بار استعمال ہو رہا ہے ۔ڈاکٹر کمال احمد صدیقی کی یہ نظم مروجہ اوزان میں ہی ہے کئی اور مثالیں بھی مل سکتی ہیں ،لیکن ہمارے نزدیک فن عروض میں امثلہ یا حوالے استناد کی حیثیت نہیں رکھتے ۔اس لیے مزید مثالیں پیش کرنا غیر ضروری ہے ۔

نسیم اجمل کی دو غزلیں

عروضی تجزیہ

اسوقت ہماری گفتگو کا اصل موضوع "سہ ماہی ذہن جدید شمارہ نمبر 60 (مارچ۔اگست 2011) صفحہ نمبر 106 میں نسیم اجمل کی شائع ہوئی دو خوبصورت غزلیں ہیں جس کے پیش نظر یہ پوچھا گیا تھا کہ کیا دونوں غزلیں جدید عروض کی بحروں میں لکھی گئی ہیں۔ جو اس طرح ہیں

1)**مفاعیلن،فعولن** جدید اصطلاحی نام بحر ہزج متقارب

2)**فاعِلن مفاعیلن** بحر متدارک ہزج

جو میرے لیے بہت دنوں بعد عروضی مضمون لکھنے کے لیے محرک بنی ہیں اکثر میرے ادب نواز احباب کی یہ فرمائشیں رہی ہیں کہ میں اس طرح کے کلام پر کچھ لکھوں جس سے عروضی وفنی نکات سامنے آسکیں اور عروض جیسے خشک موضوع کو سمجھنے میں آسانی اور دلچسپی پیدا ہو۔

یوں ہی کسی کے کلام پر رائے زنی کرنا ہمارا کار نہیں ہے لیکن کچھ ایسی باتیں جن سے کچھ عروضی وفنی پہلو نکل آتے ہیں تو اس پر قلم اٹھانا نہ صرف ضروری ہے بلکہ ان لوگوں کا حق بنتا ہے جو عروض جیسے دقیق موضوع پر تھوڑا بہت صحیح علم رکھتے ہیں اس طرح عروض جیسے خشک موضوع کو سمجھنے میں یہ مضامین مدد ومعاون

ثابت ہوتے ہیں۔علام سحرعشق آبادی اوران کے جانشین عزیز کہے جانے والے ڈاکٹرزارعلامی نے اس فن میں اپنے صحیح نہج رکھنے کی بہترین سعی کی تھی۔

ذہنِ جدید کے شمارے میں نسیم اجمل کی دونوں غزلیں جن چھوٹی بحروں میں موزوں ہوئی ہیں وہ یہ ہیں۔

غزل نمبر1

نظر سرشار اس کی
صدا بیدار اس کی
دکھادے کوئی اجملؔ
جھلک اک بار اس کی

وزن۔مفاعیلن۔فعولن

غزل2

شورسا اٹھا مجھ میں
جانے کیا ہوا مجھ میں
تو کہیں نہیں اجملؔ
ڈھونڈتا ہے کیا مجھ میں

وزن۔فاعلن،مفاعیلن

شاعر کا پتہ اس شمارے میں نہیں شائع ہوا ہے۔کہ جن سے رابطہ کر کے پوچھا جا سکے کہ یہ دونوں غزلیں کون سی بحور واوزان میں تقطیع ہوتی ہیں۔جب ان دوغزلوں کا جائزہ لیا جائے تو پہلی ہی نظر میں جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ متذکرہ دونوں غزلیں بحر ہزج مربع مزاحف میں بہ حسن وخوبی قطع ہوتی ہیں کوئی ایک آدھ شعر بھی ناموزوں کلام کے زمرے میں نہیں آتا۔اس میں کوئی ایسا فنی نقص بھی نہیں ہے۔پھر کیا وجہ ہے اس پر کچھ لکھا جائے۔بات صرف اتنی عرض ہے کہ بعض حضرات لاشعوری طور پہ جن کو عروض کی سد بدھ بھی نہیں

ہوتی ۔ان دونوں غزلوں کو سالم بحروں میں تقطیع کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا جدید اصطلاحات گھڑ لیتے ہیں موصوف اس بات کی مکمل احتیاط کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ کسی بھی مصرع میں تسبیغ یعنی ایک ساکن حرف کو بھی زائد نہیں کیا ۔جس سے یہ گمان غالب ہوتا ہے کہ یہ غزلیں سالم بحروں میں لکھی گئی ہیں یہ مانا ہوا اصول ہے کہ کسی بھی سالم رکن کے آخر میں تسبیغ واذالہ کا عمل کارشنیع ہے ۔ڈاکٹر کمال احمد صدیقی ایک ایسے ہیں جنہوں نے اپنی کتاب"آہنگ اور عروض" میں ایسا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جو کہ قاعدہ عروض سے سراسر بے اعتنائی ہی ہے ۔اس طرح کرنے سے جو ایک قبح پیدا ہوتی ہے وہ یہ کہ سالم رکن خماسی سے شش حرفی، سباعی رکن سے ہشت حرفی کی شکل اختیار کر لیتا ہے ۔اور اس طرح سالم رکن کی اصل ہیئت برقرار نہیں رہتی ۔

مضمون کو مزید طول نہ دیتے ہوئے تشنگان عروض کی خدمت میں مختصراً عرض کیے دیتا ہوں کہ جدید یا روایتی عروض کی اصطلاح نہ صرف بے بنیاد اور بالکل غیر مناسب ہے بلکہ یہ تاویل معقول بھی نہیں عروضِ خلیلؔ وطوسیؔ سے سراسر چشم پوشی اور صحیح عروض سے ہماری کوتاہ فہمی وکم مائگی کا بین ثبوت بھی ہے عظمت اللہ خان نے ایک ایسی ہی کوشش کی تھی کہ وہ ہندی پنگل شاستر کو اردو عروض کے بالمقابل لانا چاہتے تھے جو کلام اردو کے مزاج سے میل نہیں کھا سکا ۔اور ناکام ہوگیا ۔گاہے گاہے اردو عروض کی تسہیل کاری کے نام پر بے جا تصرفات ہوتی رہی ہیں ۔کبھی جدید مصطلحات ،کبھی نئی ایجادات واختراعات کے نام پر شعوری و لاشعوری طور پر کوئی نہ کوئی نئی چیز اس فن میں درآجاتی ہے ۔اور ہم اس خوش فہمی میں مبتلا ہوجاتے ہیں کہ ہم نے بھی عروض جیسے دقیق میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیا ہے اور طرفہ تماشہ دیکھیے کہ اس پر سال بھر مباحثہ بھی چلتے ہیں آخر کار نتائج ندارد۔۔۔۔۔۔۔لیکن زبردست التباس کی راہیں کھل جاتی ہیں ۔یہ دونوں اوزان صحیح عروض سے ماخوذ ہیں ۔لیکن انہیں

جدید عروض کے تحت اس طرح لکھنا کہ

1)فعولن فاعِلاتن

2)فاعِلن مفاعیلن

غزل نمبر 1 ،نظرسرشار اس کی" کو بحرعریض مربع سالم کے ارکان مفاعیلن ،فعولن میں قطع کر سکتے ہیں ۔لیکن دوسری غزل شورسا اٹھا مجھ میں" ۔ فاعلن ، مفاعیلن ،کوسالم بحرنہیں کہا جا سکتا ۔اور نہ ہی کسی بھی دوسری سالم بحر میں یہ غزل تقطیع ہوتی ہے ۔

جدید علمائے عروض کی یہ کرشمہ سازیاں دیکھنے کوملتی ہیں جس سے حیرانگی ہوتی ہے جدیداوزان کے تحت جواوزان متعین کر کے وہ جونام تجویز کرتے ہیں وہ عروض خلیل کے منافی ہوتے ہیں ۔

1)فعولن، فاعلاتن

2)فاعلن مفاعیلن

یہ دونوں اوزان کسی بحر کے ارکان نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی کوئی عروضی حیثیت ہے ۔ جناب کندن سنگھ اراولی ماہرعروضیوں میں سے ہیں دائرہ مختلفہ مثمنہ میں جن 2 بحروں کا اضافہ کیا ہے وہ دراصل اس دائرے کے اجزائے اولیہ کے شرائط کو پورانہیں کرتے ،جس میں سے ایک کے ارکان یہ بھی ہیں فعولن ، فاعلاتن جسے بحرخلیل کا نام دیا گیا ہے ۔اسی طرح دائرہ متقابلہ کے تحت آٹھ بحرین وضع کی ہیں جس کی ابتدا بحرعدیم نامی بحر سے کیا گیا ہے ارکان یہ ہیں فاع لن مفاعیلن ، حقیقت یہ ہے کہ دائرہ کی ابتدا وتد مجموع سے ہی ہونی چاہیے ۔

صحیح عروضی قواعد کی روشنی میں ہمیں جواوزان حاصل ہوں گے وہ مندرجہ ذیل ہیں جن پر کسی قسم کا عروضی وفنی اعتراض وارد نہیں ہوتا

غزل نمبر1 نظر سرشار اس کی

اوزان مع اصطلاحی نام

1)**مفاعیلن۔فعولن** ۔ بحرعریض مربع سالم

2))**مفاعیلن۔فعولن** ۔ بحر ہزج مربع سالم محذوف الآخر

3)**مفاعیلن۔فعولن** ۔ بحر وافر مربع معصوب ،مقطوف الآخر

وزن بمبر 1 کو مرجح حاصل ہے کوئی وزن نمبر2 یا3 میں گردانتا ہے تو اسے غلط نہیں کہا جا سکتا ،

غزل2۔ شورسا اٹھا مجھ میں

اوزان مع اصطلاحی نام

1)**فاعلن۔مفاعیلن**۔ ۔ بحر ہزج مربع اشتر سالم الآخر

2))**فاع لات۔مفعولن** ۔ بحر مقتضب مربع مطوی ،مطوی مسکن/مقطوع الآخر

3)**فاعلن۔مفاعیلن** ۔ بحر وافر مربع اجم ،معصوب الآخر

4)**فاعلات۔فعلاتن**۔ بحر خفیف مکفوف ،مقصور الآخر

یہ ذہن میں رہے کہ فاعلات فعلاتن کو کہنے والے اس بحر رمل مربع مکفوف مخبون مسکن کہہ سکتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے اس لیے کہ بحر رمل کے ارکان فاعلاتن فاعلاتن کے تن ۔ فا میں حکم معاقبہ صادر ہوتا ہے جس کے تحت متواتر دو سببین خفیف جہاں آتے ہیں ان کے ساکنوں کو بہ یک وقت گرانا جائز و درست نہیں ہے لہٰذا اس طرح کا کوئی وزن بحر رمل سے یوں حاصل نہیں کیا جا سکتا ۔

البتہ اس وزن کو حاصل کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ وزن مسدس یا مثمن کے آخری دو ارکان یا وزن مربع کا پہلا اور دوسرا رکن یہ ارکان فاعِلاتُ ، فعْلاتن (مکفوف ،مقطوع) بن کر آ سکتے ہیں ۔ خیال رہے کہ اس آخری ورود فعْلاتن مقطوع کی جگہ فعِلاتن (مخبون) نہیں لایا جا سکتا ۔ اگر ایسا کیا گیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہاں کا فعْلاتن مخبون مسکن ہوا اور اب یہاں فعِلاتن مخبون

خلاف حکم معاقبہ کے تحت حاصل کیا گیا۔

واضح ہو کہ اردو کا عروض ایک جامع عروض ہے خلیل بن احمد نے بڑے ہی سائنٹفک طرز پر ایجاد کیا ہے آجکل ایجادات واختراعات کے طور پر نئے نئے تجربات کیے جارہے ہیں وہ مضحکہ خیز ہی نہیں بلکہ فن میں دست درازی ہے نئے بحر واوزان کو چندفروعات سے ترتیب دیتے ہیں یا دومختلف بحروں کے ارکان کو ملا کر یوں تحریر کرتے ہیں مثلاً ، فاعلن ۔ مفاعیلن بحر متدارک ہزج مرکب ۔

اس پر طرہ یہ کہ آجکل ایسا کیا جارہا ہے اور یہ دلیل بھی خوب ہے ۔

بحریں وزحافات

درس بلاغت کا ایک مضمون

آج کے اس جدیدیت کے دور میں اور وہ بھی اب جبکہ آزاد نثری نظموں کا رواج عام چل رہا ہو۔عروض جیسے خشک موضوع کی بحث چھیڑنا کسی جرات سے کم نہیں ہے اور کچھ موزوں طبع لوگ ہیں کہ شاعری کے لیے علم عروض کا سیکھنا بھی ضروری نہیں سمجھتے ۔ اس سے انکار نہیں کہ موزونی طبع خدا کی بہت بڑی دین ہے ساتھ ہی ساتھ کلام میں مزید نکھار لانے کے لیے عروض کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے ۔ایک اچھا کلام ہر طرح کی فنی کمزوریوں سے مبرا ہوتا ہے اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ ایک شاعر کو موزونی طبع کے ساتھ دیگر فنی لوازمات کا لحاظ رکھنا بھی آئے ۔اور علم عروض سے بھی کما حقہ واقفیت حاصل ہو۔مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مشہور شعر

شعر می گویم بہہ از آب حیات
من نہ دانم فاعلاتن فاعلات

یہ معنی خیز شعر بہتوں کو گمراہ کیا جب کہ یہ جانتے ہوئے کہ محض یہ ایک شاعرانہ خیال ہے لیکن عروض سے دامن بچانے والوں کو اس شعر کا اچھا آڑ مل گیا اور یہی وجہ ہے کہ ان کا کلام بلند پایہ ہونے کے باوجود بھی ناموزونیت کا شکار ہونے سے بچ نہ سکا ۔میر و غالب و اقبال جیسے قدآور شعرا کا کلام تک ایسی خامیوں سے مبرا نہیں ہے ۔اس بات سے چشم پوشی نہیں کی جاسکتی کہ پہلے بھی شاعری کے لیے علم عروض کی اہمیت کو تسلیم کیا جا چکا ہے اور آج بھی اس کی

ضرورت کومحسوس کرتے ہوئے بہت سے اہل علم حضرات نے اس فن پر کافی کچھ لکھنے کی کوشش بھی کی ہے اور اس میں مزید تحقیق کی اب بھی گنجائش موجود ہے حال میں اس فن پر بہت سارے مضامین ومقالات نظرنواز ہوئے جواخبارات ورسائل میں شائع ہوتے رہتے ہیں اور کچھ کتب بھی اس حوالے سے منظرعام پر آگئی ہیں ان مضامین وکتب میں کچھ ایسی باتیں بھی درآگئی ہیں جوگمراہ کن ہیں اگر بروقت ان کی نشاندہی کرکے تصحیح نہ کی جائے تو مزید گمراہی کا اندیشہ لاحق ہوتا ہے اس بات کے پیش نظر راقم الحروف ایسے کچھ مضامین جوتنقیدی وتجزیہ یا بحث کی گنجائش رکھتے ہیں ۔اہل علم حضرات کے سامنے لانے کی کوشش کرتا رہا ہے اس توقع کے ساتھ کہ وہ اس پر اپنی نظر غائر ڈالیں گے ۔

درس بلاغت" (تیسرا ایڈیشن1997 قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان دہلی) میں ایک مضمون بہ عنوان بحریں وزحافات ازشمس الرحمٰن فاروقی صاحب سپرد قلم کیا گیا ہے موصوف اردو کے مایہ نازادیب ،معروف شاعر اورایک نہایت مستند ومعتبر نقاد ہیں ۔عروض جیسے خشک موضوع پربھی انہوں نے عالمانہ بحث کی ہے ۔ ہمارا مقصدکسی کی بھی شخصیت کوزک پہنچانے کانہیں رہا ہے بلکہ پورے استدلال کے ساتھ عالمانہ طرز پر کچھ عروض کے منافی موضوعات پر بحث کرنا ہے اور اس کا فیصلہ قارئین کے سپردکرنا ہے ۔میں پہلے ہی عرض کرچکا ہوں کہ عروض جیسے خشک موضوع پہ لکھنا کسی جرات سے کم نہیں ۔اس کے باوجود بھی لوگ کچھ نہ کچھ لکھنے کی کوشش کررہے ہیں اس کوشش کی ستائش کرنا اخلاقی فریضہ ہے اس لیے کہ اس طرح بھی اس فن کوزندہ رکھا جاسکتا ہے ۔فاروقی صاحب کے اس مضمون میں کوئی بھی صفحہ ایسانہیں ہے جس میں کوئی نہ کوئی عروضی وفنی غلطی سرزدہوئی نہ ہو۔موصوف کامضمون بحریں وزحافات پرمشتمل ہے اورمضحکہ خیز بات یہ ہے کہ اس میں کسی بھی بحروزن کا املاصحیح لکھا گیا ہے اورنہ زحافات کاعمل ہی ڈھنگ سے کیا گیا ہے ۔

موصوف نمبر95 پر کچھ بحریں غلط املوں سے درج ہیں ۔

1) بحر جدید مسدس ؛ **فاعلاتن، فاعلاتن۔مستفعلن**

2) بحر خفیف مسدس ؛ **فاعلاتن۔مستفعلن، فاعلاتن**

3)) بحر قریب مسدس ؛ **مفاعیلن مفاعیلن، فاعلاتن**

4) بحر مجتث ؛۔ **مستفعلن، فاع لاتن (دوبار)**

5) بحر مشاکل مسدس ؛ **فاعلاتن۔مفاعیلن مفاعیلن**

ان تمام بحروں کا صحیح املا مع فک بحور ملاحظہ ہو ۔

1) **بحر جدید مسدس**؛فاعلاتن، فاعلاتن۔مس تفع لن

،سبب وتدسبب/سبب وتدسبب/سبب وتدسبب

2)**بحر خفیف مسدس**؛ فاعلاتن، مس تفع لن، فاعلاتن۔

سبب وتدسبب/سبب وتدسبب/سبب وتدسبب

3) **بحر قریب مسدس**؛مفاعیلن مفاعیلن، فاع لاتن

وتدسبب سبب/ وتدسبب سبب/ وتدسبب سبب

4) **بحر مشاکل مسدس**؛ فاع لاتن، مفاعیلن مفاعیلن،

وتدسبب سبب/ وتدسبب سبب/ وتدسبب سبب

5) **بحر مجتث**؛مس تفع لن، فاعلاتن، (دوبار)

، سبب وتدسبب/سبب وتدسبب/

یہ تمام بحریں دائرۂ متوافقہ سے نکلی ہیں ۔ سباعی ارکان سے تشکیل دیے گئے اس دائرے کے تمام ارکان متوافقہ ہوتے ہیں ۔ بحرنمبر 1 ۔ 2اور 5 کے ارکان میں وتد درمیان میں آیا ہے اور طرفین میں سبب ۔ ۔ اسی طرح بحرنمبر 3اور4 میں وتدشروع میں اور مابعد دوسبب آئے ہیں ۔ اس نکتہ کو نہ سمجھنے سے

انہیں یہ مغالطہ ہوا ہے اور بحروں کے ارکان غلط املوں سے درج کیے گئے ہیں۔معلوم ہونا چاہیے کہ علم عروض علم ریاضی کی طرح ایک سائنٹفک علم ہے۔جس طرح سے ریاضی میں کسی غلط فارمولے سے حساب کریں گے تو پورا حساب ہی چوپٹ ہوجائے اسی طرح جب کسی بحر و وزن کا املا غلط ہوا تو اس پر زحافات کا عمل بھی غلط طریقہ سے وارد ہوگا اور اس طرح سے جو بھی مزاحف اوزان حاصل ہوں گے غیر حقیقی قرار دیے جائیں گے۔کیسے ذرا یہ بھی دیکھیے مثال سے واضح کیے دیتا ہوں۔

اب دیکھیے فاروقی صاحب بحر جدید کے ارکان اس طرح تجویز کیے ہیں۔

فاعلاتن، فاعلاتن مستفعلن (سبب وتد سبب/سبب وتد سبب/سبب سبب وتد)

جبکہ دائرۂ متوافقہ سے نکلے ہوئے تمام ارکان متوافق ہوتے ہیں یعنی کہ رکن اول کا پہلا جز و وتد ہے تو رکن دوم کا پہلا جز بھی وتد ہی ہونا چاہیے یہی ترتیب رکن سوم و چہارم کی بھی ہوتی ہے۔

فاروقی صاحب کی بحر کا آخری رکن **مستفعلن** کے شروع میں دو سبب خفیف اور مابعد ایک وتد مجموع ہے جو کہ بالکل غلط ہے جبکہ بحر جدید مسدس کے آخری رکن **مس تفع لن** کے طرفین میں سبب خفیف اور درمیان میں وتد مفروق ہے۔اب ان کی تجویز کردہ بحر کے ارکان پر زحافات کا عمل کیا جائے تو گمراہ کن نتائج ہی برآمد ہوں گے مثلاً یہ وزن دیکھیے۔

فاعلاتن، فاعلاتن مفتعِلن اور جس کا اصطلاحی نام بحر جدید مسدس سالم سالم مطوی ہوگا جبکہ بات یہ ہے بحر جدید کے ارکان پر زحاف طے کا عمل دخل ہی نہیں ہے لہٰذا وزن غیر حقیقی قرار پائے گا (تفصیل آگے کے صفحات میں دیکھ سکتے ہیں)

صفحہ نمبر 96 تا 99 پر زحافات کا بیان درج ہے اور وہ اتنے اختصار سے پیش ہے کہ بس صرف اجمال و اشارات پر اکتفا کیا گیا ہے کم از کم موصوف کو یہ

لکھنا ضروری تھا کہ کونسے زحاف عام ہیں اور کونسے خاص ۔ چونکہ یہ وہ جگہ ہے جہاں اکثر لوگ بھٹک جاتے ہیں ۔

اسی صفحہ پر زحاف بتر کی تعریف میں لکھا ہے کہ مفاعیلن سے مفا اور فعولن سے فعو نکال دیں تو صرف لن بچتا ہے اسے فع سے بدل لیتے ہیں اور رکن کو ابتر کہتے ہیں ۔"

زحاف بتر حذف اور قطع کا مجموعہ ہے یہ صحیح ہے کہ فعولن سے فع محصول ہوتا ہے مفاعی لن سے 'فع' اس سے ہرگز نہیں حاصل کیا جا سکتا موصوف کا یہ لکھنا کہ بتر کے ذریعہ مفاعی لن سے مفاعی نکال دینے سے فع حاصل ہوگا صحیح نہیں ہے رکن مفاعی لن میں جو فع نظر آتا ہے وہ دراصل مجبوب مخنق کی شکل ہے ۔

آگے اسی صفحہ پر تسکین کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ تین طرح کی ہوتی ہیں ، یعنی وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ زحاف تسکین ، زحاف تخنیق اور زحاف تشعیث سب ایک ہی عمل کے الگ الگ نام ہیں ۔ یہاں خود فاروقی صاحب ایک بڑے مغالطہ کا شکار نظر آتے ہیں ۔ زحاف تسکین ایک الگ زحاف ہے اور زحاف تخنیق ایک الگ زحاف ۔ زحاف تخنیق رودکی کے زمانے کی ہے اور زحاف تسکین محقق طوسی کی بعد کی ایجاد ۔ اور یہ دونوں عام زحاف ہیں یہ اور بات ہے کہ ان دونوں زحافات کے ذریعے متواتر تین متحرک میں سے درمیانی متحرک کو ساکن کیا جاتا ہے لیکن اس میں ایک امتیاز روا رکھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ تسکین اوسط صرف ایک رکن پر ہوتا ہے جیسے **فعلاتن** سے **فعلاتن** (**مفعولن**) **مفتعلن** یا **مفتع لن** سے (**مفعولن**) **فعلن** سے (**فعلن**) (بہ سکون عین) ان ہی اشکال کو تسکین یعنی مسکن کہتے ہیں اور ایسا عمل جو دو ارکان پر ہوتا ہے عمل تخنیق کہلاتا ہے جیسے (**مفاعیل** ۔**مفاعلن** سے **مفاعیلن** ۔**فاعلن** اور **مفعول**۔**مفاعیلن** سے **مفعولن** ۔**مفعولن**، ایسی صورتوں کو مخنق کہتے ہیں ۔

اب رہی زحاف تشعیث کی بات تو یہ بھی ایک الگ ہی زحاف ہے اور یہ

عروض وضرب سے مخصوص ہے اور اس کا عمل بھی صرف رکن فاعلاتن پر ہی ہوتا ہے جس سے فَعلاتن حاصل کرلیا جاتا ہے۔خواجہ محقق طوسی کے زحاف تسکین کی ایجاد کے بعد زحاف تشعیث بیکار ثابت ہوا۔اور یہ زحاف تقریباً منسوخ ہی ہوگیا ہے۔

اس کے بعد دوسرے زحافات کا بیان ہے یہاں طوالت کے خوف سے ان کے اقتباسات کونوٹ نہیں کیا جارہا ہے بلکہ یہ مناسب سمجھا گیا کہ ان کے مذکورزحافات کو کچھ وضاحت سے لکھا جائے۔

زحاف ثرم:

یہ قبض اور ثلم کا مجموعہ ہے رکن فعولن سے' فعلُ' حاصل کرلیا جاتا ہے اوراس مانوس مزاحف رکن کواثرم کہتے ہیں اور یہ صدروابتدا سے مختص ہے،

زحاف ثلم:۔

رکن فعولن کے وتد مجموع سے پہلا حرف"ف"گرایا جاتا ہے جس سے فعلن حاصل ہوتا ہے اس مزاحف شکل کو"اثلم" کہتے ہیں اور یہ صدروابتدا سے مختص ہے۔

زحاف جب:۔

رکن کے آخر سے دوسبب خفیف گرادیے جاتے ہیں مفاعیلن سے فَعَل۔فاع لاتن سے فاعِ (یہ صدروابتدا وحشوین میں آتا ہے) ان مزاحف ارکان کومجبوب کہتے ہیں اور یہ عروض وضرب سے مختص ہے۔

زحاف حذف:۔

رکن کے آخر سے سبب خفیف کوگرادیا جاتا ہے **مفاعیلن** سے **فعولن**۔**فاعلاتن** سے **فاعلن**۔ **فاع لاتن** سے **فاع لن**۔ **مس تفع لن** سے مفعولُ (یہ صدروابتداوحشوین میں واردہوگا) فعولن سے فَعَل۔اوران مزاحف ارکان

کو محذوف کہتے ہیں اور یہ عرض وضرب سے مختص ہیں۔

زحاف خبن

رکن سے دوسرا حرف جو سبب خفیف کا ساکن ہو کر گرا دیا جاتا ہے مستفعلن سے مفاعِلن۔

فاعلاتن سے فعِلاتن، مفعولات سے مفاعیلُ، مس تفع لن سے مفاع لن، فاعلن سے فعِلن حاصل کیے جاتے ہیں اور مزاحف ارکان مخبون کہلاتے ہیں یہ عام زحاف ہے۔

زحاف خرب:۔

یہ کف اور خرم کا مجموعہ ہے مفاعیلن سے مفعولُ حاصل کیا جاتا ہے اور اس کو اخرب کہتے ہیں اور یہ صدر وابتدا میں آتا ہے

زحاف خرم:۔

رکن مفاعیلن سے پہلا حرف "م" گرا دیا جاتا ہے اس طرح مفعولن حاصل ہوتا ہے اور اس صورت کو اخرم کہتے ہیں اور یہ صرف صدر وابتدا سے مخصوص ہے۔

زحاف شتر:۔

یہ قبض اور خرم کا مجموعہ ہے رکن مفاعیلن سے فاعلن حاصل کرلیا جاتا ہے اور اسے اشتر کہتے ہیں اور یہ صدر وابتدا سے مخصوص ہے۔

زحاف شکل:

یہ کف اور خبن کا مجموعہ ہے اس کے ذریعہ فاعلاتن سے فعلات اور مس تفع لن سے مفاع لُ حاصل کرلیا جاتا ہے اور یہ عام زحاف ہے اس شکل کو مشکول کہتے ہیں۔ یہ متحرک الآخر ہونے کے سبب عروض وضرب کی بجائے صدر وحشو میں لایا جائے گا۔

زحاف طے:

رکن سے چوتھا حرف جو سبب خفیف کا ساکن ہوگرا دیا جاتا ہے اس طرح مستفعلن سے مفتعلن مفعولات سے فاع لات حاصل ہوتا ہے اس مانوس مزاحف رکن کو مطوی کہتے ہیں اور یہ عام زحاف ہے۔

زحاف قبض:

رکن سے پانچواں حرف جو سبب خفیف کا ساکن ہوگرا دیا جاتا ہے مفاعیلن سے مفاعلن۔فاع لاتن سے مفتع لن۔فعولن سے فعولُ ان ارکان مزاحف کو مقبوض کہا جائے گا اور یہ عام زحاف ہے

زحاف قصر:

رکن کے آخر سے سبب خفیف کے متحرک حرف کو ساقط کر دیا جاتا ہے مفاعیلن سے فعولان۔فاعلاتن سے فاعِلان، فاعِ لاتن سے فاعِ لان۔مس تفعِلن سے مفعُولن۔فعولُن سے فعُول۔ان مزاحف کو مقصور کہا جاتا ہے اور عروض وضرب سے مختص ہے۔

زحاف قطع:

رکن کے آخر سے وتد مجموع کے ایک متحرک حرف کو ساقط کر دیا جاتا ہے۔مستفعِلن سے مفعولن۔متفاعلن سے فعِلاتن اور فاعلن سے فَعلُن حاصل کرلیا جاتا ہے اور ان ارکان مزاحف کا نام مقطوع رکھا جائے گا۔

زحاف وقف:

رکن کے آخر سے وتد مفروق کے دوسرا متحرک حرف ساکن کرلیا جاتا ہے مفعولات سے مفعولان اور اس رکن کو موقوف کہتے ہیں۔اور یہ عروض وضرب کا زحاف ہے۔

زحاف کشف:

رکن کے آخر سے وتد مفروق کے دوسرے متحرک کو نکال دیا جاتا ہے یعنی مفعولات سے مفعولن اور اس رکن مزاحف کو مکشوف کہا جائے گا یہ عروض وضرب سے مختص ہے۔

زحاف کف:

رکن سے ساتواں حرف جو سبب خفیف کا ساکن ہو گرا دیا جاتا ہے مفاعیلن سے مفاعیل۔فاعلاتن سے فاعلاتُ۔فاعِ لاتن سے فاع لاتُ،مس تفع لن۔مس تفعِ لُ، محصول کر لیا جاتا ہے اور ان ارکان مزاحف کو مکفوف کہتے ہیں یہ عام زحاف ہے۔

زحاف نحر:

یہ صلم اور حذف کا مجموعہ ہے اس سے مفعولات سے "فعٗ" حاصل ہوتا ہے اور اس رکن کو منحور کہتے ہیں اور یہ عروض وضرب سے مختص ہے۔

زحاف ھتم:

یہ قصر اور حذف کا مجموعہ ہے مفاعی لن سے فعول حاصل ہوتا ہے جسے اہتم کہتے ہیں اور یہ عروض وضرب سے مختص ہے۔

☆☆☆

اسی صفحہ 99 پر موصوف "بحر میر" کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ یہ تعداد میں دو ہیں۔ان میں بھی ارکان کی تعداد مقرر ہے۔لیکن افاعیل کی ترکیب مقرر نہیں ہے یہ ضروری ہے کہ یہ سب افاعیل فعولن یافاعلن سے برآمد ہوتے ہیں۔لیکن کون سا افاعیل کہاں رکھا جائے۔اس میں شاعر کو بڑی حد تک آزادی ہوتی ہے۔اور آگے صفحہ نمبر 100 پر رقم طراز ہیں کہ بحر میر کو متقارب کے تحت درج کیا ہے لیکن راقم الحروف کی

سفارش یہ ہے کہ اسے بھی الگ بحر مان کر بحر میرؔ کا نام دیا جائے۔"

فاروقی صاحب کا یہ میرؔ سے مرعوب ہونا تو جائز لیکن موجد عروض خلیل بن احمد بصری کے قائم کردہ دائروں کو گول کر جانا کہاں کا عروضی قاعدہ۔ وہی بحر قابل قبول ہوگی جو کسی دائرہ سے نکلتی ہے۔ ان کی اس سفارش میں عروضی دلیل نہیں لہٰذا نقار دی جائے گی۔ اور وہ جس بحر" بحر میر" کی بات کر رہے ہیں وہ دراصل بحر متقارب کا مزاحف وزن (سولہ رکنی) ہے دیکھیے۔

فَعلُ۔فعول۔فعول۔فعول۔فعول۔فعول۔فعول۔فَعَل /اثرم۔مقبوض۔محذوف

یعنی اصطلاحی نام بحر متقارب اثرم مقبوض محذوف (المضاعف) اس پر عمل تخنیق فرمانے سے کئی اور مزاحف اوزان بھی حاصل ہوتے ہیں اور ان سب کا ایک غزل یا نظم میں اجتماع جائز ہے لیکن فاروقی صاحب کا اس طرح لکھنا کہ یہ سب افاعیل فعولن یا فاعلن سے برآمد ہوتے ہیں لیکن کون سا افاعیل کہاں رکھا جائے اس میں شاعر کو بڑی حد تک آزادی ہوتی ہے"۔

یہ بات درست نہیں ہے ایسا تو قاعدۂ عروض سے عدم واقفیت کی بنا پر ہی ہوسکتا ہے یہ جان لینا چاہیے کہ بحر متقارب اور بحر متدارک دائرۂ متفقہ سے نکلی ہوئی دو الگ الگ بحریں ہیں اور ان میں استعمال ہونے والے زحافات بھی الگ الگ ہیں۔

1) قبض 2) ثلم 3) ثرم 4) قصر 5) حذف 6) بتر 7) عرج

مندرجہ بالا تمام زحافات بحر متقارب میں آتے ہیں

۱۰ خبن، قطع، حذذ، طمس، خلع، عرج، اذالہ" بحر متدارک میں آنے والے زحافات ہیں یہ بھی واضح ہو کہ بحر متقارب میں عمل تخنیق کارفرما ہے اور بحر متدارک میں عمل تسکین اوسط اس طرح یہ معلوم ہوا کہ ان دونوں بحروں سے حاصل شدہ مزاحف ارکان کبھی کبھی بہ شکل ایک ہی نظر آتے ہیں اور ان کے

ما تر ائیں بھی برابر ہوتی ہیں ۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں بہت سے لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں لیکن ذ را سی عروضی سمجھ بوجھ سے اس طرح کی فاش غلطیوں سے بھی بچا جا سکتا ہے اب یہ دیکھیے ۔

بحر متقارب مثمن: اثرم،مقبوض،مقبوض،سالم ۔فعل،فعول،فعول،فعولن

اور

بحر متدارک مثمن:مخبون مخبون مخبون مخبون(مخبون جمیع المقامات)فعِلن فعِلن فعِلن فعِلن

ان دونوں اصل اوزان سے حاصل کردہ مزاحف اوزان اس طرح ہوتے ہیں ۔

بحر متقارب سے حاصل ہونے والے اوزان

1)فعل،فعول،فعول،فعولن

2)فَعلُ،فعول فعولن فَعلُن

3)فَعلُ،فعولن،فَعلُ۔فعولن

4)فَعلُ،فعولن،فَعلنْ،فعلن،

5)فَعلُن،فَعلَ،فعولُ،فعولن

6)فَعلُن،فَعلُن،فَعلُ،فَعولُن،

7)فَعلُن،فَعلُ،فعولن،فَعلُن

8)فَعلُن،فَعلُن،فَعلُن،فَعلُن

ان سب مندرجہ بالا ارکان مزاحف کا ایک شعر،نظم یا غزل میں اجتماع جائز ہے ۔

بحر متدارک سے حاصل ہونے والے اوزان

1)فعِلن،فعِلن،فعِلن،فعِلن(اصل وزن)

2)فعِلن،فعِلن،فعِلن،فعلُن

3)فعِلن، فعِلن، فَعلن، فَعلن

4)فَعلن، فَعِلن، فعِلن، فعِلن

5)فَعلن، فَعلن، فعِلن، فعِلن

6)فعِلن، فَعلن، فَعلن، فعلن

7)فَعلن، فعِلن، فعِلن، فَعلن

8)فعِلن، فَعلن، فعِلن، فَعلن

9)فَعلن، فعِلن، فَعلن، فعِلن

10)فعِلن، فَعلن، فعِلن، فعِلن

11)فعِلن، فعِلن، فَعلن، فعِلن

12)فَعلن، فعِلن، فَعلن، فَعلن

13)فَعلن، فَعلن، فَعلن، فعِلن،

14)فعِلن، فَعلن، فَعلن، فَعلن

15)فَعلن، فَعلن، فعِلن، فَعلن

16)فَعلن، فعلُن، فَعلن، فَعلُن

ان سب ارکان مزاحف کا ایک شعر، نظم یا غزل میں اجتماع جائز ہے۔

اب یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ بحر متقارب کے مزاحف و اوزان کے حشوین میں فعل اور فعولن (جس پر اثرم اور سالم کا دھوکہ ہوتا ہے) پھر صدر و ابتدا عروض وضرب وحشوین میں جو فعلن (جس پر اثلم کا دھوکہ ہوتا ہے) نظر آتا ہے۔ ان کی تفصیل یوں ہے کہ یہاں حشوین میں وارد فعل اور فعولن نہ اثرم ہے نہ سالم اور اس وزن کے ہر رکن میں نظر آنے والا فعلن نہ اثلم ہے۔ یہ تمام مقبوض مخنق یا سالم مخنق کے اشکال ہیں یہ ذہن نشین ہو کہ فعولن پر زحاف ثلم سے فعلن حاصل ہوتا ہے جو شروع کے رکن میں آتا ہے۔ حشوین و عروض وضرب میں بالکل نہیں آتا، یہاں جو فعلن بہ ظاہر نظر آتا ہے وہ دراصل اثرم ہی ہے عمل تخنیق کے

زیر اثر یہ شکل اختیار کر لی ہے اور اگر یہاں اسے اثلم مانا گیا تو دوسرا رکن فعل یا فعلن کسی بھی صورت حاصل نہیں ہوگا۔

اسی طرح بحر متدارک میں جہاں بھی فَعلُن (بہ سکون عین) آیا ہے وہ مقطوع نہیں ہے بلکہ مخبون مسکن ہے اور فعِلن (مخبون) اور فَعلُن (مخبون مسکن) کو ایک دوسرے کی جگہ از روئے عروض رکھنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ اور اس فَعلن (مخبون مسکن) کو مقطوع کہنا درست نہیں۔ ہاں البتہ بحر متدارک میں "زحاف قطع" کے استعمال سے فَعلن حاصل کر لیا جاتا ہے جس کو اصطلاحی نام مقطوع دیا جاتا ہے لیکن یہ صرف عروض وضرب سے مختص ہوگا۔ چنانچہ فَعلن (بہ سکون عین) عروض وضرب کے ہر رکن میں آتا جائے تو یہ مقطوع ہوگا۔

☆☆☆

صفحہ نمبر ۱۰۱ پر بحروں کے بیان کے شروع میں بحر خفیف متعلق غالب کے دو شعر درج ہیں

۱) دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے

۲) کیا وہ نمرود کی خدائی تھی
بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا

اور موصوف نے ان کا وزن تعین کر کے جو اصطلاحی نام تجویز کیا ہے وہ یہ ہے

فاعلاتن مفاعلن فَعلُن (خفیف مسدس مخبون مقطوع)

ایک تو املا بھی صحیح نہیں لکھا اور دوسرا اصطلاحی نام بھی غلط طریقہ سے تحریر کیا ہے۔

غالب کے پہلے شعر کا پہلا مصرعہ فعِلاتن مفا عِ لن فَعلُن

اور دوسرا مصرع: فاعِلاتن مفا عِ لن۔ فَعلُن میں تقطیع ہوتا ہے۔

اس طرح سے اس وزن کا صحیح اصطلاحی نام بحر خفیف مسدس سالم مخبون مخبون محذوف مسکن

اس وزن میں یہ گنجائش ہے کہ صدر و ابتدا کے فاعِلاتن (سالم) کی جگہ فعِلا تن (مخبون) رکھا جا سکتا ہے اور فعِلن (مخبون محذوف) کی جگہ فَعلُن (مخبون محذوف مسکن) اس طرح کرنے سے شعر ناموزوں نہیں ہوتا۔ اور ایک بات یہ بھی یاد رکھی جائے کہ عروض وضرب میں فَعلُن کی جگہ فَعلان (مخبون مقصور مسکن) اور فِعلن کی جگہ فعِلان (مخبون مقصور) بھی رکھنا بالکل جائز و درست ہے۔

☆☆☆

صفحہ نمبر ۱۰۲ پر لکھتے ہیں کہ" راقم الحروف ۷۵ رباعیوں کے مجموعہ میں تمام اوزان استعمال کر دیے ہیں"۔

اوزان رباعی کے بیان میں وہ مانتے ہیں کہ رباعی کے صرف ۲۴ اوزان ہیں اور یہ بارہ اصل اوزان سے نکلتے ہیں۔ یعنی وہ بھی دوسروں کی طرح یہ سمجھتے ہیں کہ رباعی کے کل ۲۴ اوزان ہی ہیں۔ اگر ہم بھی یہ مانیں تو رباعی کے چوبیس اوزان کی حد تک تو ان کا یہ دعویٰ بھی جائز ہوسکتا ہے کہ موصوف نے ۷۵ رباعیوں کے مجموعہ میں تمام اوزان استعمال کیے ہیں۔

لیکن رباعی کے صرف ۲۴ (چوبیس) اوزان نہیں بلکہ ۵۴ (چوپن) اوزان ہیں۔ رودکی نے رباعی کے چوبیس اوزان ایجاد کیے۔ اور عملِ معاقبہ کے تحت علام سحر عشق آبادی، مزید بارہ اوزان کا اضافہ کیا اور پھر ڈاکٹر

زار علامی نے مزید اٹھارہ اوزان رباعی اختراع کیے۔اس طرح سے دیکھا جائے تو رباعی چوبیس اوزان پر مشتمل ہوگئی (راقم الحروف کا مضمون رباعی کے چوبیس اوزان اور شجرۂ اخرب وشجرۂ اشتر کتاب نما بابت اپریل ۱۹۹۳ء میں شائع ہوگیا ہے نیز اس کتاب میں بھی شامل ہے ملاحظہ کیجیے)

موصوف آگے لکھتے ہیں کہ ''حقیقت ہے کہ رباعی کے تمام اوزان تسکین اوسط یا عمل تخنیق کے ذریعہ صرف دو ہی اوزان سے برآمد ہوسکتے ہیں۔وہ دونوں وزن یہ ہیں اس کی تفصیل یوں ہے کہ ایک ایک کرکے ہر رکن پر تسکین اوسط کا عمل کیجیے۔اور نیا وزن برآمد کیجیے وہ دو وزن یہ ہیں۔

۱)مفعول۔مفاعیل۔مفاعیل۔فَعَل

۲)مفعول،مفاعِلن۔مفاعیل۔فَعَل

ان اوزان پر عمل تخنیق کرنے سے ۲۴ اوزان رباعی حاصل ہوتے ہیں نہیں معلوم فاروقی صاحب اس میں عمل تسکین اوسط کس بنیاد پر کرتے ہیں جب کہ بحر ہزج سے نکلے ہوئے ان اوزان رباعی میں تسکین اوسط کا عمل ہوتا ہی نہیں اور ایک بات یہ بھی ہے کہ ''تسکین'' رودکی کے زمانے میں تھا ہی نہیں یہ تاریخ ہے کہ رباعی کی بنیاد ''غلطاں غلطاں' ہمی رود طالب گو/ رجیسے مصرع پر رکھی گئی ہے زحاف تخنیق رودکی کے زمانے میں منصۂ شہود پر تھا۔اور بحر ہزج سے اوزان رباعی برآمد کرلیے گئے جب کہ یہ مصرع دوسری بحروں کے اوزان میں بھی غوطہ دیا جاسکتا ہے لیکن رودکی ایسا نہیں کرسکا چونکہ یہاں عمل تسکین اوسط کارفرما ہے اور تسکین رودکی کے زمانے کا زحاف نہیں ہے خواجہ نصیرالدین محقق طوسی کی یہ بعد کی ایجاد ہے یہی وجہ ہے کہ رودکی نے اوزان رباعی بحر ہزج ہی سے ماخوذ کیا۔معلوم ہو کہ تسکین اور تخنیق کے کار میں ایک نازک سا امتیاز ہے بہتوں نے ان کے عمل پر دھوکہ کھایا ہے ایسا لگتا ہے کہ فاروقی صاحب بھی ان

زحافات کے عمل پر غور نہیں کیا۔

تسکین اوسط:

جہاں متواتر تین حرکات آتے ہیں اس میں درمیانی حرکت کو ساکن کر دیا جاتا ہے اور یہ عمل صرف ایک رکن پر ہوتا ہے۔

عمل تخنیق:

وتد مجموع سے پہلا حرف ساکن کر کے ماقبل رکن کے آخری متحرک حرف سے پیوست کرنا ہوتا ہے اور یہ عمل دو ارکان پر ہوتا ہے۔

اصل میں رباعی کے بنیادی اوزان یہ ہیں۔

ردولی کے ایجاد کردہ (کل چار)

ا) رباعی کے بنیادی اوزان اصطلاحی نام بحر ہزج مثمن

1)مفعول مفاعیل مفاعیل فعل (بحر ہزج مثمن ۔ اخرب ،مکفوف ،مکفوف ، مجبوب

2)مفعول مفاعیل مفاعیل فعول (بحر ہزج مثمن ۔ اخرب ،مکفوف ،مکفوف ، اہتم

3)مفعول مفاعلن مفاعیل فعل (بحر ہزج مثمن ۔ اخرب ،مقبوض ،مکفوف ، مجبوب)

4)مفعول مفاعلن مفاعیل فعول (بحر ہزج مثمن ۔ اخرب ،مقبوض ،مکفوف ، اہتم)

علامہ سحر عشق آبادی کے اوزانِ رباعی (کل چار)

5)مفعول مفاعلن مفاعلن فعل (بحر ہزج مثمن ۔ اخرب ،مقبوض ،مقبوض ، مجبوب

6)مفعول مفاعلن مفاعلن فعول (بحر ہزج مثمن ۔ اخرب ،مقبوض ،مقبوض ، اہتم

7)مفعول مفاعیل مفاعلن فعل (بحر ہزج مثمن ۔ اخرب ،مکفوف ،مقبوض ، مجبوب

8)مفعول مفاعیل مفاعلن فعول (بحر ہزج مثمن ۔ اخرب ،مکفوف ،مقبوض ، اہتم

ڈاکٹر زار علامی کے اوزان رباعی کل آٹھ)

9)فاعلن مفاعیل مفاعیل فعل (بحر ہزج مثمن ۔اشتر،مکفوف،مکفوف،مجبوب

10)فاعلن مفاعیل مفاعیل فعول (بحر ہزج مثمن ۔ اشتر ، مکفوف ، مکفوف ، اہتم

11)فاعلن مفاعلن مفاعیل فعل (بحر ہزج مثمن ۔ اشتر ، مقبوض ، مکفوف ، مجبوب

12)فاعلن مفاعلن مفاعیل فعول (بحر ہزج مثمن ۔ اشتر ، مقبوض ، مکفوف ، اہتم

13)فاعلن مفاعلن مفاعلن فعل (بحر ہزج مثمن ۔ اشتر ، مقبوض ، مقبوض ، مجبوب

14)فاعلن مفاعلن مفاعلن فعول (بحر ہزج مثمن ۔ اشتر ، مقبوض ، مقبوض ، اہتم)

15)فاعلن مفاعیل مفاعلن فعل (بحر ہزج مثمن ۔ اشتر ، مکفوف ، مقبوض ، مجبوب

16)فاعلن مفاعیل مفاعلن فعول (بحر ہزج مثمن ۔ اشتر ، مکفوف ، مقبوض ، اہتم

ان تمام بنیادی اوزان پر عمل تخنیق کرنے سے رباعی کے چوبیس اوزان حاصل ہوتے ہیں اس تفصیل سے ان لوگوں کی غلط فہمی بھی دور ہو جائے گی جو رباعی کے بنیادی اوزان دو قرار دیتے ہیں اسی طرح ان مزاحف اوزان کے ناموں میں زحاف خرم ، شتر ، بتر ، ازل کا بتایا جانا بھی عروضی ناسمجھی ہے (زحاف شتر ڈاکٹر زار علامی کے ایجاد کردہ رباعی میں آتا ہے)

☆☆☆

صفحہ نمبر 106 پر غالب کا شعر یوں ہے۔

نفس قیس کہ ہے چشم و چراغ صحرا
نہ سہی شمع سیہ خانۂ لیلانہ سہی

بروزن فعِلاتن فعِلاتن فَعلُن (رمل مثمن مخبون محذوف مقطوع) درج ہے۔

اس وزن کے آخر میں فَعِلن (مخبون محذوف) آیا ہے جس پر عمل تسکین کرنے سے فَعلُن (بہ سکون عین) حاصل ہوگا ۔

اور اس شکل کو مخبون محذوف مسکن کہا جائے گا یہ چونکہ یہاں آخری رکن

میں وارد ہوا ہے مخذوف مقطوع یا ابتر بھی کہا جا سکتا ہے بہتر یہی ہے کہ مخبون مخذوف مسکن کہا جائے ۔ یہ ایک عام زحاف سے ہوا جسے ہر جگہ بہ آسانی سے رکھا جا سکتا ہے ۔ فَعلُن (بہ سکون عین) رکن کے آخر میں آتا ہی جائے تو اسے مخذوف مقطوع (ابتر) کہنے میں کوئی ہرج نہیں ۔ (اس کی تفصیل آنے والے صفحات میں ملاحظہ کیجیے)

☆☆☆

صفحہ نمبر 107 میں رمل مسدس مخبون محذوف فاعِلاتن فعِلاتن فعِلن میں غالب کا یہ شعر ہے

عشق مجھ کو نہیں وحشت ہی سہی
میری وحشت تری شہرت ہی سہی

اور اس کی یوں بھی وضاحت کیے ہیں کہ" اس بحر میں آخری رکن فعِلن یا فَعلُن ہوسکتا ہے اگر آخری رکن فَعلن ہوتو بحر کے نام میں"مقطوع کا اضافہ ہو جائے گا"

یہ بالکل درست ہے کہ آخری رکن کے فَعلُن کو مخذوف مقطوع یا ابتر کہا جائے گا ۔ (اس رکن کو وہ ابتر نہیں کہا ہے) اور کچھ لوگ ہیں کہ بحر رمل میں زحاف بتر کا عمل ہی نہیں مانتے اور کوئی عروضی جواز پیش نہیں کرتے ، اس کی مثال پیش کرتے ہوئے میں اپنی بات کو آگے بڑھاؤں گا ڈاکٹر زار علامی عروضی میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں ان کی دو کتابیں "کلید عروض" اور مسلمات فن" بہت مشہور ہیں فنی اور عروضی غلطیوں سے پاک سمجھی جاتی ہیں ۔

ان کی تصانیف میں جو ایک تسامح ہوا ہے میں نے اس کی نشاندہی کرنے کی کوشش کی ہے زحاف بتر کے سلسلے میں وہ مانتے ہیں کہ" یہ زحاف حذف اور قطع کا مرکب درست ہے مگر اس زحاف کا عمل " فاعِلاتن" پر ہوتا ہی نہیں اور اس

زحاف کا بحر رمل سے کوئی تعلق نہیں یہ زحاف محض فعولن سے متعلق ہے" (مسلمات فن ص99)

اور"کلید عروض" کے صفحہ نمبر 67 پر ارکان مزاحف از مولف میں بحر رمل کے رکن فاعِلاتن سے محذوف مقطوع کے تحت "فَعلُن" درج ہے تفصیل گوغیر ضروری تھی لیکن مجھے یہاں اس وضاحت کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ بات واضح ہو جائے۔کسی بھی چھوٹی سی غلطی کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔اس لیے کہ فن عروض میں بڑے بڑے مغالطے ہوئے ہیں۔اس کی ایک وجہ یہ بھی رہی ہے عروضی کتابوں میں اسطرح کی مثالیں تو مل جاتی ہیں لیکن میرا مقصد یہاں صرف اتنا ہے کہ فاروقی صاحب کا یہ باب زحافات کے ضمن میں ہے اس لیے زحافات کی تعریف اور اس کا عمل واضح ہونا چاہیے تھا تاکہ عمل زحافات سمجھنے والے واضح طور سے سمجھ سکیں۔اسی طرح کہنے والے یہ کہہ سکتے ہیں کہ فعلن"خبن اور حذف پھر عمل تسکین کے ذریعے بہ آسانی سے حاصل ہوسکتا ہے تو اسے محذوف مقطوع یا ابتر کہنے کی کیا ضرورت ہے یا جیسے کہ ڈاکٹر کمال احمد صدیقی اپنی کتاب آہنگ اور عروض" کے صفحہ نمبر 65 میں رقم طراز ہیں کہ"فَعلُن" چونکہ مخبون محذوف مسکن مزاحف کی حیثیت سے رمل میں مہیا ہے اس لیے ناممکن العمل مقطوع محذوف/ محذوف مقطوع تراشنے کی سعی کی ضرورت بھی نہیں" چلیے کہ یہ بات بھی صحیح ہے لیکن ان اوزان کو ذرا غور سے دیکھیے۔

فاعَلاتن/(فعِلاتن) فعَلات،فاعَلات فَعلُن

(بحر رمل مثمن سالم/ (مخبون) مشکول۔،مکفوف۔محذوف مقطوع/ابتر)

2)فاعِلاتن/(فعِلاتن)فاعِلات،فاعِلات فَعلُن

(بحر رمل مثمن سالم/ (مخبون)مکفوف۔،مکفوف۔محذوف مقطوع/ابتر)

یہاں اس رکن"فَعلُن"کو محذوف/ مقطوع (ابتر) نہیں کہا گیا تو یہ وزن

غیر حقیقی قرار پائے گا۔"فَعلُن" کو مخبون محذوف مسکن ہرگز نہیں کہا جا سکتا البتہ دوسری بحروں سے اس طرح کے ہم وزن ارکان مل تو جائیں گے۔ چند مخصوص اوزان میں کچھ رعایتیں جو ملتی ہیں وہ کیسے مل پائیں گی ؟

اسی سلسلے میں ایک اور وضاحت ضروری ہے سمجھو کہ آخر کے دو ارکان کچھ اس طرح ہیں ،

فاعِلات فعِلن (مکفوف مخبون محذوف) جس میں حکم معاقبہ کی خلاف ورزی صاف ہے اس لیے اس طرح بحر رمل سے یہ ارکان مزاحف نہیں حاصل کیے جا سکتے۔ فاعِلاتن ۔۔ فاعِلاتن کے تن اور فا میں حکم معاقبہ ہے یعنی متوائی دو سببین خفیف کے ساکنوں کو بہ یک وقت گرانا ممنوع ہے ایک کو برقرار رکھنا لازمی ہے اس لیے یہاں کے فعِلن سے فَعلُن (بہ سکون عین یعنی مخبون محذوف مسکن) حاصل ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

اب ذرا ان ارکان مزاحف **فاعِلاتن فَعلن** کو دیکھیے میرے بتائے ہوئے وزن کا تیسرا اور چوتھا رکن ہے تیسرے رکن کے **فاعِلاتن** پر"کف" کے عمل سے **فاعِلات** (مکفوف) حاصل ہوا۔ اور چوتھے رکن کے فاعِلاتن پر"زحاف حذف" کے عمل سے فاعِلن حاصل ہوا۔ اور اس فاعِلن پر عمل قطع کے ذریعے و تد آخر کے دو متحرک میں سے ایک کو ساقط کیا گیا تو فالن بچا یعنی فَعلُن (محذوف مقطوع / ابتر) مانوس رکن سے بدل لیا گیا اب یہ رکن از روئے اصول عروض بالکل درست ہوا۔ اور اس طرح حکم معاقبہ کی خلاف ورزی بھی نہیں ہوتی۔

☆☆☆

صفحہ نمبر 107 پر میرؔ کا ایک شعر

کم ہے شناسائے زرِ داغِ دل

اس کے پرکھنے کو جگر چاہیے

بروزن سریع مسدس مکشوف۔مفتعِلن۔مفتعِلن۔فاعِلن کے تحت درج ہے۔

اصطلاحی نام کے اعتبار سے وزن غلط اور املاے وزن کے اعتبار سے نام بھی غلط ، ۔موصوف نے جس طرح وزن کا املا لکھا ہے اگر اسی طرح اصطلاحی نام بھی لکھتے ہیں تو اس کا صحیح نام یہ ہوتا ہے ۔

بحر رجز مسدس مطوی،مطوی مرفوع الآخر

اور اگر ان کے اصطلاحی نام کے تحت وزن لکھا جائے تو وہ اسطرح ہوگا۔

۔مفتعِلن۔مفتعِلن۔فا عِ لن

بحر سریع مسدس مطوی،مطوی،مطوی مکشوف

بحر رجز میں" فاعِلن" مرفوع ہے بحر سریع مسدس میں فا عِ لن مطوی مکشوف ہے

فاعِلن اور فا عِ لن میں بہ اعتبار تقطیع کچھ فرق نہیں لیکن ان دونوں کے املوں کو الگ الگ لکھنا بہتر ہے ۔

☆☆☆

صفحہ نمبر 108 پر اقبال کا ایک شعر درج ہے۔

میں ظلمت شب میں لے کے نکلوں گا اپنے درماندہ کارواں کو
شررفشاں ہوگی آہ میری نفس نفس شعلہ بار ہوگا

اور جس کا وزن یہ بتایا ہے۔متقارب،مثمن۔مقبوض۔اثلم (مضاعف)

فعُول۔فَعلُن۔فعول۔فَعلُن۔فعول۔فَعلُن۔فعول۔فَعلُن

فاروقی صاحب کا یہ تجویز کردہ وزن ایک غیر حقیقی وزن یا دوسروں کی

دیکھا دیکھی انہوں نے اس وزن کو صحیح سمجھ لیا ہے یہ وزن بحر متقارب سے حاصل ہی نہیں کیا جا سکتا۔ زحاف ثلم جس سے فعولن کے وتد مجموع سے پہلا حرف متحرک ف گرایا جاتا ہے اور یہ صدر و ابتدا سے مخصوص ہے۔ حشوین و عروض و ضرب میں اسے لایا نہیں جا سکتا۔ لہٰذا اس طرح علامہ اقبال کے شعر کی غیر حقیقی تقطیع ہوئی۔ صحیح وزن اس طرح ہونا چاہیے۔۔

مفاعِلن، فاعِلاتُ، فَعلن

اصطلاحی نام: بحر منسرخ مسدس مخبون مطوی مرفوع مخبون مسکن (مضاعف)

یا اوپر جو وزن بحر متقارب مثمن میں بتایا گیا ہے وہ دراصل بحر مقتضب مثمن سے حاصل ہوتا ہے اور جس کا اصطلاحی نام ہوگا۔ بحر مقتضب مثمن مرفوع مخبون، مرفوع مخبون مسکن، مرفوع مخبون، مرفوع مخبون مسکن (المضاعف)

اسطرح اقبال کا مندرجہ بالا شعر ان دونوں بحروں کے مزاحف اوزان میں بہ خوبی تقطیع کیا جا سکتا ہے

☆☆☆

صفحہ نمبر 109 پر منیر نیازی کا شعر

خمار مے میں وہ چہرہ کچھ اور لگ رہا تھا
دم سحر جب خمار اترا تو میں نے دیکھا

اور وزن یہ درج ہے۔ **فعُول۔فَعلُن۔فعول۔فَعلُن۔مفعول۔فَعلُن**

پھر اصطلاحی نام یوں درج ہے متقارب مسدس ،مقبوض اثلم (المضاعف)

اگر زحافات کے محل استعمال کو صحیح طور سے نہیں سمجھا جائے تو اس طرح کی فاش غلطیاں در آتی ہیں۔ فاروقی صاحب کو بھی ایسا تسامح ہوا ہے یہ بھی ایک

غیر حقیقی وزن ہے۔

اگر اسے بھی بحر متقارب سے منسوب کریں گے یہ معلوم ہو کہ زحاف ثلم صرف صدر و ابتدا سے مخصوص ہے حشوین و عروض و ضرب میں وارد ہو ہی نہیں سکتا اور ایک دوسری اس میں یہ قباحت کہ اس کو موصوف مضاعف بتاتے ہیں۔ فاروقی صاحب کا تجویز کردہ یہ وزن بحر مقتضب سے حاصل ہو جائے گا جو اس طرح ہوگا،

فعُول۔فَعلُن۔فعول۔فَعلُن۔فعول۔فَعلُن۔

مرفوع مخبون ،مرفوع مخبون مسکن،مرفوع مخبون ،مرفوع مخبون مسکن

دراصل منیر نیازی کے شعر کو بحر منسرخ مثمن کے مزاحف وزن میں تقطیع کیا جا سکتا ہے۔

ملاحظہ ہو وزن اور اس کا صحیح نام بحر منسرخ مثمن

مفاعِلن۔فاعِ لات،مس تف عِلن،فعولن۔

مخبون،مطوی،سالم،مخبون مکشوف

اسی صفحہ پر اقبال کا ایک اور شعر درج ہے وزن بحر متقارب مثمن اثلم

فَعلن،فعولن۔فَعلن،فعولن

میں بتایا گیا ہے اور شعر یہ ہے

نے مہرہ باقی،نے مہرہ بازی
جیتا ہے رومی ہارا ہے رازی

وزن تو بالکل صحیح تعین کیا ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ اس کے صدر و ابتدا کے رکن میں جو فَعلن آیا ہے وہ زحاف ثلم کے زیر اثر ہی ہے لیکن اس کے تیسرے رکن میں فَعلن آیا ہے اس کی وضاحت بھی ہونی چاہیے۔لیکن یہاں ایسا نہیں کیا ہے اس لیے کہ اسے بھی انہوں نے اثلم ہی مانا ہے ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کس

بنا پر اس جگہ یعنی حشو دوم میں وارد ہوا ہے اور چونکہ عروضیوں کے نزدیک قاعدہ ہے کہ ارکان پر جس ڈھنگ سے زحاف کا عمل ہوتا ہے اسی ترتیب میں مزاحف کا نام بھی لکھا جائے تاکہ دوسروں کی سمجھ میں آئے۔ اور خود موصوف بھی اسی مضمون کے ایک جگہ (صفحہ 95 پر) لکھتے ہیں کہ اگر اس میں زحافات استعمال ہوئے ہیں تو وہ زحافات جس ترتیب سے مصرع یا شعر میں آئے ہیں ان کے نام بھی اسی ترتیب سے لکھ دیے جاتے ہیں موصوف اپنی اس بات پر بھی ثابت قدم نظر نہیں آتے۔

دراصل یہ وزن **فَعلن، فعولن فَعلن، فعولن** (بحر متقارب مثمن اثلم مقبوض سالم سالم) عمل تخنیق کے ذریعہ یہ رعایتی وزن فَعلن، فعولن فَعلن، فعولن محصول کیا جاتا ہے جس کا اصطلاحی نام یہ ہوتا ہے بحر متقارب مثمن اثلم مقبوض سالم مخنق سالم اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ رکن دوم کا فعولن نہ سالم ہے اور نہ رکن سوم کا فَعلن اثلم۔

فاروقی صاحب کے اصطلاحی نام میں زحاف قبض اور تخنیق کا ذکر ہی نہیں ملتا۔ (مزید تفصیل "بحر میر" کے بحث میں دیکھیے)

☆☆☆

صفحہ نمبر 109 پر ایک اور شعر بھی غلط اصطلاحی نام کے ساتھ درج ہے۔

گیسو ورخ کا بوسہ دو
چاند گہن ہے صدقہ دو

مظفر علی اسیرؔ

فاروقی صاحب وزن اور اصطلاحی نام یہ بتائے ہیں **فَعل، فعولن فَعلن، فع** اور اصطلاحی نام بحر متقارب مثمن اثرم اثلم ابتر

فَعل،فعولن فَعلن،فع (بحرمتقارب مثمن اثرم مقبوض مقبوض محذوف) یا

فَعل،فعول فَعلن،فع ، (بحرمتقارب اثرم مقبوض سالم ابتر) پرعمل تخنیق کرنے سے حاصل کیا جا سکتا ہے اور جس کا اصطلاحی نام بالترتیب بحرمتقارب مثمن اثرم مقبوض مقبوض مخنق محذوف مخنق یا اثرم ،مقبوض ، سالم مخنق ابتر ہوتا ہے ۔

اس وزن میں بہ ظاہر جوفَعلن نظرآتا ہے وہ مقبوض مخنق یا سالم مخنق کی صورت ہے اور فع محذوف مخنق یا ابتر ہے اس طرح سے اس وزن میں جو زحافات استعمال ہوئے ہیں وہ یہ ہیں زحاف ثرم ،قبض حذف ،ابتر اور عمل تخنیق ۔لیکن فاروقی صاحب کے اصطلاحی نام میں ان زحافات کا کہیں ذکر ہی نہیں آیا اور مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ ان کے اصطلاحی نام میں زحاف ثلم کا ذکر ہے جبکہ اس زحاف کا حشوین میں استعمال درست نہیں ہے ۔ فاروقی صاحب کے تجویز کردہ وزن میں تو اس کا کام ہی نہیں ہے ۔

اسیرؔ کے اس شعر کومزید دوسرے مزاحف اوزان میں بھی تقطیع کیا جا سکتا ہے ان کی تفصیل درج ہے ۔

یہ شعرصنعت متلون کی ایک بہترین مثال ہے۔

بحررجز مسدس۔مفتعِلن مفعولن۔فع (مطوی مطوی مسکن احذ مخذوف)

بحررجز مسدس۔فَعلُ،مفاعِلن۔فَعلُن (مطوی واحذ،مخبون، مرفوع مخبون مسکن/احذ)

بحررجز مسدس۔مفتعِلُن،فَعلُن۔ فَعلُن (مطوی،مرفوع مخبون مسکن ،مرفوع مخبون مسکن /احذ)

بحررجز مربع۔مفتعِلن، مفاعلن (مطوی،مخبون)

بحررجز مربع۔مفتعِلن ،مس تف عِلن (مطوی سالم)

بحروافر مربع۔مفتعِلن، مفاعیلن (اعضب معصوب)

بحر کامل مربع۔مفتعِلن، مس تف علن (مخزول مضمر)

بحر کامل مسدس۔مفتعِلن،مفعولن،فع (مخزول،مخزول مسکن،مضمر مرفوع احذ

بحر طویل مسدس۔فَعلُ،مفاعَیلن۔فَعلُن (اثرم مکفوف محذوف مخنق)

بحر طویل مسدس۔فَعلُ،فعولن۔مفَعولُن (اثرم مقبوض محذوف سالم مخنق)

بحر بسیط مسدس۔مفتعِلُن،فَعلن۔فَعلُن (مطوی،مخبون مسکن،مرفوع مخبون مسکن/احذ)

بحر مقتضب مسدس۔فاع،مفاَعلن۔فَعلُن (مطوی واصلم مخبون مرفوع مخبون مسکن/احذ

بحر مشاکل مسدس۔مفتعِ لُن،فَعولن۔فَع (مقبوض مقبوض محذوف مجبوب مخنق)

بحر مشاکل مسدس۔فاع،مفَاعَیلن۔فَعلن (،مجبوب مکفوف محذوف مخنق)

بحر سریع مسدس۔مفتعِلُن،فَعلن۔فَعلن (مطوی مرفوع مخبون مسکن،اصلم)

بحر منسرخ مسدس۔مفتعِلُن،مفَعولن۔فَع (مطوی،مرفوع مخبون واحذ مخنق)

بحر کبیر مسدس۔فاعِ،مفَاعَیلن۔فَعلن (مطوی واصلم مخبون،مخلع مخنق)

بحر قلیب مسدس۔مفتعِ لُن،مفَعولن۔فَع (مقبوض مقبوض مسکن مجبوب مقطوع)

بحر حمید مسدس۔فاع،مفاعلن۔فَعلن (مطوی واصلم مخبون اصلم)

بحر اصیم مسدس۔فاعِ،مفاعَیلن۔فَعلن (مجبوب، سالم،اہتم)

بحر سلیم مسدس۔مفتعِلُن،فَعلن۔فَعلن (مطوی،مطوی واصلم،مکشوف،مخبون مخنق

اسیرؔ کا شعر مندرجہ بالا بحروں کے اور بھی مزاحف اوزان میں تقطیع کیا جا سکتا ہے طوالت کے پیش نظر ان سب کا ذکر نہیں کیا جا رہا ہے۔

نوٹ: ان مندرجہ بالا اوزان مزاحفہ میں رکن مس تف علن سے فعلَ (مطوی واحذ) محصول کر لیا گیا ہے جو از روئے عروض بالکل صحیح و درست ہے میرے اس مضمون سے بیشتر کی کسی بھی عروضی کتاب میں یہ فرع نہیں ملتی اور یہ اصول عروض کے عین مطابق اختراع کی گئی ہے جس کی وضاحت اس طرح ہے کہ

مس تف علن سے بہ عمل طے چوتھا حرف ساکن ف گرایا گیا تو مس ت علن (مطوی) حاصل ہوا۔ پھر اس پہ بہ قاعدہ زحاف حذذ یعنی رکن کے آخر سے وتد مجموع گرادیا جاتا ہے تو مس ت بچا۔ جسے مانوس رکن فَعل/فاعِ (مطوی واحذ) سے بدل لیا گیا۔ اور یہ صدر وابتدا وحشوین میں وارد ہوتا ہے، ۔ واضح رہے کہ جو زحاف مختص بہ عروض وضرب ہو اس سے متحرک الآخر والا رکن حاصل ہوتا ہے تو یہ مختص بہ عروض وضرب ہوتے ہوئے بھی عروض وضرب میں اس کو لایا نہیں جاتا۔ بلکہ اس کو صدر وابتدا حشوین میں اس کا استعمال صحیح مانا جاتا ہے حسب موقع مزید وضاحت کے طور پر کچھ ایسے فروعات بھی بتاتا چلوں تو بے جا نہ ہوگا۔ جن میں متحرک الآخر والا رکن آتا ہے اور یہ نفس مضمون سے غیر متعلق بھی نہیں وہ فروعات یہ ہیں۔

مس تف عِلن۔فَعلُ/فاعِ (مطوی واحذ)

مس تفع لن۔مفعولُ (محذوف)

مس تفع لن۔مفاعِ/فعولُ (مخبون ومحذوف)

مفعولات۔فاعِ (مطوی واصلم)

فاعِ لاتن۔فاعِ (مجبوب)

مندرجہ بالا فروعات صرف صدر وابتدا حشوین میں آتے ہیں یوں بھی اردو میں چونکہ متحرک الآخر الفاظ نہیں ہوتے ہیں۔

☆☆☆

صفحہ نمبر 110 پر نواوزان کا نقشہ درج ہے (ان کے ساتھ اصطلاحی نام بڑھا کر لکھ رہا ہوں) اور وہ یوں رقم طراز ہیں کہ" اس بحر میں میر کی غزلوں کی تفصیلی تجزیہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عام طور پر ہر مصرعے کے پہلے حصہ میں

مندرجہ ذیل نو شکلوں میں کوئی بھی شکل ہوگی اور دوسرے حصے میں بھی انہیں نو میں سے کوئی شکل ہوگی۔صرف ایک سبب خفیف کم ہوگا۔ یہ فہرست ان تمام شکلوں کا احاطہ نہیں کرتی جو میرؔ کے یہاں پائی جاتی ہیں۔ یا اصولاً ممکن ہیں لیکن اس بحر کے تقریباً پچانوے فی صد اشعار کی تقطیع اس نقشے کی روشنی میں ہوسکتی ہے۔"

وہ نقشہ حسب ذیل ہے۔

1)فَعلُن۔فَعلُن۔فَعلُن۔فَعلُن۔ (اثرم مقبوض مخنق مقبوض مخنق سالم مخنق)

2)فَعلُن۔فَعلُن۔فَعلُ۔فَعولُن۔ (اثرم مقبوض مخنق مقبوض مخنق سالم)

3)فَعلُن۔فَعلُ۔فَعولُن۔فَعلُن۔ (اثرم مقبوض مخنق مقبوض سالم مخنق)

4)فَعلُن۔فَعلُ۔فَعولُ۔فَعولُن۔ (اثرم مقبوض مخنق مقبوض سالم)

5)فَعلُ۔فَعولُن۔فَعلُن۔فَعلُن۔ (اثرم مقبوض مقبوض مخنق سالم مخنق)

6)فَعلُ۔فَعولُن۔فَعلُ۔فَعولُن۔ (اثرم مقبوض مقبوض مخنق سالم)

7)فَعلُ۔فَعولُ۔فَعولُن۔فَعلُن۔ (اثرم مقبوض مقبوض سالم مخنق)

8)فَعلُ۔فَعولُ۔فَعولُ۔فَعولُن۔ (اثرم مقبوض مقبوض سالم)

9)فَعولُ۔فَعلُن۔فَعلُ۔فَعولُن۔ (یہ وزن بحر متقارب سے حاصل نہیں کیا جاسکتا

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ فاروقی صاحب نے بحر میرؔ کے تحت جو باتیں کہی ہیں وہ ازروئے عروض کہاں تک درست ہیں؟

ان کے دیے گئے اس نقشہ میں وزن نمبر 1 سے لے کر وزن نمبر 8 تک بالکل صحیح ہے اور یہ بحر متقارب کے اصل وزن (جو نقشہ نمبر 8 پر ہے) فَعلُ۔فَعولُ۔فَعولُ۔فَعولُن۔یعنی بحر متقارب مثمن اثرم مقبوض مقبوض سالم سے بذریعہ عملِ تخنیق نمبر 1 تا 7 تک حاصل کر لیے جاتے ہیں۔

اور وزن نمبر 9 بحر متقارب سے حاصل ہی نہیں ہوتا اس وزن کے

صدر و ابتدا میں "فعول" تو قبض کے عمل سے لایا جا سکتا ہے اور فعول" یہاں مقبوض بن کر آیا ہے تو دوسرے رکن یعنی حشو میں فَعلُن کو کسی قاعدے سے بھی نہیں لایا جا سکتا کیوں کہ یہ فَعلن عمل تخنیق کے ذریعے حاصل نہیں کیا گیا ہے اور اسے فَعلن" اثلم سمجھا جائے تو بھی غلط ہوگا اس لیے کہ اثلم صدر و ابتدا میں ہی لایا جا سکتا ہے اور اگر یہاں دوسرے رکن فَعلُ اثرم اور تیسرے رکن میں فعول مقبوض پر عمل تخنیق کی وجہ سے فَعلُن فَعلُ کی شکل اختیار کیے ہوئے ہیں تو تسلیم کرنے میں بھی قباحت لازم ہے کہ اثرم صرف صدر و ابتدا میں آنے والا زحاف ہے اس طرح سے یہ وزن بحر متقارب سے حاصل نہیں کیا جا سکتا یہ دراصل بحر مقتضب مثمن فعول۔فَعلُن، فاعِ فعولن / مرفوع مخبون مرفوع مخبون مسکن مطوی و اصلم مخلع

اور یا بحر کبیر مسدس :فعولُ مفعولات فعولن (مرفوع مخبون سالم مخلع)

اب بات یہ ہے کہ فاروقی صاحب نے بحر میرؔ کے تحت جو باتیں کہی ہیں وہ از روئے عروض کہاں تک درست ہیں؟ کیا یہ بحر کسی دائرے سے وضع کی گئی ہے کیا ان کی بحر میرؔ جبکہ وہ عرض کرتے ہیں ارکان خماسی یا سباعی سے تشکیل دی گئی ہے اور کوئی بھی دائرہ ارکان خماسی یا سباعی سے کم یا زائد نہیں ہوگا۔ ایک اہم بات اس میں یہ بھی ہے کہ دائرے سے صرف ایک بحر وضع کی نہیں جا سکتی ۔ پھر ان کی اس بحر میں ایسا کچھ نہیں تو یہ خلاف قاعدہ عروض ہوا اور اس بحر کی کوئی عروضی حیثیت نہیں محض یہ کسی سے مرعوبیت کا نتیجہ ہے قابل قبول نہیں۔ اب سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا میرؔ جیسا عالی مرتبت ذہین ایک سلجھا ہوا شاعر جسے شہنشاہ غزل کہا جاتا ہے اپنے کلام کے لیے صحیح اوزان کا تعین نہیں کر سکا۔ یا ہمیں خود اس کا صحیح ادراک نہیں ہو پایا۔ اور اگر میرؔ جیسا شاعر بھی ایسا کچھ کرتا ہے تو اس کے اشعار کو گھسیٹ گھسیٹ کر موزوں بنانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ کسی شاعر کے کلام کو موزوں بنانے کی دھن میں قواعد عروض کو پھلانگ جانا کہاں کی دانشمندی اور چونکہ یہ میرؔ کے اشعار ہیں اس لیے کسی نہ کسی طرح موزوں بنانے

کی کوشش کریں یا بہتر طریقہ سے پرکھ کر دیکھیں ۔ میرے خیال میں دوسرا طریقہ زیادہ مناسب ہے اسی بات کی پیش نظر میرؔ کی ان غزلوں کا تجزیہ ہونا چاہیے جن کا موصوف نے ذکر کیا ہے ان کے اس مضمون میں ان غزلوں کی تفصیل نہیں انہوں نے جو وزن تجویز کیا ہے اس کی روشنی میں یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ اس طرح کے ہم ماترائیں رکھنے والے اوزان دوسری بحور سے حاصل کیے جاسکتے ہیں جو از روے عروض بالکل صحیح و درست ہیں انہیں کے نقشہ میں دیے گئے اوزان میں سے ایک وزن نمبر 9 جو کہ بحر متقارب سے حاصل نہیں ہوتا ہمیں البتہ اس کی برابر ماترائیں رکھنے والا وزن بھی بحر رجز سے حاصل ہوتا ہے جو اسطرح سے ہے ۔ ملاحظہ ہو ۔

بحر رجز مثمن: مخبون مرفوع مخبون مسکن مرفوع مخبون مرفوع احذ یا احذ محذوف

وزن؛ مفاعِلن فَعلُن فعِلن فع

فاروقی صاحب کے دیے گئے اوزان (ان کے نمبرات بحر رجز کے سامنے لکھ رہا ہوں) کو بحر رجز سے حاصل شدہ اوزان سے موازنہ کر کے دیکھیں تو حقیقت سامنے آئے گی کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے ۔ پھر اس میں یہ اجازت بھی ہے کہ اصول معاقبہ کے تحت مفتعِلن کی جگہ مفاعِلن ، مفاعِلن کی جگہ مفتعِلن اور ان دونوں کی جگہ مفعولن کو بہ آسانی رکھ سکتے ہیں اور وہ اوزان یہ ہیں ۔

1) مفتعِلن، فعِلن فعِلن فع (8)

2) مفتعِلن، فعِلن فَعلن فع (7)

3) مفتعِلن، فعلن فعِلن فع (6)

4) مفتعِلن، فَعلن فَعلن فع (5)

5) مفاعِلن، فعِلن فعِلن فع

6) مفاعِلن، فعِلن فَعلن فع

7)مفاعِلن، فَعلن فعِلن فع (9)

8)مفاعِلن، فعلن فعلن فع

9)مفعولن، فعِلن فَعِلن فع (4)

10)مفعولن، فعِلن فَعلن فع (3)

11)مفعولن، فعلن فَعلن فع (2)

12)مفعولن، فَعلن فَعلن فع (1)

ان سب کا شعر نظم یا غزل میں اجتماع کر لینا جائز و درست ہے۔

ان اوزان کے ساتھ اصطلاحی نام بڑھا کر نہیں لکھا اس میں کے ایک وزن کا اصطلاحی نام اوپر دیا گیا ہے بس اتنا سمجھ لیجئے کہ مندرجہ بالا اوزان میں مفاعِلن (مخبون) مفتعِلن (مطوی) مفعولن (مطوی مسکن) فعِلن (مرفوع مخبون) فَعلن (مرفوع مخبون مسکن) فع (احذ محذوف یا مرفوع احذ) اور اس فع کی جگہ فاع بھی رکھ سکتے ہیں بس آخری رکن کا نام مرفوع مطموس ہوگا یا اسے احذ مقصور بھی کہا جا سکتا ہے۔

اور جو وہ بحر میرؔ کے بنیادی وزن کے بارے میں کہتے ہیں کہ" انہیں نو شکلوں میں سے کوئی ایک جگہ ہوگی صرف ایک سبب خفیف کم ہوگا" ۔تو اسے بھی بحر رجز سے بہ حسن و خوبی حاصل کیا جا سکتا ہے اس کی بحر لیکن مسدس ہوگی ۔

بحر رجز مسدس مطوی مرفوع مخبون مرفوع مخبون :مفتعِلن، فعِلن، فعِلن

اس پر بھی اصول معاقبہ اور عمل تسکین اوسط کے تحت وہی بارہ اوزان حاصل ہو جائیں گے ۔ جو کہ بحر رجز مثمن سے استخراج پائے تھے اور اس طرح اس میں ایک سبب خفیف بھی کم ہو جائے گا ، آخری رکن فعِلن یا فَعلُن ہوگا پھر ان دونوں کی جگہ فعِلا ن (مرفوع مخبون مذال یا مخبول اعرج) فَعلا ن (مطموس)

بھی رکھنے کی سہولت ہے اور ان سب کا اجتماع بھی جائز ہے۔

(نوٹ بحر میر اس معنی میں کہنا چاہتے ہیں کہ میرؔ نے اسے اپنے کلام میں خوب استعمال کیا ہے تو کہیں، کیا مضائقہ ہے لیکن اصطلاحی نام وہی ہوگا جس بحر سے یہ استخراج پائے)

☆☆☆

صفحہ نمبر 111 پر بحر متدارک کے سلسلے میں لکھا ہے۔"اس بحر میں بھی اس بات کی گنجائش ہے کہ سالم (فاعِلن) مخبون (فعِلن) اور مقطوع (فَعلُن) ارکان کو جس طرح چاہیں جمع کر سکتے ہیں بشرطیکہ ماترائیں برابر رہیں"

یہ کوئی عروضی بحث نہیں ہوئی۔ وہ یہ بات کسی عروضی جواز کے بغیر کہہ گئے۔عروضی جواز کے معنی ہرگز یہ نہیں کہ کسی کتاب یا کہیں سے امثال یا حوالے پیش کریں۔ ایسا کرنا ایک حد تک ٹھیک ہے لیکن اس ضمن میں کوئی تکنیکی بات نہیں ہوگی۔ جیسے کہ کہا گیا ہے علم عروض علم ریاضی کی طرح ایک سائنٹفک علم ہے۔اس کے وضع کردہ اصول ہیں، فارمولے ہیں۔ پس اس کے تحت اصولوں کا صحیح اطلاق کریں تو صحیح نتائج اخذ کیے جا سکتے ہیں، مزید اس پہ اس طرح کے امثال یا حوالے مل جاتے ہیں تو غیر ضروری تو نہیں کہا جا سکتا۔سونے پہ سہاگہ کے مصداق ہوگا۔اور اس طرح سے پیشتر کتابوں میں کوئی امثلہ ہی نہ ملی تو کسی وزن کو جو باقاعدہ عروض استخراج کر لیا گیا ہو غلط کہا نہیں جا سکتا۔ جو کوئی اس میں اپنے کلام کو موزوں کرنا چاہے کر سکتا ہے فاروقی صاحب کو یہاں اس بات کی وضاحت بھی کر دینی چاہیے تھی مقطوع (فَعلُن) اور مخبون فعِلن) کو ہر رکن میں کس بنا پر جمع کیا جا سکتا ہے یہ صحیح ہے کہ بحر متدارک کے مزاحف میں آنے والا آخری رکن فَعلُن (مقطوع) ضرور ہے اور یہ نکتہ بھی خیال میں رہنا چاہیے کہ عروض وضرب میں ہر جگہ فَعلُن (بہ سکون عین) آتا جائے تو اسے مقطوع کہنا ہی

درست ہوگا۔مگوصدر وابتدا وحشوین میں یہ مقطوع نہیں ہوگا بلکہ مخبون مسکن کہلائے گا۔اور ایک بات واضح ہو جائے کہ اس وزن کے آخری رکن میں ایک جگہ فعِلن (مخبون) دوسری جگہ فَعلُن (بہ سکون عین) آئے تو اس کو مخبون مسکن کہنا درست ہوگا ؟۔

اس صفحہ پر شہر یار کا ایک شعر بحر متدارک مثمن مقطوع مخبون ؛ **فَعلُن ،فعِلن، فعِلن، فَعلن** میں درج کیا ہوا ہے؟

بنیادِ جہاں میں کجی کیوں ہے
ہر شے میں کسی کی کمی کیوں ہے

اس شعر کے وزن میں زحافات خبن ،تسکین اوسط اور آخری رکن کے لیے قطع کا عمل بھی روا ہوسکتا ہے لیکن اس وزن کے شروع میں "قطع" کی بات کچھ جچتی نہیں ۔زحافات کے محل استعمال کو نہ سمجھنے کی وجہ سے عروض کی بعض کتابوں اور مضامین میں اس طرح کی فاش غلطیوں کا اعادہ ہوتا رہا ہے۔ظاہر ہے کہ اس وزن میں مقطوع مخبون کہنے کا مطلب یہی ہے کہ اس کے صدر وابتدا میں لایا گیا فَعلُن (بہ سکون عین) مقطوع ہے۔اگر یہ کہا جائے کہ یہ صرف کوئی عروضی تسامح یا نظر چوک ہوئی ہے تو تب بھی اس فن کے ساتھ سراسر دھوکہ ہوا۔یہ عروضی تسامح نہیں کوتاہ فہمی ہے۔زحاف ،قطع کا عمل مختص بہ عروض وضرب ہے البتہ اس وزن کے آخری رکن میں نظر آنے والا فَعلُن کو مقطوع کہے جانے میں کوئی اعتراض وارد نہیں ہوگا بشرطیکہ یہ ہر جگہ آتا جائے۔اس ضمن میں کچھ مثالیں بھی صفحہ نمبر 112 پر دی ہیں یہاں بھی جہاں جہاں فَعلُن (بہ سکون عین) آیا ہے وہ مخبون مسکن ہی ہے مقطوع ہرگز نہیں۔

☆☆☆

صفحہ نمبر 113 پر بحر مجتث مثمن مخبون، محذوف مقطوع: مفاعِلن، فِعِلاتن، مفاعِلن، فَعلُن میں غالب کا ایک شعر درج ہے

ہرایک بات پہ کہتے ہوتم کہ توکیاہے
تمہیں کہوکہ یہ اندازِ گفتگو کیاہے

غالبؔ کے شعر کے لیے وزن تو درست لکھا ہے لیکن اس کا درست املا نہیں لکھا گیا۔ اس وزن کا صحیح املا اس طرح ہونا چاہیے

مفاعِ لن، فِعِلاتن، مفاعِ لن، فَعلُن /مخبون، مخبون محذوف مسکن

اور آگے پھر لکھا ہے کہ اس بحر میں بھی آخری رکن فِعِلن یا فَعلُن ہوسکتا ہے مثال کے طور پہ غالب کے اسی غزل کا دوسرا یہ شعر دیا گیا ہے

وہ چیز جس کے لیےہم کو ہوبہشت عزیز
سوائے بادۂ گلفام مشک بو کیاہے۔

اورموصوف نے اس شعر کے وزن کی یوں وضاحت کردی ہے کہ" پہلے مصرع کا آخری رکن فعِلن ہے (عزیز کی زکونظرانداز کردیں گے) اور دوسرے مصرع کا آخری رکن فَعلُن ہے۔

جب کوئی عروض جیسے سائنٹفک موضوع پرمضمون لکھا جارہا ہوتو اصول کے ساتھ ہو، کسی بھی حروف کوگھٹانے بڑھانے یا ساقط کرنے کے لیےعروض کے اپنے ہی وضع کردہ اصول وضابطے ہیں۔ زحافات کاعمل ہوتا ہے، یہ گھٹانا اور بڑھانا یا کسی حرف کونظرانداز کیا جانا کس بنیاد پر ہوا ہے اس کی صراحت بھی ضروری ہے۔ اس آخری رکن فَعلُن کا ذکر آچکا ہے۔ کہ اگر یہ ہرجگہ (عروض وضرب) میں فَعلُن آیا ہے تومقطوع ہوگا اور اگر ایک جگہ فَعلُن اور دوسری جگہ فعِلُن آرہا ہے تو یہ فَعلُن مخبون محذوف مسکن ہے اور فِعِلن مخبون محذوف جوکہ ایک دوسرے کی جگہ (فَعلُن مخبون محذوف مسکن کی جگہ) بہ خوبی استعمال میں

لائے جاتے ہیں غالب کے ان دونوں شعر سے یہ بات واضح طور سے سامنے آتی ہے کہ اس غزل میں فعِلن مخبون محذوف آیا ہے فَعلُن اس کا مسکن بن کر وارد ہوا ہے اوران دونوں کی جگہ فعِلان (مخبون مقصور) فَعلان (مخبون مقصور مسکن) بھی لائے جانے کی اجازت ہے۔

اسی طرح اسی صفحہ پر یگانہؔ اور غالب کا ایک ایک شعر بھی بحر مجتث کے مزاحف اوزان میں تقطیع کیا ہے لیکن مفاعِ لن کو مفاعِلن ہی لکھا ہے جو کہ اس کا صحیح املا نہیں ہے یہ بات الگ کہ بہ اعتبار تقطیع کچھ فرق نہیں پڑتا۔ میں نے مضمون کے شروع میں ارکان کے غلط املے لکھنے سے جو اثرات مرتب ہوتے ہیں ان کی نشاندہی کر چکا ہوں، یہاں پھر وہ بات آئی ہے تو مزید اس کی وضاحت غیر ضروری نہیں۔ اس سے اہمیت املا واضح ہو جائے گا۔ ملاحظہ کیجیے۔

فاعِلاتن: طرفین میں دوسبب خفیف اور درمیان میں وتد مجموع

فاعِ لاتن: شروع میں وتد مفروق اور مابعد دوسبب خفیف

ان ارکان کا تجزیہ یوں ہے۔

فاعِلاتن سے فعِلاتن (مخبون) جس سے فَعلاتن (مخبون مسکن) اور فعِلاتُ (مشکول) جس سے فَعلاَت (مشکول مسکن) اور فعِلن (مخبون محذوف) جس سے فَعلُن (مخبون محذوف مسکن) حاصل ہوتے ہیں۔ جبکہ فاعِ لاتن میں زحاف خبن اور شکل کا عمل ہوتا ہی نہیں۔ اس رکن سے مفتعِ لن (مقبوض) جس سے مفعولن (مقبوض مسکن) حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ زحاف قبض فاعِلاتن پر وارد نہیں ہوتا۔ فاعِ لاتن سے فَعلُن حاصل ہوتا ہے جو "اہتم" ہے اور اس زحاف کا عمل وتدِ مجموع والا رکن فاعِلاتن پر نہیں کیا جا سکتا۔ رکن فاعِ لاتن سے ایک وتد مفروق فاعِ بہ عمل "زحاف جب" حاصل ہوتا ہے اور صدر وابتدا وحشوین میں وارد ہوتا ہے یہ فرع بھی فاعِلاتن سے حاصل نہیں

کیا جا سکتا۔ البتہ اس سے ایک وتد مجموع فَعَل (مربوع) حاصل ہوتا ہے جو عروض وضرب میں مستعمل ہے۔ اور پھر اسے فاعِ لاتن (مفروق) سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

فاعِلاتن (مجموعی رکن) میں جو زحافات آتے ہیں وہ یہ ہیں۔

1) کف، 2) خبن، 3) شکل۔ 4) تسکین، 5) قصر، 6) حذف، 7) ربع، 8) جحف، 9) طمس، 10) تسبیغ، 11) عرج، 12) اذالہ،

فاعِ لاتن (مفروق رکن) میں جو زحافات آتے ہیں وہ یہ ہیں۔

1) کف، 2) قبض، 3) جب۔ 4) تسکین، 5) قصر، 6) سلخ، 7) حذف، 8) اہتم، 9) کشف، 10) تسبیغ

ان دونوں ارکان کے کے مزاحف ایک نظر دیکھ لیجئے۔

فاعِلاتن؛سالم.....فاع لاتن:سالم

فاعِلات:مکفوف.....فاعِ لات:مکفوف

فعِلاتن:مخبون.....مفتع لن:مقبوض

مفعولن؛مخبون مسکن.....مفعولن مخبون مسکن

فعِلات:مشکول.....فاعِ:مجبوب

فاعِلن:محذوف

فاعِلان، مقصور/محذوف مذال.....فاعِ

لان:مقصور/محذوف، مسبغ

فَعَل:مربوع

فعِلن:مخبون محذوف

فَعلُن:مخبون محذوف مسکن/محذوف مقطوع.....فَعلُن:اهتم

فعِلان:مخبون مقصور/مکبول

فعِلاتان:مخبون مسبغ.....مفتعِلان:مقبوض

مسبغ

مفعولان:مخبون مسبغ مسکن.....مفتعولان:مقبوض مسبغ مسکن

فَعلان:مخبون مقصور مسکن.....فَعلان:مقبوض مقصور مسکن

فَعُول:مخبون محذوف اعرج

فَع:محجوف.....فَع:مجبوب

مکشوف

فاع:محذوف مطموس/مربوع اعرج.....فاع:مسلوخ

اسی طرح دو ارکان اور بھی ہیں انہیں بھی دیکھ لیجئے۔

مس تف عِلن (مجموعی) اور مس تفعِ لن (مفروقی) کے املے میں بھی امتیاز ملحوظ نہ رکھا گیا تو ایسی ہی بے راہ روی پیدا ہوگی جو اس طرح کے ارکان میں دیکھا ہے۔

رکن مجموعی مس تف عِلن میں "طے" (عام زحاف) سے مفتعِلن (مطوی) حاصل ہوتا ہے اور یہ بہ عمل تسکین اوسط مفعولن مطوی مسکن بنتا ہے یہ زحافِ طے مفروقی رکن مس تفعِ لن پر کسی طرح بھی وارد نہیں ہوتا۔ اس رکن پر "زحاف کف" کے عمل سے مس تفعِ لُ (مکفوف) حاصل کر لیا جاتا ہے اور یہ زحاف کف مس تف عِلن (مجموعی رکن) میں نہیں آتا۔ اور مس تفعِ لُ پر عمل قصر سے مفعولُن (مقصور) حاصل ہوتا ہے جو عروض وضرب سے مخصوص

ہے۔ فاعِلن (مرفوع) جو وتد مجموع والا رکن مس تف عِلن پر بہ عمل رفع (عام زحاف) حاصل ہوتا ہے یہ رکن وتدمفروق سے حاصل نہیں کیا جا سکتا، مفعولُ (محذوف) جو صدر و ابتدا وحشوین میں آتا ہے مس تفعِ لن سے بذریعہ عمل حذف حاصل ہے جو کہ مس تف عِلن والے رکن سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا یہ سمجھنا ضروری ہے کہ فاعِلاتن (مجموعی) فاعِ لاتن (مفروقی) اور مس تف عِلن (مجموعی) مس تفعِ لن (مفروقی) کے املے میں جو نازک سا امتیاز ہے اس کو ملحوظ رکھیں اور ان ارکان کے املوں کو الگ الگ ہی لکھنا چاہیے۔

اس تجزیے سے تو میں نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ املا بحر و وزن کا ہو یا کسی زبان کا۔ اس کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے جبکہ کسی لفظ کا املا غلط تحریر ہوتا ہے تو اس کے معنی و مطلب ہی نہیں تلفظ بھی بدل جاتا ہے اور اس لفظ کا وزن بھی۔ مثلاً طَرَح بروزن (فَعَل) بہ معنی جیسا، مانند یہ مصرع ملاحظہ ہو۔

(حالیؔ: بولنا آئے نہ جب رنگیں بیانوں کی طَرَح) اور ایک لفظ ہے ،طَرح بروزن (فَعلُ۔ فاعِ) بہ معنی بنیاد اسی سے لفظ طرحی بنتا ہے۔

(فراقؔ: خوب باندھی ہے مصرعِ طَرح میں غزل) قدر بروزن (فَعَل) بہ معنی مقدار، اندازہ (حالیؔ: شہرت جس قدَر بڑھتی گئی آفاق میں) اور ایک قدَر بروزن (فَعل/ فاعِ) بہ معنی عزت و توقیر کے استعمال ہوتا ہے۔ (حالیؔ: کچھ تو ہے قدر تماشائی کی)۔

یہ چند مثالیں جو املے کی اہمیت کو واضح کرتی ہیں اس کے باوجود بھی جو املے سے انحراف کرتے ہیں وہ کرتے رہتے ہیں یہ ان کی بچکانہ ضد ہے اور اہل فن کے نزدیک اصول عروض کی خلاف ورزی۔ یہ وہ مغالطہ ہے جس سے بہت سی عروضی و فنی خامیاں در آتی ہیں۔

☆☆☆

صفحہ نمبر 114 پر بحر مضارع مثمن اخرب۔

مفعول، فاعِ لاتن، مفعول، فاعِ لاتن۔

میں میر کا شعر درج ہے۔

ہم آپ کو اپنا مقصود جانتے ہیں
اپنے سوائے کس کو موجود جانتے ہیں

شعر کا وزن تو مع املا بالکل درست ہے لیکن اصطلاحی نام میں صرف اخرب لکھنا کافی نہیں ہے چونکہ اس وزن کے تیسرے رکن میں مفعول آیا ہے جب کہ یہ صدر و ابتدا کا رکن ہے اس کی صراحت ہونی چاہیے کہ یہ حشوین میں کس طرح وارد ہوا ہے آیئے اب ہم دیکھیں کہ آیا وہ اخرب ہے کہ نہیں ۔ دراصل حشو دوم یعنی تیسرے رکن میں وارد ہوا یہ رکن مفعول مکفوف مخنق ہے اور حشو اول یعنی دوسرے رکن میں جو فاعِ لاتن ہے اس پر سالم رکن کا دھوکہ ہوتا ہے لیکن وہ مکفوف ہے ۔

مفعول فاع لات، مفاعیل، فاع لاتن (اخرب مکفوف مکفوف سالم) اس وزن پر عمل تخنیق سے اس کا رعایتی وزن **مفعول فاعِ لاتن مفعول فاعِ لاتن** حاصل کرلیا جاتا ہے فاروقی صاحب کے اصطلاحی نام میں "زحاف کف" کا ذکر ہی نہیں ملتا جب کہ یہ زحاف مضارع کے دو ارکان پر وارد ہوا ہے اور اس وزن میں عمل تخنیق بھی کارفرما ہے اس طرح اصطلاحی نام ہوتا ہے۔

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف مکفوف مخنق سالم

ایک وضاحت ذرا اس کی یہ بھی ہے کہ یہ دونوں اصل وزن اور اس

کا رعایتی وزن ایک نظم، غزل یا شعر میں لائے جائیں تو اس کی موزونیت میں کوئی قباحت نہ ہوگی۔

☆☆☆

صفحہ نمبر 114 پر ہی اقبالؔ کا ایک شعر

سلسلۂ روزوشب نقش گرِ حادثات
سلسلۂ روزوشب اصل حیات ومات

اس شعر کا وزن فاروقیؔ صاحب نے بحر منسرح سے اخذ کیا ہے جو اس طرح ہے۔

مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلات اور اصطلاحی نام یوں لکھا ہے۔ بحر منسرح مثمن مطوی مکفوف اور پھر اس بحر کے متعلق لکھا ہے کہ "اس بحر میں فاعلن کی جگہ فاعلات لانے میں آزادی ہے یعنی یہ ممکن ہے کہ ایک ہی شعر یا نظم یا غزل میں کوئی مصرع مطوی مکشوف ہو اور کوئی مطوی مکسوف"۔

ایک تو فاروقیؔ صاحب اقبالؔ کے شعر کا صحیح وزن تعین نہیں کر سکے ہیں دوسرا یہ کہ املا بھی صحیح نہیں لکھا ہے اور اوپر سے ایک گمراہ کن بات گھڑ دی ہے۔ فاروقیؔ صاحب کے یہاں ایسا کون سا عروضی کلیہ ہے جو کہ اس بحر میں فاعلن کی جگہ فاعلات لانے کی آزادی ہے اگر کچھ دیر کے لیے ان کے اس وزن کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس میں ضرور اتنا کیا جا سکتا ہے کہ اس کے عروض وضرب میں فاعلن کی جگہ فاعِلان اور فاعِلان کی جگہ فاعِلن لایا جا سکتا ہے لیکن حشو میں وارد فاعِلن کا کیا کیا جائے جو اس وزن کے حشو میں آتا نہیں اور اس کی جگہ فاعِلان یا فاعِلاتُ لائے جانے کی کیا تُک ہو سکتی ہے سچ تو یہ ہے کہ اقبالؔ کا یہ شعر کسی بھی طرح بحر منسرح میں تقطیع ہی نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے جو وزن تجویز فرمایا ہے وہ بحر منسرح کا وزن ہو ہی نہیں سکتا۔ دیکھیے بحر منسرح:۔

مس تف عِلن، مفعولات، مس تف علن، مفعولات

اس سے جو مزاحف وزن حاصل ہوگا وہ صحیح املے اور اصطلاحی نام کے

ساتھ ملاحظہ ہو۔

بحرمنسرح مثمن مطوی،مطوی،مطوی،مطوی مکشوف/مطوی موقوف

وزن: مفتعِلُن،فاعِلاتُ،مُفتعِلن،فاعِلُن/فاعِلان

اس وزن کے حشو میں فاعِ لات لایا جاسکتا ہے اس کی جگہ فاعِلن ہرگزنہیں۔اس کی مزیدوضاحت بحرمنسرح میں دیے گئے اس وزن سے ازروے معاقبہ کے تحت 48 اوزان برآمد ہوتے ہیں اورجن کا ایک شعر،نظم یاغزل میں خلط جائز ہے۔اقبال کا مندرجہ بالاشعرکسی ایک میں بھی تقطیع نہیں ہوتا۔وہ اوزان یہ ہیں۔

1)۔مفتعِلن،فاعِلاتُ،مفتعِلُن،فاعِلن/فاعِلان

2)۔مفتعِلن،فاعِلاتُ،مفاعِلُن،فاعِلن/فاعِلان

3)۔مفتعِلن،فاعِلاتن،فاعِلُن،فاعِلن/فاعِلان

4)۔مفتعِلن،فاعِلات،مفعولُن،فاعِلن/فاعِلان

5)۔مفاعِلن،فاعِلات،مفاعِلُن،فاعِلن/فاعِلان

6)۔مفاعِلن،فاعِلاتن،فاعِلُن،فاعِلن/فاعِلان

7)۔مفاعِلن،فاعِلات،مفتعِلُن،فاعِلن/فاعِلان

8)۔مفاعِلن،فاعِلات،مفعولُن،فاعِلن/فاعِلان

9)۔مفعولن،فاعِلات،مفتعِلُن،فاعِلن/فاعِلان

10)۔مفعولن،فاعِلات،مفعولُن،فاعِلن/فاعِلان

11)۔مفعولن،فاعِلات،مفاعِلُن،فاعِلن/فاعِلان

12)۔مفعولن،فاعِلاتن،فاعِلُن،فاعِلن/فاعِلان

13)۔مفتعِلن،مفاعِیل،مفتعِلُن،فاعِلن/فاعِلان

14)۔مفتعِلن،مفاعِیل،مفاعِلُن،فا عِ لن/فا عِ لان

15)۔مفتعِلن،مفاعِیلن،فاعِلُن،فا عِ لن/فا عِ لان

16)۔مفتعِلن،مفاعِیل،مفعولُن،فا عِ لن/فا عِ لان

17)۔مفاعِلن،مفاعِیل،مفاعِلُن،فا عِ لن/فا عِ لان

18)۔مفاعِلن،مفاعِیلن،فاعِلُن،فا عِ لن/فا عِ لان

19)۔مفاعِلن،مفاعِیل،مفتعِلُن،فا عِ لن/فا عِ لان

20)۔مفاعِلن،مفاعِیل،مفعولُن،فا عِ لن/فا عِ لان

21)۔مفعولن،مفاعِیل،مفتعِلُن،فا عِ لن/فا عِ لان

22)۔مفعولن،مفاعِیل،مفاعِلُن،فا عِ لن/فا عِ لان

23)۔مفعولن،مفاعِیلن،فاعِلُن،فا عِ لن/فا عِ لان

24)۔مفعولن،مفاعِیل،مفعولُن،فا عِ لن/فا عِ لان

اقبالؔ کا مندرجہ بالا شعر بحر رجز مثمن کے مزاحف وزن میں بہ حسن وخوبی تقطیع کیا جا سکتا ہے وزن یہ ہے۔ بحر رجز مثمن

مفتعِلن،فاعِلُن،مفتعِلن فاعِلن/فاعِلان

مطوی،مرفوع مطوی مرفوع /مرفوع مذال یا مطوی اعرج (فاعِلان) بانفصال۔

اب یہ بھی معلوم ہو کہ اس وزن کے حشو میں فاعِلن آتا ہے اس کی جگہ فاعِلات ہرگز نہیں لایا جائے گا۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے کہ فاعلن کی جگہ فاعلاتُ اور اس کی جگہ فاعِلن تو ایسی صورت میں یہ وزن بحر رجز سے بحر منسرح کا اور بحر منسرح سے بحر رجز کا ہو جاتا ہے بھلا ایسے شعر نظم یا غزل کو کیسے موزوں قرار دیا جا سکتا ہے جس کی بحر ہی بدل جائے۔ جس بحر و وزن کے ارکان کو سامنے رکھ کر شعر، نظم یا غزل کہی جائے ان ارکان کا التزام اسی طرح سے رہے جس کی

اس میں اجازت ہے۔اب بحر رجز کے اس وزن ازروے معاقبہ اوزان برآمد کر لیے جائیں تو یہ ہوں گے۔

1)۔مفتعِلن،فاعِلن،مفتعِلُن،فاعِلن/فاعِلان

2)۔مفتعِلن،فاعِلن،مفاعِلُن،فاعِلن/فاعِلان

3)۔مفتعِلن،فاعِلن،مفعولُن،فاعِلن/فاعِلان

4)۔مفاعِلن،فاعِلن،مفاعِلُن،فاعِلن/فاعِلان

5)۔مفاعِلن،فاعِلن،مفتعِلُن،فاعِلن/فاعِلان

6)۔مفاعِلن،فاعِلن،مفعولُن،فاعِلن/فاعِلان

7)۔مفعولن،فاعِلن،مفتعِلُن،فاعِلن/فاعِلان

8)۔مفعولن،فاعِلن،مفاعِلُن،فاعِلن/فاعِلان

9)۔مفعولن،فاعِلن،مفعولُن،فاعِلن/فاعِلان

ان سب اوزان کا کسی ایک نظم غزل یا شعر میں خلط جائز و درست ہے۔

اب اس تفصیل کے بعد یہ وضاحت ضروری سمجھتا ہوں یہ اصول ہے کہ ازروے معاقبہ ہر اس بحر میں جہاں رکن مفاعیلن آتا ہے صورت مزاحفہ میں اس کی دو فروع مفاعیل، مفاعلن ایک دوسرے کی جگہ لائے جا سکتے ہیں، ہر اس بحر میں جہاں رکن مس تف علن آتا ہے صورت مزاحفہ میں اس کی دو فروع مفتعِلن، مفاعِلن اور ان دونوں کی جگہ مفعولن ایک دوسرے کی جگہ لائے جا سکتے ہیں اسی طرح ہر اس بحر میں جہاں رکن فاعِ لاتن آتا ہے۔صورت مزاحفہ میں اس کی دو فروع فاعِ لات، مفتعِلن اور ان دونوں کی جگہ مفعولن، ایک دوسرے کی جگہ لائے جا سکتے ہیں اور ہر اس بحر میں جہاں رکنِ مفعولاتُ آتا ہے صورت مزاحفہ میں اس کی دو فروع فاعِ لاتُ، مفاعیلُ ایک دوسرے کی جگہ لائے

جا سکتے ہیں ۔مندرجہ بالا اوزان میں اس اصول کا اطلاق کیا گیا ہے ۔ان اوزان کو کسی کلام میں خلط کر جاتے ہیں تو کسی قسم کا عروضی سقم پیدا نہیں ہوتا ۔البتہ اگر کسی کو مترنم کے مفقود ہونے کا خدشہ لاحق ہے تو یہ اچھا ہے کہ کسی ایک وزن میں اپنا کلام کہہ لے ۔ایک آدھ شعر ان اوزان میں سے کسی دوسرے وزن میں چلا جاتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ۔

مندرجہ بالا شعر کے تحت مزید گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ عرض ہے کہ اقبالؔ کے اس شعر کو مضاعف اوزان میں تقطیع کریں تو ایک صورت یہ نکل آتی ہے کہ مصرعے دو حصہ میں بٹ جائیں گے جس کے آخری رکن کو عروض وضرب مانا جاتا ہے اور اس جگہ تسبیغ واذالہ کی اجازت بھی ہوتی ہے ۔جیسے کہ یہ اوزان دیکھیے ۔

1)بحر رجز مربع (المضاعف)مفتعِلن، فاعِلن/فاعِلان (مطوی،مرفوع/مطوی اعرج)

2) بحر منسرح مربع (المضاعف)مفتعِلن، فاعِلن/فاعِلان (مطوی ،مطوی مکشوف/ مطوی موقوف)

3)بحر منسرح مسدس (المضاعف)فاعِ ،مفاعِیل۔فع/فاع (مطوی احذ،مخبون،احذ مخذوف/ احذ مقصور)

4)بحر متقارب مسدس (المضاعف)فَعل ،فعُولن۔فعَل/فعول (اثرم،سالم مخذوف/مقصور)

5)بحر طویل مسدس (المضاعف) فَعلُ ،مفاعیلن۔فع/فاع (اثرم،مکفوف،مجبوب مقطوع/ مجبون اعرج)

6)بحر مشاکل مسدس (المضاعف) فاَعِ ،مفاعیل۔فع/فاع (مجبوب،مکفوف،مجبوب مقطوع/ مجبوب اعرج)

7)بحر اصیم مسدس (المضاعف) فَاعِ ،مفاعیل۔فع/فاع (امجبوب،مکفوف،مجبوب

مکشوف/مسلوخ)

اس تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ بحور اوران پر استعمال ہونے والے زحافات کا عمل کس ڈھنگ سے ہوتا ہے، میں نے اس مضمون کے توسط سے بہت سارے نکات نکال کر سامنے لانے کی ایک حقیرسی کوشش کی ہے۔

غالب کا ایک شعر" بحر منسرح مثمن مطوی مکسوف منحور" کے تحت لکھا گیا ہے،

مفتعِلن، فاعِلات، مفتعِلن، فع

آ کہ مری جان کو قرار نہیں ہے
طاقتِ بے داد انتظار نہیں ہے

اس شعر کے وزن کا صحیح املا یہ ہے **مفتعلن، فاعِ لاتُ، مفتعِلن، فع**۔اوراصطلاحی نام: بحرمنسرح مثمن مطوی، مطوی، مطوی، منحور ہے

اس وزن میں آخری "فع" حاصل کرنے کے لیے زحاف نحر کا عمل کیا جاتا ہے یہ زحاف حذف، اور صلم کا مجموعہ ہے۔مفعولات پر صلم کے ذریعہ آخری رکن سے وتد مفروق۔لاتُ۔گرایا جاتا ہے۔جس سے مفعو بچا۔اوراس پر بہ عملِ زحاف حذف ایک سببِ خفیف گرایا جاتا ہے تو مف حاصل ہوتا ہے۔جس کو مانوس رکن۔فع سے بدل لیا جاتا ہے۔اسے منحور کہتے ہیں۔

☆☆☆

صفحہ نمبر 115 پر موصوف رقم طراز ہیں کہ

آخری رکن مفاعیلن ہوتو اس میں آخری ساکن حرف زیادہ کرنا غلط ہے (یہ واحد بحر ہے جس میں آخری ساکن حرف زیادہ کرنا غلط مانا جاتا ہے)

موصوف کو یہاں بہت بڑا تسامح ہوا ہے صرف بحر ہزج کی بات ہی کیوں کسی بھی سالم رکن پر ایک ساکن حرف زیادہ کرنا یعنی تسبیغ واذالہ کا عمل جائز نہیں

جولوگ ایسا کرتے ہیں وہ عروض کے مزاج سے واقف نہیں ہیں۔

☆☆☆☆☆

اسی صفحہ نمبر 115 پر میر کا ایک شعر

کچھ موج ہوا پیاں اے میر نظر آئی
شاید کہ بہار آئی زنجیر نظر آئی

بروزن بحر ہزج مثمن اخرب مفعولُ ، مفاعِیلن ، مفعولُ ، مفاعیلن کے تحت درج ہوا ہے۔ وزن تو بالکل صحیح ہے لیکن اس وزن کے اصطلاحی نام میں صرف اخرب لکھ کر چھوڑ دینا درست نہیں ، زحاف خرب ، حشوین میں وارد نہیں ہوتا۔ اس وزن کے حشو اول مفاعیلن پر سالم کا دھوکہ ضرور ہوتا ہے لیکن یہاں وہ سالم بن کر نہیں آیا ہے اور اسی طرح حشو دوم مفعول پر اخرب کا دھوکہ ہوتا ہے یہ بھی یہاں ہرگز اخرب نہیں ہے۔ دراصل یہ مفاعیل مفاعیل (مکفوف مکفوف) ہیں جس پر عمل تخنیق کی وجہ سے مفاعیلن ۔ مفعول کی صورت اختیار کیے ہوئے ہیں۔ اس لیے اس وزن کا اصطلاحی نام ہوگا۔ بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف ، مکفوف مخنق ، سالم۔ فاروقی صاحب کے اصطلاحی نام میں کف اور تخنیق کا اشارہ نہیں ملتا۔ مندرجہ بالا مذکورہ وزن کا اصل وزن یہ ہوا۔ مفعول۔ مفاعیل۔ مفاعیلن ، اور اس پر عمل تخنیق کے ذریعہ مزید اوزان حاصل ہوں گے۔ ان تمام اوزان کا خلط جائز بھی ہوگا۔

1) مفعول، مفاعیل، مفاعیل، مفاعیلن (اخرب، مکفوف، مکفوف، سالم)

2) مفعول، مفاعیل، مفاعیلن، مفعولن (اخرب، مکفوف، مکفوف، سالم مخنق)

3) مفعول، مفاعیلن، مفعول، مفاعیلن (اخرب، مکفوف، مکفوف مخنق، سالم)

4) مفعول، مفاعیلن، مفعولن، مفعولن (اخرب، مکفوف، مکفوف مخنق، سالم مخنق)

5) مفعولن، مفعول، مفاعیل، مفاعیلن (اخرب، مکفوف مخنق، مکفوف، سالم)

6)مفعولن،مفعول،مفاعیلن،مفعولن (اخرب،مکفوف مخنق ،مکفوف ،سالم مخنق)

7)مفعولن،مفعولن،مفعول،مفاعیلن (اخرب،مکفوف مخنق ،مکفوف مخنق ،سالم)

8)مفعولن،مفعولن،مفعولن،مفعولن (اخرب،مکفوف مخنق ،مکفوف مخنق ،سالم مخنق

ان تمام اوزان میں مفعولن کہیں بھی اخرم بن کر نہیں آیا ہے ۔ وہ مکفوف مخنق یا سالم مخنق ہے اس کے علاوہ اس وزن میں مفاعیل کی جگہ مفاعلن اور مفاعلن کی جگہ مفاعیل رکھ کر اور مزید اوزان حاصل کیے جا سکتے ہیں ۔خوف طوالت کی وجہ سے یہاں صرف اصل اوزان تحریر کر رہا ہوں ۔

1)مفعول،مفاعیل،مفاعیل،مفاعیلن (اس پر عمل تخنیق کیا جا چکا ہے)

2)مفعول،مفاعیل،مفاعلن،مفاعیلن

3)مفعول،مفاعلن،مفاعلن،مفاعیلن

4)مفعول،مفاعلن،مفاعیل،مفاعیلن

ان سب مندرجہ بالا اوزان پر عمل تخنیق فرمانے سے جتنے بھی اوزان دریافت ہوں گے ان سب کو مخلوط کیا جا سکتا ہے ۔

اسی صفحہ پر مرزا غالبؔ کا شعر

کہتے ہو نہ دیں گے دل ہم نے گر پڑا پایا
دل کہاں کہ گم کیجیے ہم نے مدعا پایا

بروزن بحر منسرح مثمن اشتر؛فاعلُن،مفاعَیلن،فاعِلن،مفاعَیلن

یہاں بھی ان سے یہی مغالطہ ہوا ہے وزن صحیح ہے لیکن اصطلاحی نام میں صرف اشتر لکھنا عروضی اصول نہیں ہے،اس وزن میں شتر،کف،قبض،تخنیق یعنی چار زحافات کا عمل ہوا ہے ۔ فاروقیؔ صاحب کے اصطلاحی نام میں زحاف شتر کے علاوہ دوسرے مزاحف کی وضاحت نہیں ہے ۔جس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں بھی

دھوکہ ہی ہوا ہے کہ اس وزن کے تیسرے رکن فاعلن کو اشتر سمجھا اور دوسرے رکن مفاعَیلن کو سالم ۔ جبکہ ایسا ہرگز نہیں ہے یہ دونوں رکن مفاعِیل ۔ مفاعِلن (مکفوف ،مقبوض) پر بذریعہ عمل تخنیق مفاعَیلن ۔، فاعِلن (مکفوف ،مقبوض مخنق)محصول ہوتے ہیں ۔شتر صرف صدر وابتدا کا زحاف ہے جیسا کہ اس وزن کے شروع میں آیا ہے لیکن تیسرے رکن کا فاعِلن مقبوض مخنق ہے ۔

اس کا اصل وزن فاعِلن۔مفاعیل۔مفاعلن۔مفاعَیلن (بحر ہزج مثمن اشتر مکفوف مقبوض سالم) ہے ۔اس میں بھی قاعدۂ معاقبہ کے تحت مفاعیل کی جگہ مفاعلن ۔اور مفاعلن کی جگہ مفاعیلُ رکھ کر یعنی ۔

1)فاعِلن۔مفاعیل۔مفاعیل۔مفاعَیلن

2)فاعِلن۔مفاعیل۔مفاعِلن۔مفاعَیلن

3)فاعِلن۔مفاعِلن۔مفاعلن۔مفاعَیلن

4)فاعِلن۔مفاعلن۔مفاعیل۔مفاعَیلن

ان تمام پر عمل تخنیق فرما کر مزید اوزان محصول کر لیے جا سکتے ہیں اور ان کا ایک نظم ،غزل یا شعر میں اجتماع کرنے سے کلام ناموزوں نہیں ہوتا (ایک ایک اصل وزن پر عمل تخنیق فرمانے سے کئی کئی اوزان دستیاب ہوتے ہیں)

☆☆☆

صفحہ نمبر 116 پر غالبؔ کا ایک شعر

ہوس کو ہے نشاط کار کیا کیا
نہ ہو مرنا تو جینے کا مزا کیا

وزن مفاعَیلن،مفاعَیلن، مفعولن اور اصطلاحی نام ؛ ہزج مسدس محذوف دیا ہے ۔نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وزن کا آخری رکن محذوف (فعولن) ہے مفعولن یہاں کتابت کی غلطی کی وجہ سے ہوا ہے ۔

☆☆☆

صفحہ نمبر 116 پر ہی نسیمؔ کا شعر

چلائی کون لے گیا گل
جنجھلائی کون دے گیا جل

بر وزن **مفعولن، فاعلن فعولن** ہزج مسدس اخرم اشتر مخذوف

اصطلاحی نام لکھا ہے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ کیا یہاں فاروقیؔ صاحب کے تحت **مفعولن** (اخرم) **فاعلن** (اشتر) بن کر آیا ہے؟ یہ حقیقت ہے کہ **مفعولن** (اخرم) مفاعیلن سے ضرور حاصل ہوتا ہے جو صدر و ابتدا سے مختص ہے لیکن اس وزن میں جو صدر و ابتدا کا **مفعولن** ہے وہ اخرم بن کر نہیں آیا اور اگر پہلے رکن **مفعولن** کو اخرم سمجھا گیا تو ہمیں دوسرا رکن فاعِلن کسی صورت بھی حاصل نہیں ہوسکتا۔ اشتر صدر و ابتدا میں آنے والا زحاف ہے۔ حشوین میں نہیں۔ فاروقیؔ صاحب اصطلاحی نام کی تجویز اور سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ اور ان کے مضمون کے پیراگراف نمبر 1۔6، 31۔6) میں یہ لکھا ہے کہ یہ دونوں اوزان ایک ہی شعر میں جمع ہو سکتے ہیں (یعنی 5۔31۔6، اور 6۔31۔6) اور اسی مثنوی سے ایک مثال بھی دی ہے۔ نسیمؔ ؎

لے لے کے بلائیں کاکلوں کی
پیشانی چومی پیٹھ ٹھونکی

نسیمؔ کے اشعار جن اوزان میں تقطیع ہوتے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے کہ فاروقیؔ صاحب کے پیراگراف نمبر (5۔31۔6) میں درج شدہ وزن بحر ہزج مسدس اخرب، مقبوض، مخذوف مفعول، مفاعلن، فعولن۔ نسیمؔ کی مثنوی کا اصل وزن ہے۔ اور اس پر عمل تخنیق کے ذریعہ جو بھی اوزان حاصل ہوں گے سب کا ایک شعر نظم یا غزل میں مخلوط کر جانا صحیح ہے اس لیے یہاں وارد مفعولن نہ اخرم

ہے اور نہ حشوین میں وارد فاعلن اشتر ہے۔ بلکہ مندرجہ بالا وزن رعایتی وزن ہے۔جس کا اصطلاحی نام یہ ہوگا۔ بحر ہزج مسدس اخرب ،مقبوض مخنق ،محذوف۔

☆☆☆

صفحہ نمبر 116 پر ہی موصوف خود اپنا ایک شعر بھی درج فرمائے ہیں۔ بروزن بحر ہزج مثمن مقبوض۔

مفاعِلن۔ مفاعلن۔ مفاعِلن۔مفاعِلن۔

شعر

زمیں پہ ننھے منھے پانو کے نشاں ہیں جابہ جا
کنارِ بحر ریت کا مکان بن کے مٹ گیا۔

وزن مع اصطلاحی نام بالکل صحیح ہے۔ مجھے بحث یہاں ان کے شعر، وزن اور نام سے نہیں ہے بلکہ لگے ہاتھ یہ بتانا مقصود ہے کہ اس شعر کے وزن کو بحر رجز مثمن سے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔صرف اصطلاحی نام بحر رجز مثمن مخبون ہوگا۔ البتہ مجھے یہاں ایک وضاحت یہ بھی کرنا ہے کہ اگر یہ وزن بحر ہزج سے حاصل کر لیا گیا ہے تو اس مزاحف کے **مفاعیل**(مکفوف)**مفاعلن** (مقبوض) کوایک دوسرے کی جگہ رکھا جاسکتا ہے اوراس طرح ان پر عمل تخنیق فرما کر کئی اوراوزان بھی نکالے جاسکتے ہیں جن کا ایک غزل، یانظم ،شعرمیں جمع کرنا درست ہے۔اسی طرح بحر رجز مثمن سے بھی حاصل کیے جانے والے مزاحف وزن میں **مفاعِلن** (مخبون) **مفتعِلن** (مطوی) اوران دونوں کی جگہ پر **مفعولن** رکھ کر یعنی عمل تسکین اوسط مزید اوزان برآمد کیے جاسکتے ہیں ایک میں یعنی بحر ہزج میں عمل تخنیق کارفرما ہے تو دوسری میں یعنی بحر رجز میں عمل تسکین۔ یہاں یہ احتمال ضروری ہوگا کہ بحر کا تعین پہلے شعر یا مطلع سے کیا جائے کہ کس بحر سے متعلق ہے پھر اس پر اس بحر کے تحت مزاحف کا عمل کیا جائے۔اور پھر تمام اشعار کو بھی اسی بحر کے مزاحف اوزان میں ہونا چاہیے

چونکہ اس طرح کے مزاحف اوزان میں بحور کا خلط ملط ہو جانے کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے اور ایسی صورت میں عمل زحافات کی عدم واقفیت کی وجہ سے ایسا کر جاتے ہیں کہ بحر ہزج مثمن کے مزاحف ۔مفاعیل، مفاعلن اور بحر رجز مثمن کے مزاحف **مفتعلن مفاعلن مفعولن** کو ایک دوسرے کی جگہ رکھ جاتے ہیں جو درست نہیں ہے۔

☆☆☆

صفحہ نمبر 117 پر بحر ہزج مثمن اشتر مقبوض؛ **فاعِلن، مفاعِلن، فاعلن، مفاعلن** کے تحت ساقی فاروقی کا شعر درج ہے۔

اے ہوائے خوش خبر، اب نویدِ سنگ دے
مرے جیب و آستیں، میرے خوں سے رنگ دے

پہلے تو اس شعر کو بحر ہزج میں بتانا عروضی ناسمجھی ہے یہ وزن بحر ہزج سے حاصل ہی نہیں کیا جا سکتا۔**فاعلن** (اشتر) جو صدر و ابتدا میں ہے درست ہے۔ دوسرا **فاعلن** جو حشو دوم میں ورود ہے قاعدۂ عروض میں جائز نہیں ہے۔ ان کے دیے ہوئے وزن کا صحیح اصطلاحی نام یہ ہونے چاہیے۔

1) بحر رجز مثمن: **فاعِلن، مفاعِلن، فاعِلن، مفاعِلن** (مرفوع، مخبون، مرفوع، مخبون)

2) بحر وسیع مثمن: **فاعِلن، مفاعِلن، فاعِلن، مفاعِلن** (سالم، مخبون سالم، مخبون)

3) بحر مدید مثمن: **فاعِلاتُ، فاعِلن، فاعِلات، فاعِلن** (مکفوف، سالم، مکفوف، سالم)

4) بحر مقتضب مثمن: **فاعِلاتُ، فاعِلن، فاعِلات، فاعِلن** (مطوی، مرفوع، مطوی، مرفوع)

ان مندرجہ بالا اوزان میں ساقی فاروقی کا شعر بہ احسن تقطیع کیا جا سکتا ہے۔

☆☆☆

صفحہ نمبر 117 پر مثنوی کی بحروں کے ذکر میں کچھ اوزان غلط املوں سے درج ہیں۔

فاعِلاتن، مفاعلن، فعِلن /فَعلُن (بحر خفیف مسدس مطوی مخبون محذوف/مقطوع)

اس کا صحیح املا یہ ہونا چاہیے۔

فاعِلاتن، مفا عِ لن، فعِلن /فَعلُن (اصطلاحی نام؛ بحر خفیف مسدس سالم مخبون مخبون محذوف/مخبون محذوف مسکن یا مخبون مقطوع)

ایک اور مثنوی کا وزن اسی صفحہ پر یوں تحریر فرمائے ہیں

مفعول، مفاعِلن، فعولن /مفعولُن، فاعِلن، فعولن (جس کا اصطلاحی نام بحر ہزج مسدس اخرب، مقبوض، محذوف/ اخرم، اشتر، محذوف)

فاضل مصنف کے بحریں و زحافات جیسے عالمانہ مضمون پر مجھے کچھ اعتراض ہے تو بس یہ کہ وہ عروض کے مزاج کو سمجھے بغیر ہی تحریر فرما گئے ہیں نتیجتاً بہت ساری اغلاط در آ گئی ہیں۔ انہوں نے پہلے وزن کا اصطلاحی نام تو بالکل صحیح لکھا اور دوسرے کا اتنا ہی غلط، جبکہ ان اوزان کو بہ غور دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ دوسرا پہلے کا رعایتی وزن ہے۔ یہ بات تو قابل غور و فکر ہے کہ ایک وزن میں اخرب مقبوض لایا گیا ہے تو اس کے دوسرے وزن (یعنی رعایتی وزن) میں اخرم اور اشتر کیسے لایا جائے گا اور پھر ان کو مخلوط کس قاعدے کے بنا پر کیا جائے گا۔ یہ سراسر غلط فہمی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ دوسرے وزن کا اصطلاحی نام" اخرب مقبوض مخنق، محذوف ہونا چاہیے، واضح ہوا کہ اس وزن میں نہ زحاف خرم کا عمل ہے نہ شتر کا۔

اسی صفحہ پر ایک وزن مفتعلن، مفتعلن، فاعِلن (بحر سریع مسدس مطوی مکشوف) میں درج ہے جبکہ اصطلاحی نام یہ ہونا چاہیے بحر رجز مسدس مطوی مطوی مرفوع اور اس وزن کو بحر سریع مسدس مطوی مطوی مطوی مکشوف بتانا ہو تو املا یوں ہونا چاہیے۔

مفتعلن، مفتعلن فا عِ لن

اور یہ وزن بحر کامل مسدس سے بھی حاصل کر لیا جا سکتا ہے جس کا اصطلاحی نام مخزول، مخزول، مضمر مرفوع ہوتا ہے۔

آگے اسی صفحہ پر کچھ اس طرح لکھا ہے کہ

میرؔ کی کچھ مشہور مثنویاں

متقارب مثمن اثرم، اثلم (فَعلُ فعولن فَعلُن فَعلُن) کی مختلف شکلوں میں (جن کا ایک ہی نظم میں ملانا جائز ہے) کہی گئی ہیں،

موصوف کو یہ جان لینا چاہیے تھا کہ یہ وزن بحر متقارب مثمن اثرم، مقبوض، مقبوض، سالم (فعلُ فعول فعولُ فعولن) کے رعایتی وزن میں سے ہے۔، اس کی وضاحت بھی میں اسی مضمون میں بحر میرؔ میں کر دی ہے کہ اس وزن کے حشو میں اثلم کا ذکر درست نہیں ہے۔

کلام اقبالؔ کا عروضی تجزیہ

اقبال ایک عظیم شاعر ہے اس پر کس کو کلام ہوسکتا ہے۔ علامہ اقبال کی شاعرانہ عظمت کا اسی سے زندہ لگایا جا سکتا ہے کہ اب تک اقبال پر کیا کچھ نہیں لکھا گیا ہے۔ بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ لکھا جا رہا ہے۔ اور آگے بھی لکھا جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر لکھنے والے نے اقبالؔ کے حوالے سے لکھنے کو اپنا حق جانا۔ اور یہ شعوری کوشش ہمیشہ سے ہے اور رہے گی۔ اور اقبال کے شعری کائنات کا سفر کرنے والا وہاں سے کوئی ستارہ تو کوئی خاک لے آتا ہے۔ ان مختصر تمہیدی کلمات کے ساتھ عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے اس مضمون کا مقصود ہرگز کسی کو زک پہنچانا نہیں بلکہ کلام اقبالؔ کا عروضی تجزیہ منصفانہ طور سے پیش کرنا ہے۔ میرے زیرِ مطالعہ عروضی تجزیاتی دو مضامین ہیں۔ دو معتبر شخصیات کے خامہ فرسائی کا نتیجہ ہے۔

1) اقبالؔ کے اردو کلام کا عروضی مطالعہ، از گیان چند جین (مشمولہ "اقبال کا فن" مرتبہ گوپی چند نارنگ

سن اشاعت سوم، 2001ء)

2)اقبال کا عروضی نظام ،ازشمس الرحمٰن فاروقی (عروض،آہنگ وبیان،سن اشاعت 2004ء)

گیان چندجین اور فاروقی صاحب اس پہلو پر جو روشنی ڈالی ہے ، قابل ستائش ہے ، گیان چند صاحب کے جدولِ اوزانِ اشعار یا نظموں میں بحروں کے اصطلاحی نام اور ارکانِ اوزان کے املا غلط تحریر کیے گئے ہیں ، اور کلامِ اقبالؔ کو ایک دو غیر حقیقی اوزان کے تحت درج کیا گیا ہے جس کی وجہ سے ان کے جدول میں دیے گئے بحریں و اوزان کی تعداد و تناسب اشعار میں فرق آنے کے امکانات سے انکار کیسے کیا جا سکتا ہے ۔

شمس الرحمان فاروقی صاحب کا مضمون ظاہر ہے اس مضمون کے بعد لکھا گیا ہے ۔ اس میں وہی ساری پیچدگیاں پائی جاتی ہیں ۔ جو گیان چندجین کے یہاں ہیں ۔ ایسی صورت میں ایک واضح ، مدلل و معقول مبسوط بحث درکار ہے اسی بات کے پیش نظر ان دونوں مضامین کا از سر نو مطالعہ کیا اور ان کا فنی تجزیہ و محاکمہ ضروری سمجھا ۔

گیان چندجین صاحب کے مضمون سے جو نکات سامنے آتے ہیں وہ یہ ہیں

1)اقبالؔ نے اپنے اردو کلام کے لیے 24 اوزان کا استعمال کیا ہے۔

2) فارسی میں بھی اقبال نے 24 اوزان کے علاوہ کسی اور وزن میں کچھ نہیں کہا بلکہ ان سب میں بھی نہیں ۔

3)ایک ہندی وزن سرسی کو اقبال نے برتا ہے۔

فاروقی صاحب کے مضمون سے جو باتیں سامنے آتی ہیں وہ یہ ہیں

1)اقبالؔ نے اپنے اردو کلام میں صرف 24 بحریں استعمال کی ہیں۔

2)ایک آدھ کے علاوہ اقبال نے تمام بحریں وہی استعمال کی ہیں جو تمام اردو شاعری میں عام

اورمروج ہیں۔

3)ایک ہندی کا سرسی چھند اقبالؔ نے برتا ہے۔

ان دونوں مضامین میں کلام اقبال کی موزونیت کو زیر بحث لایا نہیں گیا ہے علاوہ اس کے کلام کے دیگر لوازم ومحاسن پر یہ بحث خوب معلوم ہوتی ہے۔نہایت افسوس کی بات ہے دونوں مضامین میں فنی وعروضی تسامحات در آ گئے ہیں۔جن کی نشاندہی از حد ضروری ہے،

ڈاکٹر گیان چند صاحب نے علامہ اقبال کے تمام مجموعہ ہاے کلام اردو سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اقبالؔ نے کل24 اوزان میں اپنے کلام کو کہا ہے اسی بات کی وضاحت شمس الرحمان فاروقی صاحب کے مضمون میں بھی ہوجاتی ہے۔ مہر تصدیق کا کام کرتی ہے۔

ان مضامین کے مطالعہ سے یہ بات تو واضح ہوجاتی ہے کہ اقبال کا کلام اردو کل دس بحروں۔'رمل، ہزج، رجز، کامل، متقارب، متدارک، مضارع، مجتث، منسرح، خفیف' کے 23 اوزان اور ایک ہندی وزن سرسی چھند پر محیط ہے۔

کلام اقبالؔ کے عمدہ ہونے میں جہاں دیگر شعری لوازمات ومحاسنات ،الفاظ کی بندش،مطالعہ ومشاہدہ،فکر کی گہرائی وگیرائی ،خیالات میں بلندی اور طرزِ اظہار کو دخل ضرور ہے وہیں ان کے کلام میں بحریں واوزان کے برتنے کا سلیقہ خاص ہے۔معلوم ہونا چاہیے کہ بحریں واوزان اپنے اندر ایک مخصوص ترنم اورمزاج رکھتے ہیں اوروہ کمال شاعر پر جاتا ہے کہ وہ کس سلیقہ سے برتتا ہے۔کلام اقبال کی خوش آہنگی میں بحرواوزان کے انتخاب اوراس کے برتنے کو لے کر ایک الگ بحث ہوسکتی ہے۔

کلام اقبال کے مطالعہ سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے جوان کے بلندی

کلام کی وجہ سے نظر نہیں آتی ، وہ یہ کہ اقبال فن عروض سے دوسرے شعرا کی طرح اپنے دامن کو بچاتے نظر آتے ہیں ۔

اقبالؔ تلوک چند محرومؔ سے گفتگو کے دوران عروض کے بارے میں جو کہا تھا ،محرومؔ نے آزادؔ سے اس کا ذکر بھی کیا تھا۔ میں نے عروض سبقاً سبقاً پڑھا ہے ۔" ویسے شاعروں کے لیے عروض جاننے کی ضرورت نہیں ہاں استادی شاگردی کے لیے عروض جاننا ضروری ہے" ۔ (نقوش شخصیات نمبر ص965)

جب اقبال خود اعتراف کرتے ہیں کہ وہ عروض کو ضرورتِ شاعری کی حد تک سیکھا ہے ۔اب وہ اقبال اپنی شاعری میں عروضی تجربہ کیوں کر کریں گے؟ ۔ یہ کہنا سراسر ظلم اور بہتان ہے کہ اقبال نے عروضی تجربے کیے ہیں اور یہ بھی غلط ہے کہ اقبال کا کلام صرف ایک جگہ مخدوش پایا جاتا ہے ۔

مطالعۂ کلام اقبال سے یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اقبال نے اپنے بیش بہا کلام چاروں مجموعہ ہاے کلام اردو" بانگ درا ، بالِ جبرئیل ، ضرب کلیم ، اورارمغان حجاز" کو صرف چند اوزان پر محیط رکھا ہے یہاں تک وہ اپنی طویل تر نظموں میں بھی رعایتی اوزان (جہاں اس کی خوب گنجائش نکلتی ہے) کا فائدہ نہیں اٹھاتے یعنی وہ ایک آدھ جگہ چھوڑ کر عمل تسکین اوسط اور عمل تخنیق کو بروے کار لا کر زیادہ تجربہ نہیں کر پائے ۔

اقبال کی عروض دانی کا کیا عالم ہے؟ یہ ایک بالکل الگ بحث ہے لیکن یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ اقبال عروض سے دور ہی رہے ۔اور دوسرے شعرا کی طرح مروج ومستعمل بحریں واوزان میں ہی شاعری کی ۔البتہ یہاں یہ کہنا بہتر ہوگا کہ اس کا ایک فائدہ ضرور ہوا کہ اقبالؔ جیسا عظیم شاعر اردو زبان کو حاصل ہوا ۔

میری ناقص فکر یہ ہے کہ اگر وہ عروض میں سر کھپاتے تو شاید اتنی اچھی شاعری کبھی نہیں کر پاتے ۔ مجھے اس طرح یہ بھی نہیں کہنا ہے کہ فن سے بے اعتنائی

برتنا اچھی شاعری کی ضمانت ہے یا وہی اچھے شاعر رہے ہیں جو عروض سے نابلد رہے ہیں ۔اگر ایسا ہوتا تو آج نثری شاعری کا مقام کچھ اور ہوتا۔ چند کلماتِ تمہید کے بعد یہ کہا جائے تو کیا غلط ہے کہ اچھی شاعری وہ ہے جس میں فنی خوبیاں نہ ہوں تو فنی خامیاں بھی نہ ہوں ۔

اچھی یا بڑی شاعری کا یہ پیمانہ بھی نہیں کہ شاعر زیادہ سے زیادہ بحریں اور اوزان کا استعمال کیا ہو۔ اقبالؔ سے پہلے بھی بڑے شاعر ہوئے ہیں جس میں غالب کا نام لیا جا سکتا ہے کہ ان کا کلام بھی صرف چند رواں بحروں پر مشتمل ہے ۔متذکرہ دونوں ہی مضامین تحقیقی نوعیت کے ہیں ۔اس میں دونوں حضرات نے اپنے طور پر کلام اقبال کا عروضی جائزہ لینے کی بہترین سعی کیے ہیں ۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ اس میں عروضی جائزہ کا مطلب یہ نہیں نکالنا چاہیے کہ انہوں نے علامہ اقبال کے موزوں یا ناموزوں کلام کا تجزیہ کیا ہو۔ اور دونوں ہی فاضل مصنفین اس بات پر متفق ہیں کہ اقبال کے صرف ایک مصرعہ میں عروضی غلطی پاتے ہیں ۔

دونوں تجزیے ومحاکے بہت ساری اغلاط کے درکھولتے ہیں جو نہ صرف گمراہی پیدا کرتے ہیں بلکہ اقبال کی بلند اور نپی تلی شاعری کو بھی مشکوک بنا کر چھوڑ دیتی ہیں ۔نہیں معلوم ان کے نزدیک مندرجہ ذیل یہ مصرعے کیا عروضی وفنی حیثیت رکھتے ہیں ۔

1۔سلسلۂ روز وشب ،نقش گرحادثات
2۔قطرۂ خونِ جگر سِل کوبناتاہے دل
3۔نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگرکے بغیر

یہ تینوں ہی مصرعے اقبال کی مشہور نظم"مسجد قرطبہ" سے ہیں ۔ظاہر ہے کہ ایک نظم سے ہیں ،لیکن مختلف الوزن میں ہیں ، بالترتیب مصرعہ نمبر 1 بحروزن اور اصطلاحی نام ہے ۔

بحر رجز مثمن مطوی، مرفوع، مطوی، مطوی اعرج

مفتعِلن، فاعلن، مفتعِلن، فا عِ لان

مصرعہ نمبر ۲:۔ بحر وزن اور اصطلاحی نام۔

بحر بسیط مثمن

مطوی، سالم، مطوی، سالم

مفتعِلن، فاعِلن، مفتعِلن، فاعِلن،

(اس حشو اول میں اذالہ کی گنجائش تو دور کی بات ہے اس کے عروض وضرب میں بھی اذالہ کی اجازت نہیں بلکہ یہ مسلمہ کلیہ ہے کی کسی بھی سالم رکن پر تسبیغ واذالہ امر ممتنع ہے)

مصرعہ نمبر ۳ بحر ووزن اور اصطلاحی نام

بحر منسرح مثمن۔

مطوی مطوی مطوی، مطوی موقوف

مفتعِلن، فا عِ لاتُ، مفتعِلن، فا عِ لان

گیان چند جین اپنے اس قیمتی مضمون میں جدول نمبر ا کے وزن نمبر ۱۱ پر ایک ہی جگہ دو اوزان دیے ہیں۔ اور صفحہ نمبر ۱۰۵ پر جس طرح اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں وہ بڑی ہی مضحکہ خیز معلوم ہوتی ہے۔

بسیط میں فاعِلن کی جگہ فاعِلات نہیں لایا جا سکتا لیکن منسرح میں دونوں جگہ فاعِلاتُ کو بدل کر فاعِلن بھی لا سکتے ہیں۔ اقبالؔ نے فاعِلن کے علاوہ فاعِلات بھی باندھا ہے مثلاً

نقش ہیں سب ناتمام، خون جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام، خون جگر کے بغیر

اس لیے ان کی تقطیع بسیط میں نہ کر کے منسرح میں کی جائے۔

اور پھر صفحہ نمبر 106 پر کچھ یوں رقم طراز ہیں۔

یہ وزن گیارہویں وزن مفتعِلن ، فاعِلن ، مفتعِلن ، فاعِلن ، کا جوڑی دار ہے حالانکہ وہ منسرح یا بسیط میں تھا اور یہ رجز میں ہے لیکن دونوں کا مزاج یکساں ہے۔

گیان چندجین صاحب نے اسے کون سے کلیہ یا قاعدہ کے تحت کہا وہی جانیں۔ بڑے لوگوں کی بڑی بات ہے۔ان کی چھوٹی بات بھی چھوٹی نہیں ہوتی۔اسی طرح ان کی چھوٹی غلطی بھی چھوٹی نہیں ہوتی۔ان کی کھینچی گئی ہر آڑی ترچھی لکیریں بھی مستند ومعتبر شکل اختیار کر جاتی ہیں۔اس لیے ان حضرات کو اس طرح کی گمراہ کن باتوں سے جہاں تک ہو سکے اجتناب کرنا چاہیے۔گیان چیندجین صاحب کلام اقبالؔ کا صحیح طور پر فنی محاکمہ نہیں کر پائے۔اور مہمل سی وضاحت لکھ کر التباس پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

پھر اب یہاں یہ دیکھنا ہوگا کہ اقبال کی یہ نظم کس بحر کے مزاحف وزن میں تقطیع ہوتی ہے۔تینوں اوزان میں تو تقطیع نہیں کی جا سکتی۔اس نظم کے بعض مصرعے بحر بسیط میں قطع ہوتے ہیں تو بعض بحر رجز کے مزاحف وزن میں تو کچھ مصرعے ایسے ہیں جو بحر منسرح میں چلے جاتے ہیں۔اور اسے کوئی عروضی تجربہ کہنا ہے تو کہے لیکن از روئے عروض یہ بالکل صحیح نہیں ہے۔اور ایسے مصاریع ناموزوں کلام کے زمرے میں آتے ہیں۔

موصوف کا بحر بسیط کے فاعِلن کے متعلق لکھنا صحیح ہے کہ اس کے عروض وضرب میں ایک ساکن حرف زائد یعنی اذالہ کا عمل نہیں کیا جا سکتا اس لیے فاعِلن" یہاں رکنِ سالم ہے کسی بھی سالم رکن پر تسبیغ یا اذالہ کا عمل کرنا امر ممتنع ہے اب اس کے حشو میں ایک حرف متحرک زائد کرنا کیسے برداشت کیا جا سکتا ہے۔

بحر رجز کے مزاحف وزن میں بھی حشو اول کے فاعلن پر اذالہ کا عمل نہیں کیا جا سکتا۔ اور اقبال کی نظموں میں جہاں بھی ایسا کیا گیا ہے وہ حشو اول میں ہوا ہے جو قاعدہ عروض سے غلط قرار دیا جاتا ہے۔

نقش ہیں سب ناتمام خون جگر کے بغیر تمام کا میم ساقط الوزن ہوا۔ حشو ین میں ساکن دوم ہمیشہ ہی متحرک بن کر وارد ہوتا ہے یہاں اسے کسی بھی صورت موقوف نہیں بنا سکتے۔ جب تک یہ نظم ہئیت کے اعتبار سے مسمط نہیں ہوتی یا وزن مضاعف نہیں کر لیا جاتا لیکن یہاں بھی سالم رکن پر تسبیغ و اذالہ نہیں ہو سکتا۔

بحر منسرح کے فاعِ لات (حشو اول میں وارد) اس رکن کا آخر حرف متحرک ہے نہ اسے ساکن کر سکتے ہیں اور نہ گرا سکتے ہیں بحر منسرح کے رکن دوم کی فرع فاعِ لات (مطوی) حاصل کرنے کے لیے مفعولات سے چوتھا حرف ساکن گرایا جاتا ہے۔

مفع لات بچتا ہے جسے مانوس رکن فاعِ لات سے بدل لیتے ہیں اور اس کے آخری حرف "ت" کو گرائے جانے کی کیا تُک ہے۔

موصوف کا کہنا روشِ عروض سے ہٹ کر ہے بالکل اس بات کو وہ سمجھ نہیں پائے ہیں اور درمیانی راہ نکالے ہوئے ہیں۔ اور بغیر اصول فاعِ لات کو فاعِ لن اور فاعِ لن کو فاعِ لات کرتے جاتے ہیں۔

بات واضح ہو گئی کہ یہ تینوں اوزان نہ صرف مختلف ہیں بلکہ مختلف دائروں سے مستخرج بھی ہیں۔ بحر منسرح دائرۂ متوافقہ سے، بحر رجز دائرۂ مجتلبہ سے، اور بحر بسیط دائرۂ مختلفہ سے۔ اب اس پر اہل فن فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کیا ان سب کا اختلاط درست ہے یا کہ غلط؟

☆☆☆

شمس الرحمانی فاروقی صاحب" عروض، آہنگ و بیان" کے صفحہ 196

پر حسرت موہانی کی سقوط حرف ک، کی ایک مثال پر معترض ہیں۔

شعر حالی کا ہے

بادصبا گئی پھونک کیاجانے کان میں کیا
پھولے نہیں سماتے غنچے جو پیرہن میں

شعر بحر مضارع کی مشہور شکل مثمن اخرب (**مفعول، فاعِ لاتن، مفعول، فاعِ لاتن** دوبار) وزن پر کہا گیا ہے کہ مولانا کا خیال ہے کہ" بادصبا پھونک گئی میں کاف ساقط الوزن ہے اس حیرت انگیز انکشاف کی روشنی میں یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ حسرت موہانی عروض سے نابلد تھے ورنہ وہ ایسے تصرف کو جو تمام شاعروں نے روا رکھا ہے اور جسے عروضی اساتذہ بھی صحیح قرار دیتے ہیں۔ معرضِ اعتراض میں نہ لاتے"۔

حسرت موہانی کی عروض دانی پر سوال اٹھانا ایک الگ چیز ہے کہ وہ اس فن میں کہاں تک دسترس رکھتے تھے لیکن خود معترض فاروقی صاحب یہاں یہ سمجھنے سے قاصر رہے ہیں کہ حالی کا یہ شعر مختلف الوزن میں ہے۔ صرف ایک حرف متحرک کے زائد سے وزن بدل گیا ہے۔ اوران کے دیے گئے وزن کے نام میں بھی یہ اشارہ واضح طور پر ملتا ہے کہ وہ خود صحیح وزن کے تعین میں دھوکہ کھا گئے ہیں۔ صرف" اخرب" کہنا درست نہیں۔ مولانا حسرت نے جس نکتہ کو سامنے رکھ کر اعتراض کیا ہے اس تک پہنچنے کے لیے وزن اوراس کا صحیح اصطلاحی نام دیکھنا ہوگا۔ پھر فنی طور سے اس کا صحیح تجزیہ ہوجائے گا۔ دراصل مصرعۂ اول کا وزن ہے۔

مفعول، فاعِ لاتن، مفاعیل، فاعِ لاتن

اصطلاحی نام ہوتا ہے۔ بحر مضارع مثمن اخرب، سالم، مکفوف، سالم

معلوم ہو کہ رکن دوم فاعِ لاتن سالم ہے اوراس سالم پر تسبیغ جائز نہیں

۔کسی بھی سالم رکن میں تسبیغ یا اذالہ کا رِشنیع سمجھا جائے گا۔اور اس وزن میں عمل تخنیق کی گنجائش نہیں البتہ عمل معاقبہ کے تحت مفاعیل کی جگہ فاعِلن لایا جا سکتا ہے۔ یہ واضح ہو کہ پوری کی پوری غزل بانظم کو یا شعر کو اسی ایک وزن میں باندھنا ہوگا۔

مصرعۂ ثانی کا وزن ہے۔**مفعول فاعِ لات، مفاعیل، فاع لاتن**

اصطلاحی نام ہوتا ہے۔بحر مضارع مثمن اخرب،مکفوف،مکفوف،سالم۔اس پر عمل تخنیق فرمایا جاتا ہے۔**مفعول، فاعِ لاتن، مفعول، فاعِ لاتن**

حالی کے شعر کا دوسرا وزن حاصل ہوا۔اب یہاں درمیانی رکن" فاعِ لاتن" یعنی مابعد رکن سے مل کر یہ شکل اختیار کر لی ہے جو سالم کی طرح ہے لیکن سالم نہیں مکفوف ہی ہے اور اس پر تسبیغ کیا جا سکتا ہے وہ بھی وزن کے دو ٹکڑے بنائے جانے کے بعد۔غور کرنے کی بات یہ بھی ہے کہ آخری رکن اب بھی سالم ہی ہے اس پہ آخری رکن پر تسبیغ نہیں کر سکتے۔اس لیے ایسی جگہ شعرا محتاط ہی رہنا اچھا ہے۔

اسی موقعے پر ایک وضاحت اور کر دوں کہ یہ وزن دو حصوں میں منقسم ہوتا ہے تو بحر مضارع مربع مضاعف کہلاتی ہے اور اس مربع مضاعف میں پہلا رکن اخرب ہی ہے اور دوسرا رکن یعنی آخری رکن ہوا تو سالم ہی ہے۔اور سالم کو مسبغ یا مذال نہیں بنایا جا سکتا۔اس تفصیل کے بعد حالی کا شعر فنی اعتبار سے ناموزوں قرار دیا جاتا ہے یوں کہ یہاں پر تسبیغ کا موقع نہیں ہے۔کچھ ایسا ہی معاملہ کلام اقبال میں دیکھا جا سکتا ہے جن پر از سرنو غور فرما کر صحیح استنباط کی ضرورت ہے۔

میں یہ پوچھنے پر حق بجانب ہوں کہ کوئی غیر معروف شاعر ایسا کرتا ہے تو کیا وہ اسے جائز قرار دیتے؟ نہیں۔وہ ایسا نہیں کرتے فوراً اس پر کلام

ناموزوں کا فتویٰ صادر فرماتے اور فرمانا بھی چاہیے۔

ایک جگہ عروض کی آڑ لیں دوسری جگہ عروض کی دھجیاں اڑائی جائیں۔ ایسا کرنا قابلِ مذمت نہیں تو کیا ہے اقبال تو محض شاعری کی ہے عروضی یا فنی شعبدہ بازیوں میں پڑھنے سے گریز کیا ہے یہ تو ان کا کام تھا جو نام نہاد عروضی کہلاتے رہے کہ فن کی کسوٹی پر اقبال کو پرکھ کر دیکھتے اور صحیح نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

علامہ اقبالؔ اپنی بیشتر نظموں میں مختلف الاوزان کو اختلاط کر جاتے ہیں کبھی کبھی تو ایک شعر میں دو مصرعے الگ الگ بحروں کے مزاحف میں چلے جاتے ہیں اور ایسے اشعار بکثرت پائے جاتے ہیں۔

اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ شاعر اقبال اصل وزن کو رعایتی اوزان میں کلام نہیں کہتے۔ مختلف بحروں کے مختلف اوزان کے ایک شعر میں خلط کرنا کیسے پسند فرمائیں گے۔ یہاں اقبال نے اہلِ فارسی کے اتباع کی ہے۔ جو اردو کے لیے غلط روش ہے اہل فارسی نے فن عروض میں جو تصرفات کیے ہیں وہ عروضِ خلیل کے منافی ہیں۔ یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا علامہ اقبال کو یہاں زبردست مغالطہ ہوا ہے یا کسی بات کے پیش نظر اقبال نے ایسا کیا۔ شاید کسی کی اب تک اس پر نظر نہیں گئی۔ اقبال کی یہ نظمیں صنعت مسمط میں بھی نہیں ہیں کہ جہاں ایسی صورت نکل آتی ہے کہ نظموں میں مصرعے وزن کے دو برابر حصوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں اور اس کے حشو اول عروض وضرب کی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں اور یہاں تسبیغ یا اذالہ کی گنجائش نکل آتی ہے۔

البتہ اقبال کو اس بات پر ملکہ حاصل ہے کہ وہ غیر مسمط نظموں کو بھی دو برابر حصوں میں منقسم کرتے ہیں اور آخر تک اس کا التزام بھی رکھتے ہیں یہی جگہ ہے جہاں وہ وقفہ کا بہترین استعمال کرتے ہیں اور اسے فن کے درجہ تک پہنچا دیتے ہیں۔

اقبال نے وقفے کے فن کو بے مثال خوبی سے استعمال کیا ہے ہماری جن بحروں میں وقفہ لازمی ہوتا ہے (اگرچہ عروضی اعتبار سے اس کا کوئی مقام نہیں) انہیں شکستہ بحر یا بحر مکرر کہتے ہیں۔ (عروض، آہنگ اور بیان ص297)

شکستہ بحر یا بحر مکرر میں وقفہ لایا جا سکتا ہے علاوہ اس کے ایسی بحریں یا اوزان ہیں جن میں وقفہ لانا شاعر کو اختیار ہوتا ہے اور وقفہ گو کہ لازمی چیز نہیں بھی ہے لیکن اس کے استعمال سے جو حسن پیدا ہوتا ہے اس سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا۔

اقبال کی اس خوبی کو شمس الرحمان فاروقی نے نظم شکوہ کے اس بند سے واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ نظم بحر رمل سالم، مخبون مخبون، مخبون محذوف، فاعِلاتن، فعِلاتن۔ فعِلاتن۔ فعِلن۔ کے وزن پر تقطیع ہوتی ہے۔

، فاعِلاتن، فعِلا/تن۔ فعِلاتن۔ فعِلن۔ (فع، فعولن، فعِلن/فعلُ، فعولن، فعِلن)

کِوں زیاں کاربنوں/سودفراموش رہوں
فکرِ فردانہ کروں/محو غم دوش رہوں
نالے بلبل کے سنوں/اورہمہ تن گوش رہوں
ہم نوا میں بھی کوئی /گل ہوں کہ خاموش رہوں
جرات آموزمری/تاب سخن ہے مجھ کو
شکوہ اللہ سے خا/کم بدہن ہے مجھ کو

،، فاعِلاتن فعلن اس کو ایک اور طرح سے پڑھیں تو فع فعولن فعِلن (یعنی جب دوسرے رکن کا فعِلاتن دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تو پہلا حصہ فعلن پر ختم ہوا اور دوسرا حصہ اگلے رکن سے مل کر فعلُ فعولن کی شکل اختیار کر گیا) لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ ایسی بحر کو جو دراصل ، فاعِلاتن، فعِلاتن۔ فعِلاتن۔ فعِلن۔ کا وزن رکھتی ہے۔ اقبال نے دو حصوں میں اس طرح منقسم کیا کہ

تقریباً برابر وزن کے دو مصرعے حاصل ہو گئے۔ فع فعولن اور فعل فعولن فعلن۔"

اگر اقبال کے اس بند کو بحر رجز مثمن کے مزاحف وزن فاعلن مفتعلن مفتعلن مفتعلن (مرفوع مطوی مطوی مطوی) میں تقطیع فرمائیں گے تو ہر مصرعہ دو ٹکڑوں میں برابر کا تقسیم ہوتا ہے میری ناقص رائے میں اس نظم کے چند مصرعے بحر رمل میں تقطیع نہیں ہوتے تو یہ نظم ضرور بحر رجز میں ہوتے ہیں۔

فاعِلن مفتعلن/ مفتعلن مفتعلن
کیوں زیاں کار بنوں/سود فراموش رہوں
فکرِ فردا نہ کروں/محوِ غم دوش رہوں
نالے بلبل کے سنوں/اور ہمہ تن گوش رہوں
ہم نوا میں بھی کوئی/گل ہوں کہ خاموش رہوں
جرات آموز مری/تابِ سخن ہے مجھ کو
شکوہ اللہ سے خا/کم بدہن ہے مجھ کو

شمس الرحمان فاروقی کی عروض، آہنگ اور بیان کے اپنے ایک مضمون اقبال کا عروضی نظام 295 ص میں بڑی پتے کی بات لکھی ہے۔

"دنیا کے اکثر عروضی اس بات پر متفق ہیں کہ بحر کا استعمال ایسا ہونا چاہیے کہ بحر نہ بدلے لیکن اس میں یکسانیت بھی نہ ہو"۔

اردو کا ایک ایسا واحد عروض ہے جسے دوسری زبان کے عروض پر فوقیت حاصل ہے جو ایک نظم یا غزل میں ایک بحر سے حاصل کئی مزاحف کا اختلاط جائز قرار دیتا ہے بشرطیکہ وہ مسلمہ قواعد سے حاصل ہوئے ہوں اسی لیے تو عمل تسکین اوسط، عمل تخنیق، عمل معاقبہ سے اصول مرتب کیے گئے ہیں۔ عروض میں ایسے ایسے اصول ہیں جو ہمیں آسانیاں فراہم کرتے ہیں افسوس کہ ہماری کوتاہ

ذہنی ہے کہ سمجھ نہیں پاتے ۔ بزعم خویش عروضی اردو عروض کی مزید تسہیل کاری کے نام پر نئے نئے ارشادات واجتہادات ، ایجادات واختراعات جیسی چیزیں فیشن کی طرح عام کرگئیں اور اس بنے بنائے فن کو اور بھی گنجلک وثقیل بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ۔ بلاشبہ تسہیل فن عروض ایک بہترین کاوش سمجھی جاسکتی ہے لیکن اس سے زیادہ اچھا ہے کہ عروض کی صحیح نہج تک پہنچ کر سمجھنے کی کوشش کی جائے ۔

بحر رجز مثمن کا ایک مزاحف وزن مفتعلن، مفتعلن،مفتعلن مفتعلن جس کا اصطلاحی نام بحر رجز مثمن مطوی جمیع الاجزا ہوتا ہے جس پر عمل تسکین اوسط اور اصول معاقبہ کے اطلاق سے کل 81 رعایتی اوزان حاصل ہوتے ہیں اور ان کا ایک جگہ خلط جائز ہے جس سے نہ صرف کلام میں تنوع پیدا ہوتا ہے بلکہ بحر بھی نہیں بدلتی ۔

دیکھیے مکمل خاکہ۔۔۔۔۔

بحر رجز مثمن مطوی مطوی مطوی/مطوی مسکن

مخبون مخبون مخبون مخبون

(1

مفتعِلن مفتعِلن مفتعِلن مفتعِلن

مفتعِلن مفتعِلن مفتعِلن مفاعِلن

مفتعِلن مفتعِلن مفاعِلن مفتعِلن

مفتعِلن مفتعِلن مفاعِلن مفاعلن

مفتعِلن مفتعِلن مفعولن مفتعِلن

مفتعِلن مفتعِلن مفتعِلن مفعو لن

مفتعِلن مفتعِلن مفعو لن مفاعِلن

مفتعِلن مفتعِلن مفاعِلن مفعو لن

مفتعِلن مفتعِلن مفعو لن مفعو لن

(2

مفتعِلن مفاعِلن مفتعِلن مفتعِلن

مفتعِلن مفاعِلن مفتعِلن مفاعلن

مفتعِلن مفاعِلن مفاعِلن مفتعِلن

مفتعِلن مفاعِلن مفاعِلن مفاعِلن

مفتعِلن مفاعِلن مفعو لن مفتعِلن

مفتعِلن مفاعِلن مفتعِلن مفعو لن

مفتعِلن مفاعِلن مفعو لن، مفاعلن

مفتعِلن مفاعِلن مفاعِلن مفعو لن

مفتعِلن مفاعِلن مفعو لن مفعو لن

3

مفاعِلن مفتعِلن مفتعِلن مفتعِلن

مفاعِلن مفتعِلن مفتعِلن مفاعِلن

مفاعِلن مفتعِلن مفاعِلن مفتعِلن

مفاعِلن مفتعِلن مفاعِلن مفاعِلن

مفاعِلن مفتعِلن مفعو لن مفتعِلن

مفاعِلن مفتعِلن مفتعِلن مفعو لن

مفاعِلن مفتعِلن مفعو لن مفاعِلن

مفاعِلن مفتعِلن مفاعِلن مفعو لن

مفاعِلن مفتعِلن مفعو لن مفعو لن

(4

مفاعِلن مفاعِلن مفتعِلن مفتعِلن

مفاعِلن مفاعِلن مفتعِلن مفاعِلن

مفاعِلن مفاعِلن مفاعِلن، مفتعلن

مفاعِلن مفاعِلن مفاعِلن مفاعِلن

مفاعِلن مفاعِلن مفعو لن مفتعِلن

مفاعِلن مفاعِلن مفتعِلن مفعو لن

مفاعِلن مفاعِلن مفعو لن مفاعِلن

مفاعِلن مفاعِلن مفاعِلن مفعو لن

مفاعِلن مفاعِلن مفعو لن مفعو لن

(5

مفعو لن مفتعِلن مفتعِلن مفتعِلن

مفعو لن مفتعِلن مفتعِلن مفاعِلن

مفعو لن مفتعِلن مفاعِلن مفتعِلن

مفعو لن مفتعِلن مفاعِلن مفاعِلن

مفعو لن مفتعِلن مفعو لن مفتعِلن

مفعو لن مفتعِلن مفتعِلن مفعو لن

مفعو لن مفتعِلن مفعو لن مفاعِلن

مفعو لن مفتعِلن مفاعِلن مفعو لن

مفعو لن مفتعِلن مفعو لن مفعو لن

(6

مفتعِلن مفعو لن مفتعِلن مفتعِلن

مفتعِلن مفعو لن مفتعِلن مفاعِلن

مفتعِلن مفعو لن مفاعلن، مفتعلن

مفتعِلن مفعو لن مفاعِلن مفاعِلن

مفتعِلن مفعو لن مفعو لن مفتعِلن

مفتعِلن مفعو لن مفتعِلن مفعو لن

مفتعِلن مفعو لن مفعو لن مفاعِلن

مفتعِلن مفعو لن مفاعِلن مفعو لن

مفتعِلن مفعو لن مفعو لن مفعو لن

(7

مفاعِلن مفعو لن مفتعِلن مفتعلن

مفاعِلن مفعو لن مفتعِلن مفاعلن

مفاعِلن مفعو لن مفاعِلن مفتعلن

مفاعِلن مفعو لن مفاعِلن مفاعلن

مفاعِلن مفعو لن مفعو لن مفتعلن

مفاعِلن مفعو لن مفتعِلن مفعو لن

مفاعِلن مفعو لن مفعو لن مفاعلن

مفاعِلن مفعو لن مفاعلن مفعو لن

(8

مفاعِلن مفعو لن مفعو لن مفعو لن

مفعو لن مفاعلن مفتعِلن مفتعلن

مفعو لن مفاعلن مفتعِلن مفاعلن

مفعو لن مفاعلن مفاعِلن مفتعلن

مفعو لن مفاعلن مفاعِلن مفاعلن

مفعو لن مفاعلن مفعو لن مفتعلن

مفعو لن مفاعلن مفتعِلن مفعو لن

مفعو لن مفاعلن مفعو لن مفاعلن

مفعو لن مفاعلن مفاعِلن مفعو لن

مفعولن مفاعلن مفعولن مفعولن

(9

مفعولن مفعولن مفتعِلن مفتعلن

مفعولن مفعولن مفتعِلن مفاعلن

مفعولن مفعولن مفاعِلن مفتعلن

مفعولن مفعولن مفاعِلن مفاعلن

مفعولن مفعولن مفعولن مفتعلن

مفعولن مفعولن مفتعِلن مفعولن

مفعولن مفعولن مفعولن مفاعلن

مفعولن مفعولن مفاعِلن مفعولن

مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن

★

یہ کرشمہ عمل معاقبہ اور تسکین اوسط کا ہے اوران سب 81 اوزان کا اجتماع کسی شعرنظم یا غزل میں جائز و درست ہے یہ اصول ہے کہ کسی سالم رکن سے حاصل ہونے والے دو ایسے فروع جو ایک رکن سے مشتق ہوں تو ایک دوسرے کی جگہ بلا کراہت لائے جا سکتے ہیں ۔مثلاً یہاں سالم رکن مس تف علن کے دو فروع ۔مفتعلن (مطوی) مفاعِلن (مخبون) کو ایک دوسرے کی جگہ لایا جا سکتا ہے اور اس میں مزید مفتعلن (مطوی) کو مفعولن (مطوی مسکن) بنا کر ان دونوں کی جگہ لا سکتے ہیں اس سے کلام ناموزوں نہیں ہوتا بلکہ کلام میں تنوع پیدا ہوتا ہے۔

پیش کردہ اس خاکہ میں اصطلاحی نام درج نہیں ہیں بس یوں سمجھئے کہ جہاں مفتعلن آتا ہے"مطوی" جہاں مفاعِلن آتا ہے مخبون اور جہاں مفعولن آتا ہے وہ مطوی مسکن ۔ ۔مثلاً یہ وزن دیکھیے ۔

مفتعلن مفاعِلن مفعولن مفتعِلن

بحر رجز مثمن مطوی مخبون مطوی مسکن مطوی

اب تک عملِ معاقبہ کو صرف رباعی کے اوزان کی حد تک ہی رکھا گیا ہے دوسری بحروں میں اس کا اطلاق نہیں کیا گیا اور کوئی وجہ بھی نہیں ۔ یہ عمل صرف رباعی کے اوزان ہی کے لیے مختص تو نہیں ہے بلکہ دوسری بحروں کے اوزان میں بھی اس کا اطلاق فرما کر مزید اوزان حاصل کر لیے جا سکتے ہیں ۔

کچھ اور وضاحت کے ساتھ ۔ ابھی میں اس مفروضہ کو پیش کرنا چاہتا تھا لیکن نفسِ مضمون کا تقاضہ کچھ اور ہے اس لیے اس بات پر آتا ہوں جو مجھے دراصل کہنا ہے ۔ کلام اقبال پر لکھے گئے دونوں مضامین میں کچھ مفروضات ایسے ہیں جن سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا ۔

دونوں فاضل مصنفین نے علامہ اقبال کے مجموعہ ہائے کلام اردو (بانگِ درا ، بالِ جبرئیل ، ضربِ کلیم اور ارمغانِ حجاز) میں کتنی بحریں مستعمل رہی ہیں کتنے اوزان کو برتا گیا ہے ان کی گنتی کی گئی ہے تعداد تلاش کرنے کی یہ کوشش خوب کہی جا سکتی ہے ۔ ان ہی نکات پر محیط ڈاکٹر گیان چند جین کا مضمون ہے پھر فاروقی صاحب اس سے آگے بڑھ کر یہ کام کیے ہیں کہ کلام اقبال میں مستعمل اوزان و بحور کا تناسب نکالا ہے ۔ قابل ستائش بھی ہے ۔

گیان چند جین نے اقبال کی بحروں کی جدول مرتب کی ہے اور اس میں بحروں کے نام اور ہر بحر میں اشعار کی تعداد بھی لکھی ہے لیکن انہوں نے اشعار کی فی صد تعداد نہیں بتائی میں نے ہر بحر کے اشعار کا فیصد تناسب نکالا ہے (اقبال

کا عروضی نظا،288 ص عروض آہنگ اور بیان)

میرے خیال میں اسے یوں کہا جائے تو بھی درست ہوگا کہ ایک صاحب (گیان چندجین) نے بحریں اوراوزان کی گنتی کی ہے اور دوسرے صاحب (فاروقی) نے اس کا تناسب نکالا ہے، اقبال شناسی میں یہ کام اپنی جگہ اہمیت ضرور رکھتے ہیں ۔کلام اقبال کا فنی وعروضی نقطۂ نظر سے مطالعہ ضروری ہے اگر چہ کہ کلام اقبال میں فنی خامیاں زیادہ نہیں ہیں بہت کم ہیں یا نہ کے برابر ہیں ۔

لیکن ان دونوں مضامین میں عروضی وفنی تسامحات ضرور راہ پاتی ہیں کچھ اوزان کے اصطلاحی نام صحیح نہیں لکھے گئے ہیں کچھ کے ارکان بھی غلط تحریر کر دیے گئے ہیں اور ایک دو غیر حقیقی اوزان میں بھی کلام اقبال کو تقطیع کیے ہیں ۔

اقبال کا فن ۔گیان چندجین کے مضمون اقبال کے اردو کلام کا عروضی مطالعہ صفحہ نمبر 94 میں دیے گئے جدول نمبر 1 اشعار کے اوزان میں نمبر شمار 2 پر مجتث مثمن مخذوف ابتر وغیرہ **مفاعِلن فعِلاتن مفاعِلن فَعلُن /فَعلان**

مندرجہ بالا وزن کے اصطلاحی نام میں وغیرہ لکھنا موصوف کا اشارہ غالباً فَعلان کی طرف ہے ۔صحیح اصطلاحی نام مع املاے ارکان ۔

مفاعِلن فعِلاتن مفاعِلن فعلن /فَعلان

بحر مجتث مثمن ،مخبون ۔مخبون ۔مخبون ۔مخبون محذوف مسکن/مخبون مقصور مسکن

فَعلن ابتر بھی درست ہے جبکہ وزن شعر کی آخر میں یوں ہی آتا جائے ۔ اگر ایک جگہ فَعلن اور ایک جگہ فَعلُن تو ایسی جگہ یہ مخبون محذوف مسکن ہی بہت صحیح ہے ۔

اگر اقبال کے ذہن میں یہی وزن ہے تو اس میں اقبال نے بانگ درا میں 22 نظمیں ، بال جبرئیل میں 33 ، ضربِ کلیم میں 66 اور ارمغان حجاز میں 6 لکھی

ہیں ایسا نہ ہوکر یہ وزن یہ بحر مقتضب سے ماحصل ہوا۔ وزن اور اصطلاحی نام الگ ہوگا۔ وزن مع اصطلاحی نام ملاحظہ ہو۔

فعول، مفتعلن، فاعِ لات، مفتعلن

بحر مقتضب مثمن

مرفوع مخبون۔ مطوی۔ مطوی۔ مطوی

اس کے آخر میں مفتعلن مطوی کی جگہ مفعولن مطوی مسکن یا مفتعلان مطوی مذال کی جگہ مفعولان اعرج (مطوی مسکن مذال) لانے میں کوئی حرج نہیں۔ کلام اقبال کے فنی مطالعہ میں وقفہ ایک اہم ترین پہلو ہے۔ جس کے پیش نظر یہ انکشاف ہوجاتا ہے کہ اقبال وزن کے ٹھیک دو حصہ بناتے ہیں جہاں وہ وقفہ کی جگہ پیدا کرتے ہیں۔ اس کی مثال میں اقبال کی چھوٹی دلکش اور شہ کار نظم "لا الہ الا اللہ" کے ہر مصرع ثانی کو سامنے رکھا جاسکتا ہے۔

خودی کا سرِ نہاں "لاالہ الااللہ
خودی ہے تیغ فساں "لاالہ الااللہ
فعول ۔ مفتعلن/ فاعِ لات۔ مفعولان
خودی کا سرِ نہاں/ لاالہ الااللہ

غور طلب بات ایک یہ ہے کہ اقبال اپنے اس کلام کو کس بحر کے مزاحف آہنگ میں قطع فرماتے ہیں ان دونوں آہنگوں کا موازنہ ہونا چاہیے۔

بحر مقتضب سالم ارکان: **مفعولات، مس تف علن، مفعولات، مس تف علن**

زحافات : رفع، خبن، طے، تسکین، اذالہ (کل پانچ زحافات ہیں اور ہر رکن زحاف سے متاثر ہے) ۔

مزاحف وزن: **فعول، مفتعلن، فاعِ لات، مفتعِلن/مفعولن**

اصطلاحی نام: مقتضب مثمن مرفوع مخبون، مطوی، مطوی مطوی/مطوی مسکن

بحر مجتث مثمن :مس تفع لن، فاعِلاتن، مس تفع لن، فاعلاتن

اس پر بہ عمل زحاف جو وزن حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے۔

وزن:مفا عِ لن، فعِلاتن، مفا ع لن فَعلُن/فعلان

اصطلاحی نام: بحر مجتث مثمن مخبون مخبون مخبون مخبون محذوف/مخبون محذوف مسکن

محولہ وزن میں جن زحافات کا عمل ہوا ہے وہ یہ ہیں ۔

زحافات : خبن ، حذف ، قطع ، قصر، تسکین (کل پانچ زحافات ہیں اور ہر رکن زحاف سے متاثر ہے)

دونوں ہی مرکب بحور سے محصول ہیں ۔ اقبال کس وزن کو پیش نظر رکھ کر اپنا کلام کہا ہے ۔ مطالعۂ کلامِ اقبال سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ وہ اپنے کلام میں ایک سکتہ لاتے ہیں جہاں ایک وقفہ کی شکل پیدا ہوتی ہے ۔

اس ضمن میں یہ چند مثالیں درجِ ذیل ہیں

وزن بحر مقتضب مثمن:

اثر کرے نہ کرے/سن تو لے میری فریاد

فعول مفتعلن/فاعِ لات مفعولن اصطلاحی نام مقتضب مثمن مرفوع مطوی مطوی مطوی مسکن/مقطوع (مفتعلان ساکن ہوکر مفعولان لایا گیا ہے)

یہی مصرع بحر مجتث کے وزن میں یوں قطع ہوتا ہے

وزن:

اثر کرے نہ کرے	سن تو لے مری فریاد

وزن بحر مجتث مثمن :مفا عِ لن فعِلا/تن مفا عِ لن/فعلن یا فعلان

اصطلاحی نام : مجتث مثمن مخبون مخبون مخبون مخبون محذوف مسکن/مخبون مقصور

مسکن ۔

نہیں ہے داد کا طالب یہ بندۂ آزاد !

مفا عِ لن فعِلاتن /مفا عِ لن فعلن یا فعلان

اصطلاحی نام: مقتضب مثمن مرفوع مطوی مطوی مطوی مذال/اعرج۔

نہیں ہے دادکا/طالب یہ بندۂ آزاد

فعول، مفتعِ /لن فا عِ لات مفتعِلان (مفعولان)

عروضیوں کے نزدیک ایک بات ہوتی ہے جب کسی کے کلام کو ایک سے زائد بحروں کی مزاحف اوزان میں پاتے ہیں تو اس کے متعین کرنے میں چند باتیں پیش رکھتے ہیں ۔ پہلی بات یہ ہے کہ وزن ایسا ہو جس میں زحافات کم ہوئے ہوں دوسری بات یہ کہ اگر وزن بحر مفرد یا بحر مرکب سے حاصل ہوتا ہے تو بحر مفرد والے وزن کو ترجیح دیتے ہیں ۔

کوئی شاعر فن میں بھی دسترس رکھتا ہے تو وہ اپنے کلام میں تنوع پیدا کرنے کے لیے کچھ ایسے اوزان بحور کا تعین کرسکتا ہے جن میں رعایتی اوزان زیادہ سے زیادہ محصول ہوں ۔ اور یہ بہت اہم بھی ہے جسے ہم خاطر میں نہیں لاتے ۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں ہم عمل تخنیق ، عملِ تسکین ، اور عملِ معاقبہ کو بروئے کار لاکر فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۔ پچھلے صفحات میں اس کی ایک مثال دی گئی ہے انہیں اصولوں کی صحیح انطباق سے اردو عروض میں جو لچک پیدا ہوتی ہے وہ کسی اور عروض میں دیکھی نہیں جا سکتی ۔

بعض بحریں ایسی ہیں جن میں بہ یک وقت عملِ تخنیق ، عمل تسکین اور عملِ معاقبہ فرما کر سینکڑوں رعایتی اوزان حاصل کر سکتے ہیں اور ان سب کا ایک جگہ اختلاط از روے عروض جائز و درست ہوتا ہے ۔

اس تجزیہ سے یہ نکتہ سامنے آیا ہوگا۔

1) مخلوط آہنگوں میں کلام تقطیع ہوتا ہے تو وہاں یہ ضروری ہے کہ اس بحر کے مزاحف وزن کو سمجھا جائے ۔جس میں زحاف کم لائے گئے ہوں ۔

کوئی کلام ہم وزن والے آہنگ میں تقطیع ہوتا ہے تو اس میں ایک وزن بحرمفرد میں اورایک وزن بحر مرکب میں ہے تو ایسی صورت میں بحرمفرد والا وزن مرجح ہے ۔

آخر میں جو بات بتادی گئی وہ یہ تھی کہ شاعر کو یہ آزادی ہے وہ مفرد یا مرکب بحر کے اس وزن کو بھی تعین کرسکتا ہے جس میں اصل وزن ورعایتی اوزان زیادہ سے زیادہ حاصل ہوتے ہوں تاکہ وہ اپنے کلام میں تنوع پیدا کرے ۔

معلوم ہوکہ اقبال شاعری کے ذریعہ پیغامبری کا کام کیا ہے اس کے لیے وہ فنی یا عروضی تجربہ نہیں کیے البتہ جمالیاتی تقاضوں کو پیش رکھا ہے اور وقفہ کو تجربے کی بنیاد بنا کر شعری ہئیتوں میں تنوع پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے یہ خصوصیت صرف اقبال کی شاعری میں نظر آتی ہے ۔

اس تفصیل کے بعد میں اپنے مفروضہ کو رکھنا چاہتا ہوں کہ اقبال کی شاعری کو بحر مقتضب مثمن مرفوع مخبون ،مطوی ،مطوی ،مطوی میں تقطیع کیوں نہ کیا جائے جبکہ اس وزن میں عروض کے مسلمہ اصول عمل تخنیق ،عمل تسکین اور عمل معاقبہ سے بحر مجتث کے وزن سے بھی زیادہ رعایتی اوزان حاصل کیے جاسکتے ہیں ۔

جدول نمبر1 ،شمارنمبر3 پر ہزج مثمن اخرب مقصور/محذوف کے تحت **مفعول، مفاعیل، مفاعیل، فعولن/مفاعیل** لکھا ہے۔

صحیح اصطلاحی نام: ہزج مثمن اخرب مکفوف مکفوف محذوف/مقصور

مفعول، مفاعیل، مفاعیل، فعولن/مفاعیل (فعولان)

آخری رکن مفاعیل لکھیں یا فعولان بہ اعتبار تقطیع کچھ فرق نہیں ۔

اس وزن پر عمل تخنیق فرمانے سے جو اوزان سامنے آتے ہیں۔وہ مندرجہ ذیل ہیں اور ان سب کا اجتماع ایک جگہ درست ہے۔

1)مفعول، مفاعیل، مفاعیلن، فَعلُن/فعلان

2)مفعول، مفاعیلن، مفعول، فَعولُن/فعولان

3)مفعول، مفاعیلن، مفعولن، فَعلُن/فعلان

4)مفعولن، مفعول، مفاعیل، فَعولُن/فعولان

5)مفعولن، مفعول، مفاعیلن، فَعلُن/فعلان

6)مفعولن، مفعولن، مفعول، فَعولُن/فعولان

7)مفعولن، مفعولن، مفعولن، فَعلُن/فعلان

متذکرہ وزن کی وضاحت میں صفحہ نمبر 99 پر موصوف نے لکھا ہے کہ ارمغان حجاز میں ملازادہ ضیغم لولابی کشمیری کا (کذا) بیاض۔

ع۔پانی ترے چشموں کا تڑپتا ہوا سیماب

مرغانِ سحر تیری فضاؤں میں ہیں بے تاب

پوری نظم ایک ہی اصل وزن میں کہی گئی ہے صرف ایک مصرع رعایتی وزن میں ہوا ہے۔

مفعول، مفاعیل، مفاعَیلن۔فَعلُن (بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف، مکفوف، محذوف مخنق)

ع:۔بیدار ہوں دل جس کی فغانِ سحری سے

اقبال نے رعایتی اوزان میں بہت کم اشعار کہے ہیں۔ایک مکڑا اور مکھی جیسی کئی اور نظمیں ایک ہی اصل وزن میں پورے اہتمام سے کہی گئی۔جو شاعر اتنے احتیاط اور اہتمام کے ساتھ شعر گوئی کرتا ہو جب پوری کی پوری نظم اقبال ایک ہی وزن میں کہنا پسند کرتے ہیں تو دو مختلف بحروں کے مختلف اوزان کو وہ

ایک نظم میں کیسے مخلوط کر جاتے ہیں۔سوال کیوں نہ پیدا ہو؟؟؟ کیا اقبالؔ اس بات سے آگاہ نہیں تھے کہ ایسا کرنا فن شعر گوئی میں نہ صرف نقص پیدا کرتا ہے بلکہ کلام کو ناموزوں کے زمرے میں بھی رکھ دیتا ہے۔

جدول نمبر1 شمارنمبر6

مضارع اخرب مکفوف محذوف/مقصور

مفعول، فاعلات، مفاعیل، فاعلن/فاعلات

گیان چند جین صاحب سے املائے ارکان غلط لکھے گئے ہیں

مفعول، فاع لات، مفاعیل، فاع لن/فاع لان

بحور واوزان کی وضاحت میں ان کی ایک بات (جو میں نے محسوس کی ہے) غیر عروضی معلوم ہوتی ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ یہ بھی اردو کا مشہور وزن ہے یا اردو میں دو اوزان سب سے زیادہ مقبول ہیں۔اس طرح کے جملے وفقرے عروضی تجزیہ نگار کی شایان شان نہیں ہو سکتے۔

کوئی وزن غیر مستعمل ہے یا کوئی وزن بہت معروف ومشہور ہے رواں ہے۔اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ باقی ماندہ جو بھی اوزان ہیں ان کی روانی یا ترنم میں کمی ہے یہ ساری باتیں ایسی ہیں جو مترنم اور غیر مترنم اوزان کی بحث کو جگہ دیتی ہیں یا ایسی باتیں وہی لوگ کرتے ہیں دراصل جن کو عروضی سدھ بدھ نہیں ہوتی۔معدودے چند کہ اکثر شعرا حضرات کو فن عروض کا علم کچھ کم ہی ہوتا ہے اس لیے انہیں اوزان میں طبع آزمائی فرماتے ہیں جو پیشروؤں کے کلام میں مستعمل یا رائج نظر آتے ہیں۔اسی طرح دوسرے تیسرے کی بات ہے اور یہی سلسلہ آگے بھی بڑھتے چلا جاتا ہے۔اب بزعم خویش عروض داں حضرات اس بات کو پیش نظر کچھ ان اوزان کو جو اس طرح زیادہ مستعمل ہو جاتے ہیں تو ان کو مشہور ومعروف کہنے لگتے ہیں۔

اس کا کیا مطلب نکالا جائے کہ اقبال جیسے بڑے شاعر نے ایک بہت ہی عام اور زیادہ مستعمل بحر متدارک سالم ، فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن کو ہاتھ بھی نہیں لگایا اور یہ مربع مسدس ، مثمن ، اور شائزدہ رکنی بھی مستعمل رہی ہے شاید ہی اردو کا کوئی ایسا چھوٹا شاعر ہو جس نے اس بحر کو استعمال نہ کیا ہو اس معنی میں یہ بالکل درست نہیں کہ اس میں ترنم یا روانی کی کمی کی وجہ سے اقبال نے اسے ترک کیا ہو۔

سچ تو یہ ہے کہ اردو کا عروض وسیع ہے اور بہت وسیع ۔ایک ایک بحر کے سیکڑوں کی تعداد میں اوزان برآمد ہوتے ہیں پھر ان کے کئی کئی رعایتی اوزان حاصل ہوتے ہیں ان سب کا احاطہ نہ صرف مشکل ہے بلکہ نہ ممکن بھی نہیں ۔

جدول نمبر1 وزن نمبر شمار10

مضارع مثمن اخرب: **مفعول، فاعلاتن، مفعول، فاعِلاتن**

صحیح اصطلاحی نام مع صحیح املاے ارکان وزن ملاحظہ ہو۔

وزن: **مفعول، فاع لاتن، مفعول، فاعِ لاتن**

نام: بحر مضارع مثمن، اخرب، مکفوف، مکفوف مخنق، سالم

دراصل یہ رعایتی وزن ہے اس کا اصل وزن ہے۔

مفعول، فاع لات، مفاعیل، فاعِ لاتن (بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف مکفوف سالم)

اس وزن پر عمل تخنیق لاگو کرنے سے اقبال کا رعایتی وزن محصول ہوتا ہے جن میں ایک شعر یا نظم یا غزل میں خلط درست ہے ۔اقبال کی مشہور نظمیں ، ترانۂ ہندی ، ہندوستانی بچوں کا گیت ، جگنو، نیا شوالہ وغیرہ اسی میں ہیں ان نظموں میں ایک آدھ ایسا مصرعہ نہیں ہے کہ اس کے اصل وزن میں چلا جائے ۔

جب اقبال نے رعایتی وزن سے فائدہ نہیں اٹھایا ہے تو اس وزن کو بحر مضارع مثمن سے کیوں تعین کیا جائے بحر رمل مثمن سے کیوں نہیں؟ ۔جبکہ

ایک ہم مشابہ وہم آہنگ والا وزن بحر رمل سے حاصل ہوتا ہے۔
بحر رمل مثمن، مشکول مسکن، سالم، مشکول مسکن، سالم

وزن: فعلات، فاعلاتن، فعلات، فاعِلاتُن

اور اس وزن میں فاعلاتن متصل صحیح ہے۔ مفعول یا فعلات بہ اعتبار تقطیع کچھ فرق نہیں۔ دونوں ہی مانوس رکن ہیں۔ بحر مضارع کے وزن میں مفعول اور بحر رمل کے وزن مین فَعلات صرف اس لیے لکھنا چاہیے تاکہ التباس پیدا نہ ہو۔

قیاس غالب ہے کہ اقبال نے اپنا کلام بحر رمل کے مزاحف میں کہا ہو اور اس وزن میں صرف دو ارکان زحاف سے متاثر ہیں اور بحر مضارع کے وزن میں تین ارکان متاثر ہیں۔ گیان چند جین صاحب کے بتائے ہوئے اصطلاحی نام میں اخرب (مفعول) حشو دوم میں ہے۔ جو کہ غلط ہے خرب صرف صدر وابتدا کا زحاف ہے۔ حشوین میں وارد نہیں ہوتا۔ دراصل یہ حشو اول فاعِلات، مفاعیل مکفوف مکفوف پر عمل تخنیق کی وجہ سے فاعِلاتن مفعول (مکفوف مکفوف مخنق) کی صورت اختیار کیے ہوئے ہیں۔

اس طرح بانگ درا کے 121 اور بال جبرئیل کے 17 اشعار بحر رمل کے جدول میں شمار کیے جائیں تو بحر مضارع والے اشعار کی تعداد گھٹ سکتی ہے اور پھر تعداد اور تناسب میں فرق نمایاں ہو جاتا ہے۔

جدول نمبر 1 وزن شمار نمبر 14

مفعول، مفاعیلن، مفعول، مفاعِیلن

گیان چند جین صفحہ نمبر 108 پر اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں کہ اس میں بھی عربی روایات عروض کے مطابق درمیانی مفاعیلن میں تسبیغ کا زحاف لگا کر مفاعیلان کرنا جائز نہیں لیکن ایران اور ہندوستان میں یہ عام رہا ہے

۔اقبال نے بھی ایسا کیا ہے۔ع

یااپناگریباں چاک یادامن یزداں چاک

ایران اور ہندوستان سے حوالے کچھ عرض کرنے سے پیشتر یہ دیکھنا ہوگا کہ گیان چندجین کہاں تک اس وزن کو اخذ کر پائے ہیں ۔ یہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ کسی بھی سالم رکن پر عمل تسبیغ ہو کہ اذالہ امر ممتنع ہے۔اس طرح ایک سالم رکن کی ہیئت بدل جاتی ہے ۔ وہ خماسی سے شش حرفی اور سباعی سے ہشت حرفی رکن بن جاتا ہے جو کہ صحیح نہیں ہے دائرے سے بحر جس طرح اخراج پاتی ہے اس کے سالم ارکان میں اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔اور اسی طرح بے اصولی پر چلنا ہے تو عروض کی ضرورت واہمیت ہی کیا ہے؟؟؟ ایک حرف کو ساکن یا ساقط ہی کیا کرنا؟ عرب وایران والوں کی طرح زحاف خرم کی طرح دو تین لفظ بھی زائد کریں تو کون محاسبہ کرے گا؟،ترنم اور موسیقیت ہی تو مفقود ہو جائے گی اور اس سے سوا کیا ہوگا؟؟؟؟؟

گیان چندجین صاحب کو یہاں یہ سخت مغالطہ ہوا ہے کہ اس وزن کے درمیان ورود مفاعَیلن کو سالم اور مفعول کو اخرب سمجھ بیٹھے ہیں جبکہ ایسا نہیں اور بالکل نہیں ۔البتہ وزن کے پہلے رکن میں مفعول (اخرب) اور دوسرے رکن میں مفاعَیلن سالم آ سکتے ہیں لیکن اس کے بعد تیسرے رکن میں مفعول نہیں آ سکتا۔ مفاعیل ہوسکتا ہے۔ وہ جو مصرعہ درج کرتے ہیں اس کا وزن یہ ہوگا۔

مفعول، مفاعیلن، مفاعیل، مفاعَیلن

یااپناگریباں چا/ک یادامنِ یزداں چاک

وزن کے صحیح ہونے کے باوجود پھر بھی مصرعہ ناموزونیت کے زمرے آئے گا اس لیے کہ آخری سالم پر تسبیغ کا عمل ہوا ہے۔

جدول میں دیا ہوا وزن بحر ہزج کے اس مندرجہ ذیل اصل وزن سے

محصول کرلیا جا تا ہے ۔

مفعول، مفاعیل، مفاعیل، مفاعَیلن (بحر ہزج مثمن اخرب، مکفوف، مکفوف، سالم)

اس پر عمل تخنیق فرمانے سے رعایتی اوزان حاصل ہوتے ہیں ۔

1)مفعول، مفاعیل، مفاعیلن، مفعولن

2)مفعول، مفاعیلن، مفعول، مفاعَیلن

3)مفعول، مفاعیلن، مفعولن، مفعولن

4)مفعولن، مفعول، مفاعیل، مفاعیلن

5)مفعولن، مفعول، مفاعیلن، مفعولن

6)مفعولن، مفعولن، مفعول، مفاعَیلن

7)مفعولن، مفعولن، مفعولن، مفعولن

گیان چندجین صاحب کا دیا گیا وزن ۔مندرجہ بالا اوزان میں دوسرے نمبر پر وارد وزن ہے اصطلاحی نام بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف مکفوف مخنق سالم ان سب کا ایک جگہ اختلاط جائز و درست ہے ، ۔

ایک اور ضروری بات ۔ایک مصرعہ

مفعول، مفاعیلن، مفاعیل، مفاعَیلن

اور ایک مصرعہ **مفعولن، مفاعیلن، مفعول، مفاعَیلن** میں گردانا جائے تو شعر، نظم یا غزل دو مختلف الوزن میں چلے جائیں گے اس طرح کا اختلاط درست نہیں ۔اور اقبال کے یہاں اس طرح کی مثالیں ملتی ہیں ۔

یہ دیر کہن کیا ہے؟ انبار خس وخاشاک ۔

بالِ جبرئیل 333

اس غزل کے ہر ثانی مصرعہ کے آخر میں ایک حرف زائد ہے اور ایک

دو مصرعہ ایسے بھی ہیں جن کے حشو ین میں ایک ساکن حرف زائد آیا ہے۔

ہرشوق نہیں گستاخ ، جذب نہیں بیباک

(بال جبرئیل صفحہ 333)

ع۔یہ کون غزل خواں ہے پرسوز ونشاط انگیز

(بال جبرئیل صفحہ 318)

مطلع اور ہر ثانی مصرعہ میں ایک حرف زائد۔

بعض جگہ علامہ اقبال نے اس وزن کو پورے احتیاط کے ساتھ برتا ہے

جب عشق سکھاتا ہے، آداب خودآگاہی
یارب دل مسلم کووہ زندہ تمنادے
یوں ہاتھ نہیں آتا وہ گوہریک دانہ
پھرباد بہارآئی، اقبال غزلخواں ہوا
افلاک سے آتاہے نالوں کا جواب آخر

وغیرہم۔

اقبال کا وہ کلام جواس وزن میں ہے اوردولخت میں پایا جاتا ہے اسے دوسرے اوزان کے مضاعف میں تقطیع کیا جائے تو یہ سقم بھی دور ہوجائے گا۔درمیانی رکن یہاں آخری رکن کہلاتا ہے۔تسبیغ یا اذالہ کی صورت نکل آتی ہے۔گیان چندجین کے دیے گئے وزن کو مضاعف بھی کرتے ہیں تب بھی یہ سقم باقی رہے گا۔اس لیے کہ مضاعف کی صورت میں مفاعَیلن سالم کی حیثیت سے آتا ہے اور سالم پر اضافۂ حرف ساکن جائزنہیں۔لہٰذا جدول میں دیا گیا وزن اقبال کی بعض نظموں اور غزلوں کے لیے غلط ثابت ہوتا ہے۔

اقبال کی وہ نظمیں جن کے حشو ین میں یا عوارض وضروب میں ایک ساکن حرف زائدطور سے لایا گیا ہے ان کو ذیل کے اوزان میں تقطیع کیے جائیں۔

1)فعلن، فعِلن، فعلُن/فعلان

بحر متدارک مسدس مخبون مسکن ، مخبون ، مخبون مسکن/ مخبون مسکن اعرج یا مذال

2)فَعلن، فعِلاتن فع/فا ع

بحر عمیق مسدس مخبون مسکن، مخبون، مجوف/محذوف مطموس یا مربوع اعرج

اس کے علا وہ بحر رجز ، بحر بسیط ، بحر وسیع ، بحر سریع ، مسدس مضا عف میں کلام اقبال کو تقطیع کیا جا سکتا ہے خوف طوالت کی وجہ سے ان کے اوزان مزاحف نہیں دیے جا رہے ہیں ۔

جدول نمبر1 وزن نمبر شمار15

فاعلاتن، مفاعلن، فعِلن/فعِلان

وزن کا صحیح املا یوں لکھا جائے گا ۔

فاعلاتن، مفا ع لن، فعِلن/فعِلان

اصطلاحی نام ہوگا بحر خفیف سالم مخبون مخبون محذوف/مخبون محذوف مسکن یہ لکھنا بھی صحیح ہے کہ اس کا آخری رکن فَعلن، فعلان، فعِلن میں سے کچھ بھی ہوسکتا ہے۔لیکن نہیں معلوم یہ وغیرہ کیا ہے۔ایک وضاحت اور یہ ہے کہ اس وزن کے صدر وابتدا میں فاعِلاتن (سالم) اور فعِلاتن (مخبون)،فعْلاتن (مخبون مسکن) ایک دوسرے کی جگہ لائے جانے کی اجازت ہے۔

گیان چند جین صاحب نے اس وزن کے آخری رکن کو ابتر کہا ہے ۔ یہاں یہ کہنا بالکل صحیح ہے جبکہ نظم میں آخر تک رکن آخر اسی التزام میں آتا جائے ۔لیکن کہیں فَعلن اور فعِلن لایا جائے تو یہ رکن (فَعلن) اصطلاحی طور پر مخبون محذوف مسکن کہلائے گا ۔

نکتۂ دلپذیر تیرے لیے
کہہ گیا ہے حکیم قاآنی

(شیخ مکتب سے۔ بال جبرئیل)

اس شعر کے پہلے مصرعہ کے آخری فعِلن عین بہ متحرک لایا گیا ہے اور دوسرے مصرعہ کے آخر میں فَعلن عین بہ سکون، ان کو بالترتیب مخبون محذوف اور، مخبون محذوف مسکن اصطلاحی نام میں لایا جانا چاہیے۔

جدول نمبر1 وزن نمبر شمار16

متقارب، مقبوض، اثلم شانزدہ رکنی۔

فعول۔فعلن، فعول، فعلن، فعول، فعلن، فعول، فعلن

گیان چند جین صاحب نے اس کی وضاحت صفحہ نمبر109 پر یوں کی ہے۔

اس وزن میں ہر مجموعے میں ان کے چند شعر ملتے ہیں۔ بانگ درا میں اس وزن میں کئی غزلیں کہی گئیں جن میں مشہور ترین یہ ہے۔

زمانہ آیا ہے بے حجابی کا عام دیدارِ یار ہوگا

جین صاحب کو اس وزن کے سمجھنے میں بعض لوگوں کی طرح بہت زبردست مغالطہ ہوا ہے۔ یہ وزن بحر متقارب سے کسی صورت حاصل نہیں کیا جا سکتا لہٰذا اس وزن کے تحت جتنے بھی اشعار دیے گئے ہیں وہ سب غیر حقیقی وزن میں ہوں گے۔ مزید وضاحت سے پہلے یہ دیکھا جائے کہ یہ وزن آخر کس طرح حاصل ہوتا ہے۔

1) بحر منسرح مسدس، مخبون، مطوی، مرفوع مخبون مسکن (المضاعف)

وزن: **مفاعِلن، فاعِ لات، فعلن**

2) بحر مقتضب مثمن، مرفوع مخبون، مرفوع مخبون مسکن، مرفوع مخبون، مرفوع مسکن (المضاعف)

وزن: **فعول، فعلن، فعول، فعلن**

نوٹ: فَعلن (مطوی مخبون مسکن) بھی ہوسکتا ہے۔

3) بحر رجز مسدس مخبون، مرفوع مخلع (خبن وقطع) المضاعف

وزن: مفاعلن۔فاعلن۔فعولن

4) بحر سریع مسدس۔مخبون، مرفوع مخبون مکشوف (المضاعف)

وزن: مفاعلن، فاعلن، فعولن

5) بحر مجتث مسدس مخبون، مکفوف مخبون محذوف مسکن/ ابتر (المضاعف)

وزن: مفا عِ لن، فاعِلات، فَعلن

6) بحر صغیر مسدس مخبون، مکفوف محذوف مکشوف (المضاعف)

وزن: مفا عِ لن، فاعِلات، فَعلن

7) بحر صریم مسدس، مقبوض، مکفوف اہتم (المضاعف)

وزن: مفاعِلن، فا عِ لا ت، فَعلن

8) بحر سلیم مسدس، مخبون، مطوی اصلم/ مرفوع مکشوف/ مکشوف مخبول مسکن (المضاعف)

وزن: مفاعِلن، فا عِ لات، فَعلن

مندرجہ بالا آٹھوں اوزان اصول عروض سے حاصل ہوتے ہیں اور یہ حقیقی اوزان ہیں۔ گیان چند جین صاحب کے وزن کے ارکان نمبر 2 بحر مقتضب کے تحت درج ہیں۔ جین صاحب یا فاروقی صاحب نے جتنے بھی اشعار اس وزن کے تحت دیے ہیں وہ سب ان مندرجہ بالا اوزان میں بہ حسن وخوبی تقطیع ہوتے ہیں۔ پھر ان کے اعداد وشمار وتناسب سب غلط ہوئے۔

بانگ درا، کی	5	نظمیں (47 اشعار)
بال جبرئیل کی	1	نظم (10 اشعار)
ضرب کلیم کی	1	نظم (3 اشعار)
ارمغان حجاز کی	1 نظم	(6 اشعار)

یعنی کل 8 نظمیں ، (66 اشعار) بحر متقارب میں ہے ہی نہیں ۔

سن اے طلب گارِ درد پہلو! میں ناز ہوں تو نیاز ہو جا۔

صفحہ 129 بانگ درا

زمانہ دیکھے گا جب مرے دل سے محشر اٹھے گا گفتگو کا

ص 136 بانگ درا

الٰہی عقل خجستہ پے کو ذرا سی دیوانگی سکھادے

ص 135 ، بانگ درا

زمانہ ایا ہے بے حجابی کا ، عام دیدارِ یار ہوگا

ص 140 ، بانگ درا

کل ایک شوریدہ خواب گاہ نبی ﷺ پہ رو رو کے کہہ رہا تھا

ص 162 بانگ درا۔

جو تھا نہیں ہے، جو ہے نہ ہوگا، یہی ہے اک حرف محرمانہ

ص 421 بال جبرئیل

یہ علم و حکمت کی مہرہ بازی، یہ بحث و تکرار کی نمائش

ص 599 ضرب کلیم

ضمیر مغرب ہے تاجرانہ، ضمیر مشرق ہے راہبانہ

ص 686 ارمغان حجاز

اسی سلسلے میں ایک اور بات عرض کرنا ہے کہ کچھ لوگ اس طرح کے اشعار کو ہشت حرفی ارکان میں تقطیع کرنے کی غیر مناسب کوشش کی ہے۔

آہنگ و عروض صفحہ نمبر 197 (کمال احمد صدیقی)

بحر جمیل ، مفاعلاتن ، مفاعلاتن ، مفاعلاتن ، مفاعلاتن ،

افادات صفحہ نمبر 22 پر خورشید لکھنوی کے ایک مصرعہ کی تقطیع کو لے کر پورا ایک تفصیلی واقعہ بیان کیا ہے۔

قطع نظر اس سے۔۔۔۔وہ مصرعہ مندرجہ بالا اوزان میں تقطیع ہوتا ہے۔ جو انہوں نے ہشت حرفی ارکان میں کیا ہے۔

نیام تیغ قضائے مبرم لقب ہے قاتل کی آستیں کا

جناب محقق طوسی سے بھی اس وزن کو لے کر زبردست تسامح ہوا ہے۔ دراصل ہشت حرفی ارکان قاطع ترنم ہوتے ہیں۔ بلاتحقیق بلا تجزیہ اس طرح کے اوزان روایت پانے کی ایک وجہ یہ ہے جسے رشید حسن خان" اردو کیسے لکھیں " میں

خوب لکھا ہے انجانے میں یا کسی وجہ سے کچھ لوگ بعض لفظوں کو غلط طور پر لکھنے لگتے ہیں۔شروع شروع میں چند ہی لوگ ہوتے ہیں، مگر بعد کو انہیں دو چار یا دس بیس کا لکھا ہوا سند بننے لگتا ہے اور بہت سے لوگ غلطیاں کرنے لگتے ہیں"۔ یہاں بھی کچھ ایسا ہی ہوا ہے۔

جدول نمبر1۔وزن نمبر شمار19

متقارب مثمن، اثلم۔

وزن:فَعلن، فعولن، فَعلن، فعولن

گیان چند جین اپنی وضاحت میں لکھا ہے"کہ اس وزن میں فعولن کی جگہ فعولان لانا پسندیدہ نہیں۔خصوصاً پہلے فعولن کی جگہ لیکن اقبال دونوں جگہ لائے ہیں"۔

ساحل کی سوغات، خار وخس وخاک

یہ وزن بحر متقارب سے حاصل ضرور ہوتا ہے اس کا پہلا رکن اثلم ضرور ہے دوسرا اور تیسرا رکن بالترتیب مقبوض، سالم، سالم ہے یعنی اصطلاحی نام

میں زحاف قبض کا ذکر نہیں ۔ان کی اس وضاحت سے ایک مضحکہ خیز بات بھی سامنے آتی ہے کہ وہ اس وزن کے آخری فعولن کو فعولان کرنے کو جائز سمجھتے ہیں ۔جبکہ کسی بھی سالم رکن پر تسبیغ واذالہ کی اجازت نہیں ۔وہ چاہے حشو میں ہو یا عروض وضرب میں اقبال کی اس غزل کو غلط طور سے تقطیع کیا گیا ہے ۔

دریا میں موتی! اے موج بیباک
ساحل کی سوغات! خارو خس وخاک

صحیح وزن:مفعول،فعلن/فعلان

اصطلاحی نام: بحر مقتضب مربع المضاعف مرفوع مرفوع مخبون مسکن/مطموس یا مرفوع اعرج

جدول نمبر1 وزن نمبر شمار21

متدارک مخبون مقطوع شانزدہ رکنی

فعلن۔فعلن۔فعلن۔فعلن۔فعلن۔فعلن۔فعلن۔فعلن۔

یہ صحیح ہے کہ اس وزن کے آخر میں فعلن بہ سکون عین بہ عمل زحاف قطع محصول ہوتا ہے جبکہ یہ مصرعہ کے آخر میں آتا ہی جائے اگر ایسا نہیں کہ ایک جگہ فعلن بہ متحرک عین اور ایک جگہ عین بہ سکون آیا تو یہاں یہ مقطوع نہیں بلکہ مخبون مسکن کہلائے گا ۔ اس وزن میں فعِلن کی جگہ فَعلن بہ آسانی لایا جا سکتا ہے ایسا کرنے سے شعر،نظم یا غزل ناموزوں نہیں ہوتے ۔لہٰذا حشو ین میں قطع کہیں بھی وارد نہیں ہوتا۔وزن کا صحیح نام ہوا۔ بحر متدارک مخبون ، مخبون مسکن مخبون ،مخبون مسکن المضاعف یا شانزدہ رکنی ۔

جدول نمبر1 وزن نمبر شمار23

سرسی چھند:فعلن۔فعلن۔فعلن۔فعلن۔فعلن۔فعلن۔فاع

اسے بحر متقارب ہفت رکنی کہا جا سکتا ہے اگر چہ کہ اردو میں ایسا کہنے کا رواج نہیں ہے ۔یہاں اسے اقبال کے عروضی تجربے کے طور پر دیکھا

جا سکتا ہے۔

جدول نمبر1، وزن نمبر شمار24

رباعی: ہزج اخرب مقبوض ابتر

وزن:مفعول، مفاعلن، مفاعَیلن، فع

رباعی کے وزن میں ابتر مزاحف غلط تصرف ہے جبکہ رکن مفاعَیلن میں بتر سے فعولن حاصل ہوتا ہے۔اسکا صحیح اصطلاحی نام لکھ کر اکتفا کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

اخرب، مقبوض، مکفوف، محبوب مخنق

اس گفتگو کا ماحصل یہ ہے کہ دونوں ہی مضامین میں عروضی وفنی استنباط غلط روش پر ہے اوزان اشعار کے جو جدول بتائے گئے ہیں اوران کا تناسب نکالا گیا ہے منشور عروض کو نظرانداز کیا گیا ہے۔ میں نے سائنٹفک تجزیے کی روشنی میں اس پورے جدول پر صریح بحث کی ہے۔جس سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ کلام اقبال چوبیس اوزان پر مشتمل کہنا انتہائی عروضی وفنی ناواقفیت کا بین ثبوت ہے۔

تجرباتی ہئیتی نظمیں

اور

موازینِ عروضِ اردو

جدید اذہان کی اختراعی قوتیں کہئے یا عروض بیزار جدید طرز شاعری کے علم بردار ان دنوں پیرائے اظہار کے لیے نئے نئے تجربات کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آج اردو شاعری میں دیگر ممالک وزبان کے متعدد اصناف سخن ہئیتی و جمالیاتی اعتبار سے چھوٹی ساخت والی پابند نظمیں کچھ زیادہ ہی رواج پا رہی ہیں۔ دوہے، ماہیے، ثلاثی، ترویني، ترانے، ہائیکو، دوبیتی، خماسی، رینگا وغیرہم مشہور ومقبول ہیں۔ جن سے کلام اردو میں نئی چاشنی، ایک نیا انداز، ایک نیا لہجہ ضرور پیدا ہوا ہے لیکن یہاں ایک غور کرنے کی بات یہ ہے کہ عروضی وفنی انحرافیت بھی صاف جھلکتی ہے۔

یہ مختصر سی نظمیں جن کی بنیادی حیثیت ہی ہئیت کے اعتبار سے ہے ان کی شناخت کو بنائے رکھنے کے لیے ان نظموں میں انہیں بنیادی اصول ولوازم کو برقرار رکھنے کی کوشش ہوتی ہے۔ جس طرح اس زبان میں موجود ہیں لیکن ایسا کرنا نظم کی ہئیتی اعتبار تک ممکن ہے۔ عروضی وفنی طور پر اس کو جوں کا توں اپنایا جانا قدرے دقت طلب ہے۔ ایک زبان کا عروضی نظام دوسری زبان کے عروضی نظام سے یکسر مختلف ہوتا ہے۔ انگریزی عروض (پروسڈی) موکد وغیر موکد کی اساس پر ہوتا ہے تو ہندی کا عروضی نظام (پنگل شاستر) ماتراؤں کی

بنیاد پر ہے ۔اور اردو فارسی ،عربی کا نظام عروض اصوات پر مبنی ہے ۔ اس طرح ایک زبان کے قواعد دوسرے زبان کے عروضی نظام پر انطباق کیا جانا نہ صرف مشکل ہے بلکہ غیر سائنٹفک بھی ہے ۔ البتہ ان نظموں کی ہئیتوں کو کسی حد تک برقرار رکھنے کی گنجائش موجود ہوتی ہے ۔ زیرنظر مضمون میں ان اصناف سخن کے موازین پر تفصیلی جائزہ پیش کرنے کی کوشش ہے ان میں سے چند نظمیں ایسی ہیں جن میں عروضی پابندی کی گئی ہیں اور چند ایسی ہیں کہ جن میں عروضی قوانین کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا گیا ہے ۔

دوھا

''دوہا'' اردو کے قصیدے ،غزل یا دومصرعہ والا ہم قافیہ شعر کی طرح ہوتا ہے ۔اس کا ہر مصرعہ چوبیس حروف (24 ماترائیں) پر مشتمل ہوتا ہے اس کی ترتیب خاص ہے ہر مصرعہ کے درمیان ایک عروضی وقفہ لایا جاتا ہے جسے ہندی میں یتی یا بشرام کہتے ہیں ۔مصرعہ کو کچھ اس التزام سے باندھا جاتا ہے کہ عروضی وقفہ (بشرام) سے پہلے تیرہ حروف (ماترائیں) آئیں اور وقفہ کے بعد گیارہ حروف (ماترائیں) لائی جائیں ۔ 13 + 11 یعنی شروع کے دونوں ارکان تیرہ حرفی پر مشتمل ہوں گے ۔ بعدہ دونوں ارکان جملہ گیارہ حرفی ہوں گے ۔ اس چھوٹی سی ذومصراعی نظم میں اس خاص سکتہ سے ہی ایک عجیب سے موسیقیت پیدا ہوتی ہے اور یہی چیز اس نظم میں حسن پیدا کرتی ہے ۔

ہندی میں اس کے ہر مصرعہ کا خاتمہ حرفِ متحرک الآخر پر ہوتا ہے اور تقطیع میں شمار ہوجاتا ہے اردو میں ایسا قدرے مشکل کن ہے لیکن اس کے اوزان کچھ اس ترتیب سے لائے جائیں گے جس کے آخر میں حرف متحرک کے بجائے دوسرا حرفِ ساکن لایا جائے تو وہ سلیقہ اردو دہے میں بھی آسکتا ہے ۔

اردو میں اوزان دوہے سینکڑوں سے تجاوز کرجاتے ہیں ۔ یہاں

چند اوزن بحور قاعدۂ عروض کے پیش نظر تشکیل دیے گئے ہیں (پہلے دونوں ارکان تیرہ حرفی بعد کے دونوں ارکان گیارہ حرفی اور اس کی ہر بحر مثمن ہوگی)

بحرِ ہزج مثمن

1) سالم، مقبوض سالم اہتم

مفاعیلن مفاعلن مفاعیلن فَعُول

2) سالم مکفوف سالم اہتم

مفاعیلن مفاعیلُ مفاعیلُن، فعول

3) مکفوف سالم مخنق سالم اہتم

مفاعیلن، مفعولن، مفاعیلن، فعول

4) مکفوف سالم سالم اہتم

مفاعیل مفاعیلن مفاعیلن فعول

5) اخرم، سالم، سالم، اہتم

مفعولن مفاعیلن مفاعیلن فعول

6) مقبوض سالم سالم اہتم

مفاعلن مفاعیلن مفاعیلن فعول

بحر رجز مثمن

سالم مخبون مرفوع مخبون، مخبون مذال

مس تف علن، مفاعلن، فِعِلن، مفاعِلان

سالم مطوی مرفوع مخبون مخبون مذال

مس تف علن، مفتعِلن فعِلن مفاعِلان

سالم،مطوی مسکن مرفوع مخبون مخبون مذال

مس تف علن مفعو لن فعِلن مفاعِلان

سالم،مخبون مرفوع مخبون مطوی مذال

مس تف علن مفاعِلن فعِلن مفتعِلان

سالم،مطوی مرفوع مخبون مطوی مذال

مس تف علن مفتعِلن فعِلن مفتعِلان

سالم،مطوی مسکن مرفوع مخبون مطوی مذال

مس تف علن مفعو لن فعِلن مفتعِلان

سالم،مخبون مرفوع مخبون مطوی مذال مسکن/ اعرج

مس تف علن مفاعِلن فعِلن مفعو لان

سالم،مطوی،مرفوع مخبون مطوی مذال مسکن/ اعرج

مس تف علن مفتعلن فعِلن مفعو لان

سالم،مطوی مسکن،مرفوع مخبون،مطوی مذال مسکن/ اعرج

مس تف علن مفعو لن فعِلن مفعو لان

سالم،مخبون مخبون مخبول اعرج

مس تف علن مفاعِلن مفاعِلن فعِلان

سالم،،مخبون مطوی مخبول اعرج

مس تف علن مفاعِلن مفتعِلن فعِلان

سالم،مطوی،مطوی،مخبول اعرج

مس تف علن مفتعِلن مفتعِلن فعِلان

سالم،مطوی،مخبون مخبول اعرج

مس تف علن مفتعِلن مفاعِلن فعِلان

(ان اوزان میں وارد مفاعِلن مخبون کی جگہ مفتعِلن (مطوی) اور اس مطوی مفتعِلن کی جگہ مخبون مفاعِلن اور ان دونوں فروعات کی جگہ مفعولن (مطوی مسکن) لانا درست ہے۔ اسی طرح فعِلان (مخبول اعرج کی جگہ) فعلاتن (مطموس) جو آخری رکن میں آتا ہے ایک دوسرے کی جگہ درست ہے)

سالم،مطوی،سالم مخبون مطموس

مس تف علن مفتعِلن مس تف عِلن فعول

سالم،مخبون،سالم مخبون مطموس

مس تف علن مفاعِلن مس تف عِلن فعول

سالم،مطوی مسکن،سالم مخبون مطموس

مس تف علن مفعولن مس تف عِلن فعول

سالم،مطوی،مرفوع مخبون اعرج

مس تف علن مفتعِلن فاعِلن فعولان

سالم،مطوی،مرفوع مرفوع مذال

مس تف علن مفتعِلن فاعِلن فاعلان

سالم،مطوی،مرفوع مخبول مذال

مس تف علن مفتعِلن فاعِلن فعِلتان

سالم،مطوی،مخبول مرفوع مذال

مس تف علن مفتعِلن فعِلتن فاعلان

سالم،مخبون،مرفوع،مخبون اعرج

مس تف علن مفاعِلن فاعِلن فعو لان

سالم،مطوی مسکن،مرفوع،مخبون اعرج

مس تف علن مفعو لن فاعِلن فعو لان

سالم،مخبون،مرفوع،مرفوع مذال

مس تف علن مفاعِلن فاعِلن فاعلان

سالم،مخبون،مرفوع،مخبون اعرج

مس تف علن مفاعِلن فاعِلن فعو لان

سالم،مخبون،مرفوع،مخبول مذال

مس تف علن مفاعِلن فاعِلن فعلتان

سالم،مخبون،مخبول،مخبول مذال

مس تف علن مفاعِلن فعِلتن فعلتان

سالم،مخبون،مخبول مرفوع مذال

مس تف علن مفاعِلن فعِلتن فاعلان

سالم،مطوی،مخبول،مخبول مذال

مس تف علن مفتعِلن فعِلتن فعلتان

مخبون سالم، مرفوع مخبون، مخبون مذال

مفاعلن مس تف عِلن فعِلن مفاعلان

مخبون سالم، مرفوع مخبون، مطوی مذال

مفاعلن مس تف عِلن فعِلن مفتعلان

مطوی سالم، مرفوع مخبون، مطوی مذال

مفتعلن مس تف عِلن فعِلن مفتعلان

مطوی سالم، مرفوع مخبون، مخبون مذال

مفتعلن مس تف عِلن فعِلن مفاعلان

مخبون سالم، مرفوع مخبون، مطوی مذال

مفاعلن مس تف عِلن فعِلن مفتعلان

(مفاعلن، مفتعلن، اور مفعولن کو ایک دوسرے کی جگہ رکھا جا سکتا ہے۔ اسی طرح فعِلن کی جگہ فعْلن کا لانا بھی جائز و درست ہے)

مخبون سالم، مخبون، مخبول اعرج

مفاعلن مس تف عِلن مفاعِلن فعلان

مخبون سالم، مطوی، مخبول اعرج

مفاعلن مس تف عِلن مفتعِلن فعلان

مطوی سالم، مخبون، مخبول اعرج

مفتعلن مس تف عِلن مفاعِلن فعلان

مطوی سالم، مطوی، مخبول اعرج

مفتعِلن مس تف عِلن مفتعِلن فعلان

(ہر آخری رکن کے فعِلان کی جگہ فعْلان لایا جا سکتا ہے)

مطوی سالم، سالم، مخبول مطموس

مفتعِلن مس تف عِلن مس تف عِلن فعو لُ

مخبون سالم، سالم، مخبول مطموس

مفاعِلن مس تف عِلن مس تف عِلن فعو لُ

مطوی مسکن، سالم، سالم، مخبول مطموس

مفعو لن مس تف عِلن مس تف عِلن فعو لُ

مطوی مسکن، سالم مطوی مسکن، مخبول اعرج

مفعو لن مس تف عِلن مفعو لن فعِلان

سالم، مطوی مسکن، مطوی مسکن، مخبول اعرج

مس تف علن مفعو لن مفعو لن فعِلان

(بحر رجز مثمن سے مزید اوزانِ دوہا حاصل ہو سکتے ہیں۔ یہاں پر اکتفا کیا جا رہا ہے)

بحر رمل مثمن (اوزانِ دوھا)

سالم، مخبون، مخبون، مخبون مقصور

فاعِلاتن، فعِلاتن فعِلاتن، فعِلان

سالم، مخبون، مخبون مسکن، مخبون مقصور

فاعِلاتن، فعِلاتن فعْلاتن، فعِلان

سالم، مخبون مسکن، مخبون، مخبون مقصور

فاعِلاتن، فعُلاتن فعِلاتن، فعِلان

سالم،مخبون مسکن،مخبون مسکن،مخبون مقصور

فاعِلاتن، فعُلاتن فعُلاتن، فعِلان

مخبون،سالم ،مخبون،مخبون مقصور

فعِلاتن فاعِلاتن، فعِلاتن، فعِلانُ

مخبون،سالم ،مخبون مسکن،مخبون مقصور

فعِلاتن فاعِلاتن، فعُلاتن، فعِلان

مخبون مسکن ،سالم ،مخبون مخبون مقصور

فعُلاتن فاعِلاتن، فعِلاتن، فعِلان

مخبون مسکن ،سالم ،مخبون مسکن مخبون مقصور

فعُلاتن فاعِلاتن، فعُلاتن، فعِلان

سالم،مکفوف مکفوف محذوف اعرج

فاعِلاتن فاعِلاتُ، فاعِلاتُ فعُلانْ

مکفوف،سالم،مکفوف محذوف اعرج

فاعِلات فاعِلاتُن، فاعِلاتُ فعُلانْ

سالم،مخبون،مکفوف محذوف اعرج

فاعِلاتن فعِلاتُن، فاعِلاتُ فعُلانْ

مخبون سالم،مکفوف محذوف اعرج

فعِلاتن فاعِلاتُن، فاعِلاتُ فعُلانْ

سالم، مخبون مسکن مکفوف محذوف اعرج

فاعِلاتن فعْلاتُن، فاعِلاتُ فعْلانْ

مخبون مسکن سالم، مکفوف محذوف اعرج

فعْلاتن فاعِلاتُن، فاعِلاتُ فعْلانْ

سالم مخبون مشکول، مقصور

فاعِلاتن فعِلاتُن، فعِلاتُ فاعِلانْ

سالم مخبون مسکن مشکول، مقصور

فاعِلاتن فعْلاتُن، فعِلاتُ فاعِلانْ

مخبون سالم مشکول، مقصور

فعِلاتن فاعِلاتُن، فعِلاتُ فاعِلانْ

مخبون مسکن سالم مشکول، مقصور

فعْلاتن فاعِلاتُن، فعِلاتُ فاعِلانْ

(بحر رمل کے فعِلا تن کی جگہ فعْلا تن (بہ سکون عین) اور فعِلا تُ کی جگہ فعْلا ت (بہ سکون عین) لا یا جا نا جا ئز ہے ۔ اسی طرح آ خری رکن فعِلا ن کی جگہ فعْلا ن مخبون مقصور مسکن کو لا یا جا سکتا ہے ۔ یا د رہے کہ جہاں آ خری رکن میں فعْلا ن محذ و ف ا عرج بن آ کر آ یا ہے و ہاں فعِلا ن رکھا نہیں جا سکتا)

بحروافرمثمن

اعضب سالم معصوب مقطوف مقصور

مفتعِلن مفاعلتن مفاعیلن فعول

اعضب مسکن سالم معصوب مقطوف مقصور

مفعولن مفاعلتن مفاعیلن فعول

منقوص سالم معصوب مقطوف مقصور

مفاعیل مفاعلتن مفاعیلن فعول

معقول سالم معصوب مقطوف مقصور

مفاعلن مفاعلتن مفاعیلن فعول

سالم معقول معصوب مقطوف مقصور

مفاعلتن مفاعلن مفاعیلن فعول

سالم منقوص معصوب مقطوف مقصور

مفاعلتن مفاعیل مفاعیلن فعول

اعضب معصوب سالم مقطوف مقصور

مفتعِلن مفاعیلن مفاعلتن فعول

اعضب مسکن معصوب سالم مقطوف مقصور

مفعولن مفاعیلن مفاعلتن فعول

منقوص معصوب سالم مقطوف مقصور

مفاعیلُ مفاعیلن مفاعلتن فعول

معقول معصوب سالم مقطوف مقصور

مفاعِلُن مفاعیلن مفاعلتن فعول

معصوب معصوب سالم مقطوف مقصور

مفاعِیلُن مفاعیلن مفاعلتن فعو ل

معصوب معصوب سالم مقطوف مقصور

مفاعِیلُن مفاعیل مفاعلتن فعو ل

بحر کامل مثمن

مخزول سالم مخزول مطموس

مفتعِلن متفاعِلن مفتعِلن فعِلان

موقوس سالم مخزول مطموس

مفاعِلن متفاعِلن مفتعِلن فعِلان

مخزول مسکن سالم مخزول مطموس

مفعو لن متفاعِلن مفتعِلن فعِلان

مخزول سالم موقوص مطموس

مفتعِلن متفاعِلن مفاعِلن فعِلان

مخزول مسکن سالم موقوص مطموس

مفعو لن متفاعِلن مفاعلن فعِلان

مخزول مسکن سالم مخزول مسکن مطموس

مفعو لن متفاعِلن مفعو لن فعِلان

مخزول سالم مخزول مسکن مطموس

مفتعلن متفاعِلن مفعو لن فعِلان

موقوص سالم مخزول مسکن مطموس

مفاعلن متفاعِلن مفعولن فعِلان

مخزول سالم مضمر مرفوع مخبون اعرج

مفتعِلن متفاعِلن فعِلن فعِلاتان

موقوصسالم مضمر مرفوع مخبون اعرج

مفاعِلن متفاعِلن فعِلن فعِلاتان

مخزول مسکن سالم مضمر مرفوع مخبون اعرج

مفعولن متفاعِلن فعِلن فعِلاتان

سالم مخزول مخزول مطموس

متفاعِلن متفعِلن مفتعِلن فعِلان

سالم موقوص مخزول مطموس

متفاعِلن مفاعِلن مفتعِلن فعِلان

سالم مخزول موقوص مطموس

متفاعِلن مفتعِلن مفاعِلن فعِلان

سالم موقوص موقوص مطموس

متفاعِلن مفاعِلن مفاعِلن فعِلان

سالم مخزول مضمر مرفوع مخبون مخزول مذال

متفاعِلن مفتعِلن فعِلن مفتعِلان

سالم موقوص مضمر مرفوع مخبون موقوص مذال

متفاعِلن مفاعِلن فعِلن مفاعِلان

بحر مضارع مثمن

سالم مکفوف مکفوف مقبوض مسکن مقصور

مفاعیلن فا عِ لات مفاعیل فعُلان

سالم مکفوف مقبوض مقبوض مسکن مقصور

مفاعیلن فا عِ لات مفاعلن فعُلان

سالم مقبوض مکفوف مقبوض مسکن مقصور

مفاعیلن مفتعِ لن مفاعیل فعُلان

سالم مقبوض مقبوض مقبوض مسکن مقصور

مفاعیلن مفتعِ لن مفاعلن فعُلان

سالم مقبوض مسکن مکفوف مقبوض مسکن مقصور

مفاعیلن مفعو لن مفاعیل فعُلان

سالم مقبوض مسکن مقبوض مقبوض مسکن مقصور

مفاعیلن مفعو لن مفاعلن فعُلان

بحر مقتضب مثمن

سالم مخبون مخبون مخبول اعرج

مفعو لات مفاعِلن مفاعِیلُ فعِلان

سالم مطوی مخبون مخبول اعرج

مفعو لات مفتعِلن مفاعِیلُ فعِلان

سالم مطوی مسکن مخبون مخبول اعرج

مفعو لات مفعو لن مفاعِیلُ فعِلان

مطوی سالم مخبون مخبول اعرج

فا عِ لاتُ مس تف عِلن مفاعِیل فعِلان

مطوی سالم مطوی مخبول اعرج

فا عِ لاتُ مس تف عِلن فا عِ لاتُ فعِلان

مخبون سالم مطوی مخبول اعرج

مفاعِیلُ مس تف عِلن فا عِ لاتُ فعِلان

مخبون سالم مخبون مخبول اعرج

مفاعِیلُ مس تف عِلن مفاعیل فعِلان

سالم مخبون سالم مخبون مطموس

مفعو لاتُ مفاعِلن مفعو لات فعو ل

سالم مطوی سالم مخبون مطموس

مفعو لاتُ مفتعِلن مفعو لات فعو ل

سالم مطوی مسکن، سالم مخبون مطموس

مفعو لاتُ مفعو لن مفعو لات فعو ل

بحر مجتث

سالم مکفوف مکفوف محذوف اعرج

مس تفعِ لن فاعِلاتُ مس تفعِ لُ فعْلان

سالم مخبون مخبون مخبون مقصور

مس تفعِ لن فعِلاتُن مفا عِ لنُ فعِلان

سالم مخبون مسکن مخبون مخبون مقصور

مس تفعِ لن فعْلاتُن مفا عِ لنُ فعِلان

مکفوف سالم مخبون مخبون مقصور

مس تفعِ لُ فاعلاتُن مفا عِ لنُ فعِلان

مکفوف سالم مکفوف محذوف اعرج

مس تفعِ لُ فاعلاتُن مس تفعِ لُ فعْلان

مخبون سالم مخبون مخبون مقصور

مفا عِ لن فاعلاتُن مفا عِ لنُ فعِلان

(بحر مجتث کے مزاحف اوزان میں جہاں بھی فعِلا تن آیا ہے اس جگہ فعْلا تُن اور فعْلا تن کی جگہ فعِلا تن بہ حسن وخوبی لایا سکتا ہے۔ اسی طرح فعِلان کی جگہ فعْلان اور فعْلان کی جگہ فعِلان رکھا جانا جائز ہے۔ البتہ جہاں رکن 'فاعِ لاتن'' سے ایک فروع فعْلان جوز حاف ''حذف اور عرج'' کے عمل سے حاصل ہوا ہے جسے اصطلاح میں محذوف اور اعرج کہتے ہیں ایسے فعْلان کی جگہ فعِلان نہیں لایا جا سکتا ہے کیوں کہ ایسا کرنا حکم معاقبہ کی اصول عدولی ہوگی۔)

بحر مشاکل مثمن

سالم مکفوف سالم اہتم

فاعِ لاتن مفاعِیل فاعِ لاتن فعول

مکفوف سالم سالم اہتم

فاعِ لات مفاعِیلن فاعِ لاتن فعول

سالم مقبوض سالم اہتم

فا عِ لا تن مفاعِلن فا عِ لا تن فعو ل

مقبوض سالم سالم اہتم

مفتعِ لن مفاعِیلن فا عِ لا تن فعو ل

مقبوض مسکن سالم سالم اہتم

مفعو لن مفاعِیلن فا عِ لا تن فعو ل

بحر منسرح

سالم مخبون مخبون مخبول موقوف

مس تف عِلن مفاعیل مفاعِلن فعِلان

سالم مطوی مخبون مخبول موقوف

مس تف عِلن فا عِ لات مفاعِلن فعِلان

مخبون سالم مخبون مخبول موقوف

مفاعِلن مفعو لاتُ مفاعِلن فعِلان

مخبون سالم مطوی مخبول موقوف

مفاعِلن مفعو لاتُ مفتعِلن فعِلان

مطوی سالم مطوی مخبول موقوف

مفتعِلن مفعو لاتُ مفتعِلن فعِلان

سالم مخبون مطوی مخبول موقوف

مس تف علن مفاعیل مفتعِلن فعِلان

سالم مطوی مطوی مخبول موقوف

مس تف علن فا عِ لات مفتعِلن فعِلان

بحر خفیف

سالم مخبون مکفوف محذوف موقوف

فاعِلاتن مفا عِ لن فاعِلاتُ فعْلان

سالم مکفوف مکفوف محذوف موقوف

فاعِلاتن مس تفعَ لُ فاعِلاتُ فعْلان

سالم مخبون سالم مخبون محذوف موقوف

فاعِلاتن مفا عِ لن فاعِلاتنُ فعو ل

سالم مکفوف سالم مخبون محذوف موقوف

فاعِلاتن مس تفع ل فاعِلاتنُ فعو ل

مکفوف سالم سالم مخبون محذوف موقوف

فاعِلاتُ مس تفع لن فاعِلاتنُ فعو ل

مخبون سالم سالم مخبون محذوف موقوف

فعِلاتن مس تفع لن فاعِلاتنُ فعو ل

سالم مخبون مخبون محذوف موقوف

فاعِلاتن مفا ع لن فعِلاتنُ فعْلان

مکفوف سالم مخبون محذوف موقوف

فاعِلات مس تفع لن فعِلاتنُ فعْلان

مخبون سالم مخبون محذوف موقوف

فعِلاتن مس تفع لن فعِلاتنُ فعْلان

(فعِلا تن اور فعْلا تن کو ایک دوسرے کی جگہ بہ خوبی لا یا جا سکتا ہے)

علم عروض کی مسلمہ قوانین کی روشنی میں مندرجہ بالا اوزانِ دوہا تشکیل دیے گئے ہیں۔مزید اوزان برآمد کیے جا سکتے ہیں۔لیکن یہاں انہیں اوزانِ دوہا پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔اوزانِ دوہا میں ایک خاص بات یہ دیکھی جا سکتی ہے کہ اس کے شروع کے دو رکن میں سے ایک میں سالم کا رکن آنا لازمی ہوتا ہے اور بھی ان اوزان کی منفرد شناخت ہوسکتی ہے۔

وضاحت: عروض خلیلیہ کے اپنے اصول ہیں تو پنگل شاستر کے اپنے کچھ قواعد ہیں۔اردو عروض کی بنیاد ارکان ہیں اور ہندی پنگل کے چھند جو دو طرح سے محصول ہوتے ہیں ماترک چھند اور ورنک چھند۔اول الذکر ماترائی بنیاد پر اور ثانی الذکر اجزائی بنیاد پر ہے۔

ہندی دوہا کے اوزان میں یہ ترتیب پائی جاتی ہے کہ ہر مصرعے میں دو جزو ہوتے ہیں سم پاد اور وشم پاد، نیز یہ اصول بھی کارفرما ہے کہ دوہے کے حصہ اول (سم پاد) کی ابتدا میں فعولُ (جگن) لا یا نہیں جاتا۔لیکن اس کے آخر میں فعولن (سگن) ، فاعِلن (رگن)، فعِلُ (نگن) میں سے کوئی گن آ سکتا ہے۔ اور اس طرح اس کے حصہ دوم میں (وشم پاد) کے آخر میں فعولُ (جگن) یا مفعولُ (تگن) ہوتا ہے۔یہ اصول باعتبار پنگل ہندی ہیں اردو کے اوزان دوہا میں ان اصولوں کو من وعن بروئے کار لا یا نہیں جا سکتا۔ کیوں کہ اوزان عروض اردو کی بنیاد ارکان ہیں اور یہ اصوات پر مبنی ہیں۔ بعض ہندی اوزان اردو عروض کے مزاج کے اعتبار سے نسبتاً سست معلوم ہوتے ہیں، اور اس زبان کے آہنگی معیار اور شعری غنائیت کو قائم نہیں رکھ سکتے۔اس

لیے زیر نظر مضمون میں اصول عروض اردو کے تحت اوزانِ دوہا کو ترتیب دینے کی مناسب کوشش کی گئی ہے۔

اب مختصراً ان تجرباتی نظموں پر روشنی ڈالی جائے گی جو اردو میں مقبول ہوئی ہیں

ہائیکو

یہ جاپان سے برآمد مقبول ترین سہ مصراعی مختصر نظم ہے۔ قافیوں سے آزاد بھی ہوتی ہے بعض شعرا حضرات سے قافیہ بند ہائیکو بھی لکھے گئے۔ اس نظم کا پہلا اور تیسرا مصرعہ ہم آہنگ ہوتا ہے دوسرا یا ان کے درمیان لایا جانے والا مصرعہ ان دونوں مصرعوں سے کچھ بڑا ہوتا ہے۔ لیکن شعرائے اردو نے اس کی پابندی نہ کر کے تینوں مصرعوں کو ہم آہنگ رکھ دیتے ہیں۔

ایسا کرنے سے اس کی اصل ہئیت بدل جاتی ہے اور اردو میں پہلے ہی سے موجود نظم ''ثلاثی'' کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ ہائیکو کے لیے جو وزن بتایا جاتا ہے ذی علم حضرات بحر متقارب سے ماخذ کرتے ہیں، جن کی اشکال ایسی ہیں۔

پہلا مصرعہ: فعْلن فعْلن فع (10 حرفی)

دوسرا مصرعہ: فُعلن فعْلن فعْلن فع (14 حرفی)

تیسرا مصرعہ: فعْلن فعْلن فع (10 حرفی)

یعنی اس کا پہلا اور تیسرا وزن بحر متقارب مسدس فعْلُ فعولُ فَعَل/ فعوُل (اثرم۔ مقبوض۔ محذوف/مقصور) کا رعایتی وزن ہوا۔ اور دوسرا جو وزن بتایا جاتا ہے فَعْلُ فعول فَعَل/ فعولُ کا رعایتی وزن ہے۔

''ہائیکو'' کے مندرجہ بالا وزن پر غور فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ

اس طرح کے مزید ہم آہنگ اوزان دوسری بحور سے بھی برآمد کر لیے جا سکتے ہیں تو کیوں نہ ایسا کیا جائے؟ اس آہنگ کو بحر متقارب سے ہی مختص ٹھہرانا ایک ذہنی اپج ہی ہے ایک اور چیز جو اس نظم کے آہنگ میں نظر آتی ہے وہ یہ کہ کیا اردو عروض اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ کسی نظم کے دو مصرعہ ایک جیسے آہنگ میں ہوں اور اس کا کوئی مصرعہ کچھ آہنگ بڑھا کر رکھا جائے؟ نہیں ۔عروض میں ایسا کوئی اصول نہیں اور اگر زحاف خزم کی مثال کو پیش نظر رکھ کر جواز تلاش کریں تو یہ اس لیے صحیح نہیں کہ خزم'' کو دور خلیل میں ہی اسے قاطع ترنم قرار دیا گیا۔ غالب کی ایک مشہور رباعی کا مصرعہ'' دل رک رک کر بند ہو گیا غالب'' اسی خزم کی بہترین مثال ہے موجد عروض خلیل بن احمد بصری ماہر موسیقیات بھی تھا۔ اس وجہ سے ایسے تمام عرب والوں کے زحافات ترفیل، تطویل وغیرہ جو قاطع ترنم معلوم ہوئے مسترد کر دیا تھا۔ اب ان کو پھر سے رائج کرنے کی کیا تک ہے؟

ایسی نظموں کی ہیئت میں مصرعوں کی حرفی تعداد کو بڑا دخل ہے جو کسی مصرعہ میں کم وبیش ہو کر آتے ہیں اسی طرح کی کمی وبیشی ان نظموں کی ہیئتی پہچان ہوتی ہے اور یہ اس عروض کے لیے جائز ہو سکتی ہے جہاں تقطیع میں حرفی تعداد شمار ہوتے ہیں لیکن اردو عروض کا کلیہ اس سے مختلف ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ تجرباتی نظموں میں ہیئت برقرار رکھنے کے لیے ارکان ہی کو گھٹایا یا بڑھایا جائے۔ حرفی تعداد کی شرط غیر مناسب ہے اور ایسی نظمیں مسلمہ کسی ایک ہی رکن میں قطع ہوں تو مزید گنجلک اصولوں سے بچا جا سکتا ہے۔ مثلاً مندرجہ ذیل موازین پر غور کیا جائے۔

ارکانِ فاعِلن

1) پہلا مصرعہ مربع فاعِلن فاعِلن (10 حرفی)

دوسرا مصرعہ مسدسہ فاعِلن فاعِلن فاعِلن (14 حرفی)

تیسرا مصرعہ مربع: فاعِلن فاعِلن (10 حرفی)

2) ارکان مفتعِلن

تیسرا مصرعہ مربع: مفتعِلن مفتعِلن (12 حرفی)

دوسرا مصرعہ مسدسہ مفتعِلن مفتعِلن مفتعِلن (18 حرفی)

تیسرا مصرعہ مربع: مفتعِلن مفتعِلن (12 رفی)

اسی اعتبار سے مزید ارکانِ آہنگِ ہائیکو حاصل کیے جا سکتے ہیں اور ان کے اصطلاحی نام اس رکن سے ہی منسوب ہوں گے۔ جیسے ارکانِ فاعِلن، ارکانِ مفتعلن یا مفاعِلن رکھے جائیں۔

نوٹ؛ مفتعِلن، فعِلا تن، فعِلن جیسے ارکان کے متواتر تین حرکات میں سے ایک درمیانی حرکت کو ساکن کر دیں تو مفعولن، فعْلا تن، فعْلن، یہ اور ایسے ارکان ایک دوسرے کی جگہ لایا جانا درست ہوگا۔ ایسا کرنے سے حرفی تعداد میں فرق نہیں ہوتا۔

اردو میں ہائیکو کے لیے صحیح وزن مع اصطلاحی نام ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

پہلا مصرعہ: فعِلا تُن، فعِلن (10 حرفی)

دوسرا مصرعہ: فاعِلاتن، فعِلا ن (12 حرفی)

تیسرا مصرعہ: فعِلا تُن، فعِلن (10 حرفی)

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ اس کے درمیان کا مصرعہ چودہ حرفی کے بجائے بارہ حرفی ہوتا ہے۔ یعنی ایک سبب خفیف کم ہوگا۔ جس کی وجہ سے ایک فاش عروضی غلطی سے بچا جا سکتا ہے۔ یہی وزن ماہیا کا بھی ہے۔ بس اس کی

ترتیب 12 -10 -12 حرفی کی ہوگی ۔ مندرجہ بالا دوسرے مصرعہ کا وزن یہاں پہلے اور تیسرے مصرعے کا وزن ہوگا ۔

پہلا مصرعہ : فا عِلاتن ، فعِلا ن (12 حرفی)

دوسرا مصرعہ : فعِلا تُن ، فعِلن (10 حرفی)

تیسرا مصرعہ : فا عِلاتن ، فعِلا ن (12 حرفی)

ثلاثی

یہ سہ مصراعی نظم قاعدۂ عروض کے عین مطابق ہے ۔ اس کا پہلا اور تیسرا مصرعہ ہم قافیہ وہم ردیف ہوتا ہے چند شعرا حضرات اس کے تینوں مصرعوں میں قافیہ لاتے ہیں ۔ اس نظم کے تینوں ہی مصرعہ ہم وزن ہوتے ہیں اس کے لیے کوئی بحر وزن مختص نہیں یہ مربع ، مسدس ، مثمن ارکان پر مشتمل کسی بھی بحر و وزن میں کہی جا سکتی ہے ۔

مجھ سے کیا پوچھتے ہوسچائی
آئینہ چور چور کردو گے
اپنی صورت جہاں نظرآئی

وزن:فاعِلاتن، مفا عِ لن فعِلن /فعِلان ،اصطلاحی نام بحرخفیف مسدس سالم مخبون مخبون محذوف/مخبون مقصور۔

ماھیا

پنجابی لوک گیتوں کی ایک دلکش صنفِ سخن ہے آجکل اردو میں خوب رائج ہے ۔ اس کی ساخت ہائیکو اور ثلاثی سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ' ثلاثی ' میں تینوں مصرعہ ہم وزن ہوتے ہیں ۔ ہائیکو ، کا درمیانی مصرعہ ایک سبب سے بڑا ہوتا ہے اور ماہیا کا درمیانی مصرعہ ایک سبب کم ہوتا ہے ۔ ، اس نظم کا پہلا اور تیسرا مصرعہ ہم وزن وہم قافیہ وہم ردیف ہوتا ہے ہائیکو کی طرح اس کے

مصرعوں میں حرفی تعداد شمار ہے یعنی پہلا مصرعہ 12 حرفی، دوسرا مصرعہ 10 حرفی (ایک سبب خفیف کم) اور تیسرا مصرعہ 12 حرفی۔

اس نظم کے لیے چند حضرات اوزان مختص کرنے کی ایک غیر اصولی کوشش کی ہے۔ اس کے پہلے اور تیسرے مصرعے کے لیے بحر متدارک مسدس مخبون، مخبون، مخبون/مخبون مذال۔ فعِلن فعِلن فعِلن/ فعِلان اور اس پر عمل تسکین فرما کر مزید سولہ اوزانِ مزاحف محصول کر لیے جاتے ہیں اور اس کے دوسرے مصرعہ کو بحر متقارب مسدس اثرم مقبوض محذوف/محذوف مقصور۔ فعُل فعولُ فعَل/ فعول جس پر عمل تخنیق فرما کر آٹھ رعایتی اوزان برآمد کرتے ہیں۔ اور چند حضرات اس وزن کو بحر ہزج مربع اخرب سالم۔ مفعول، مفاعیلن سے پہلے اور تیسرے مصرعہ کو گردانتے ہیں اور درمیانی یعنی دوسرے مصرعہ کو بحر طویل مربع اثرم سالم۔ فعُلُ، مفاعیلن سے قطع کرنے کو روا سمجھتے ہیں، جبکہ یہ حقیقت ہے کہ دو مختلف بحروں کے مختلف اوزانِ مزاحف کو ایک جگہ اختلاط کیا جانا درست نہیں مانا جا سکتا۔ اتنا ہی نہیں عروضِ خلیل میں ایک ہی بحر کے دو مختلف اوزان کا اختلاط بھی امر ممتنع ہے۔ البتہ ایک وزن سے حاصل رعایتی اوزان کا خلط نہ صرف درست ہے بلکہ ایسا کرنا کلام میں تنوع پیدا کرتا ہے۔

اس ضمن میں ایک اور چیز واضح کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ایسی نظموں کے لیے دو مختلف بحور سے مختلف اوزان حاصل کر لیے جاتے ہیں جب کہ ایسے اوزان ایک ہی بحر سے محصول ہوتے ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہو۔ وجہ یہی ہے کہ عمومی طور پہ واقفیت نہیں ہوتی ہے۔ مندرجہ ذیل بحر و وزن کو دیکھیے اس سے ماہیا کے اوزان معقول طریقہ سے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ اور دو مختلف اوزانِ مزاحف کے اختلاط سے بچا جا سکتا ہے۔

بحر کبیر مسدس: **مفعولاتُ مفعولاتُ مس تف عِلن**

وزن: فعِلاتُ فعولُ فعَل، مخبول مرفوع مخبون مخبون واحذ

فعِلاتُ فعولُ فعولُ۔ مخبول مرفوع مخبون مخبون ومطموس

مندرجہ بالا اوزان پر عمل تخنیق اور عمل تسکین فرمانے سے کل سولہ اوزانِ مزاحفہ حاصل ہوتے ہیں۔ اوران سب کا ایک شعر، غزل یا نظم میں خلط جائز ہے۔

1)فعِلاتُ فعولُ فعَل۔ مخبول،مرفوع مخبون،مخبون واحذ

2)فعِلاتُ فعولُ فعولُ۔مخبول،مرفوع مخبون،مخبون ومطموس

3)فعِلات ,فعولُن فع ۔ مخبول،مرفوع مخبون،مخبون واحذ مخنق

4)فعِلاتُ فعولُن فا ع۔ مخبول،مرفوع مخبون،مخبون ومطموس مخنق

5)فعِلاتُن فعْلُ فعَل۔ مخبول،مرفوع مخبون مخنق، مخبون واحذ

6)فعِلاتُن فعْلُ فعولُ۔ مخبول،مرفوع مخبون مخنق، مخبون ومطموس

7)فعِلاتُن فعْلُن فع۔ مخبول،مرفوع مخبون مخنق، مخبون واحذ مخنق

8)فعِلاتن فعْلُن فا ع۔ مخبول،مرفوع مخبون مخنق، مخبون ومطموس مخنق

9)فعْلاتُ فعولُ فعل۔ مخبول مسکن،مرفوع مخبون، مخبون واحذ

10)فعْلاتُ فعولُ فعوَلُ۔مخبول مسکن،مرفوع مخبون، مخبون ومطموس

11)فعْلاتُ فعولُن فع۔مخبول مسکن،مرفوع مخبون، مخبون واحذ مخنق

12)فعْلاتُ فعولُن فا ع۔مخبول مسکن،مرفوع مخبون، مخبون ومطموس مخنق

13)فعْلاتُن فعلُ فعَل۔مخبول مسکن،مرفوع مخبون مخنق، مخبون واحذ

14)فعْلاتُن فعلُ فعول۔مخبول مسکن،مرفوع مخبون مخنق، مخبون ومطموس

15)فعْلاتُن فعلُن فع۔مخبول مسکن،مرفوع مخبون مخنق، مخبون واحذ مخنق

16)فعلاتن فعلن فع ۔مخبول مسکن،مرفوع مخبون مخنق ، مخبون ومطموس مخنق

(پہلے اور تیسرے مصرعہ میں لایا جانے والے کل سولہ اوزان کا گوشوارہ)

دوسرے مصرعہ میں لائے جانے والے آٹھ اوزان یہ ہیں ۔

بحر کبیر مسدس

1)فعْلُ فعولُ فعَل ۔مطوی اصلم ،مرفوع مخبون،مخبون واحذ

2)فعْلُ فعولُ فعول ۔مطوی اصلم ،مرفوع مخبون،مخبون ومطموس

3)فعْلُ فعولُن فع ۔مطوی اصلم ،مرفوع مخبون،مخبون واحذ مخنق

4)فعْلُ فعولُ فاع ۔مطوی اصلم ،مرفوع مخبون،مخبون ومطموس مخنق

5)فعْلُن فعلُ فعَل ۔مطوی اصلم ،مرفوع مخبون مخنق ،مخبون واحذ

6)فعْلُن فعلُ فعولُ ۔مطوی اصلم ،مرفوع مخبون مخنق ،مخبون ومطموس

7)فعْلُن فعلُن فع ۔مطوی اصلم ،مرفوع مخبون مخنق ،مخبون واحذ مخنق

8)فعْلُن فعلُن فاع ۔مطوی اصلم ،مرفوع مخبون مخنق ،مخبون ومطموس مخنق

قابل غور ایک بات یہ بھی ہے کہ جب اس طرح کی نظموں میں حرفی تعداد کو پورا کیا جانا ضروری ہے تو بعض وقت یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ان کے آخری ارکان میں تسبیغ واذالہ فرمایا جاتا ہے جس کی وجہ سے مصرعہ کی حرفی تعداد میں فرق آجاتا ہے جس نظم میں پہلا اور آخری مصرعہ بارہ حرفوں پر مشتمل ہونا چاہیے وہ اذالہ وتسبیغ کے عمل سے تیرہ حرفوں پر مشتمل ہوجاتا ہے اور دس حرفی والا گیارہ حرفی کا مصرعہ بن جاتا ہے اس طرح نظم کی اصل ہئیت بدل جاتی ہے پھر یہاں اس نظم کی ساخت میں وہ پہلی جیسی بات نہیں رہی جس کی وہ مقتضی رہی تھی ۔

اردو میں ماہیا کے حرفی تعداد کے مطابق صحیح وزن اخذ کیا جا سکتا ہے۔
وزن یہ ہے مع اصطلاحی نام۔ بحر رمل مربع مخبون مخبون محذوف/مخبون مقصور

1)فاعلاتن فعِلان: (سالم۔مخبون مقصور)پہلا مصرعہ 12 حرفی

2)فعِلاتن فعِلن: (مخبون۔مخبون محذوف)دوسرا مصرعہ 10 رفی

3)فاعِلاتن فعِلان (سالم۔مخبون مقصور): تیسرا مصرعہ 12 حرفی

ہندی دوہے کی طرح اس کے دومصرعوں میں آخری ساکن حرف زائد لائے جائیں گے اوراس وزن کے صدروابتدا کے فاعِلاتن کی جگہ فعِلاتن اورفعِلاتن کی جگہ فاعِلاتن لانا صریحاً درست ہے۔ اوراسی طرح عروض وضرب کے فعِلان کی جگہ فعِلن اورفعِلن کی جگہ فعِلان کو لائے جانے کی اجازت ہے۔

12-10-12 حروف پرمشتمل مصرعوں کے لیے دیگربحور سے اوزان حاصل کر لیے جا سکتے ہیں۔ مثلاً بحر رجز مربع مطوی مطوی کا یہ وزن دیکھیے اوراس کا درمیانی وزن جوایک سبب خفیف کم کر کے لایا جاتا ہے درحقیقت عروض میں ایسی اجازت نہیں ہوتی۔لیکن دومختلف بحروں کے اختلاط سے بچا تو جا سکتا ہے۔

1)مفتعِلن مفتعِلن: (مطوی مطوی)12 حرفی، پہلا مصرعہ

2)مفتعِلن فعِلن: (مطوی مرفوع مخبون)10 حرفی، دوسرا مصرعہ

3)مفتعِلن مفتعِلن: (مطوی مطوی)12 حرفی، پہلا مصرعہ

یہ حقیقت ہے کہ بدلتے ہوئے حالاتِ زمانہ انسانی زندگی پراثر انداز ہوتے ہیں اور جہانِ ادب بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔کوئی بھی ادب انسانی زندگی سے بےتعلق نہیں رہ سکتا چنانچہ اس بات کے پیش نظر ہر دور کے شعروادب میں نئی نئی ایجادات واختراعات ہوتی رہی ہیں اورآگے بھی یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا۔بس اتنا ہے کہ یہ سب ہیپ زرڈ طریقے سے نہ ہوں منضبط اصول وقواعد کے تحت ہوں۔جدت کے پہلو اپنی جگہ غلط نہیں لیکن اس سے روایات یا بنے بنائے فن کی

سراسر چشم پوشی یا ایک طرح سے استحصالی مقصود ہو تو لائق مستحسن نہیں ۔

ترانہ

اردو میں ایک سہ مصراعی نظم کہی جا رہی ہے جو اوزان رباعیات پر مشتمل ہوتی ہے جسے ''ترانہ'' کہا جا رہا ہے کوثر صدیقی ایک ایسے شاعر ہیں کہ جنہوں نے اس نظم کی ہئیت پر پورا ایک شعری مجموعہ ترتیب دیا ہے ۔

معلوم ہو کہ رباعی کو ترانہ یا دوبیتی بھی کہا جاتا ہے ۔ ایسی تمام تجرباتی ہئیتی نظموں (ثلاثی ، ترانہ ، اور دوہے کو چھوڑ کر) کو صحیح شناخت وساخت کو لے کر کافی التباس پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے ان نظموں کے مطالعے میں مزید پیچیدگیاں پیدا ہونے کا خدشہ پایا جاتا ہے ۔ اسی کے پیش نظر مضمون ہٰذا میں کچھ باتیں زیر بحث لائی گئی ہیں اس سے حلقہ ذی علم حضرات میں مباحث کے نئے باب کھلیں گے ۔ چند نکات پیش ہیں ۔

۔ ان نظموں کے مصرعوں کو مسلمہ عروضی موازین میں قطع کیا جائے اور یہ موازین کسی بحر سے مشتق نہیں ہوں گے ۔

مصرعوں کو چھوٹے یا بڑے کرنے کے لیے تعدادِ ارکان کو گھٹایا یا بڑھایا جائے ۔ یہاں حرفی تعداد شرط نہیں ۔

۔ ارکان جو بھی ہوں گے ایک جیسے ہوں گے ۔ اور ان کو سالم یا مزاحف نہیں کہا جائے گا نیز ارکانِ اواخر میں تسبیغ واذالہ کی گنجائش ہوگی ۔

ِ۔ متواتر تین حرکات میں سے درمیانی حرکت کو سکون دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ۔ کیوں کہ اس سے حرفی تعداد میں فرق نہیں آتا ۔

َ۔ شعرا کو ان نظموں میں ایسی ہی آزادی ہوگی جیسے آزاد نظموں میں ہوتی ہے لیکن آزاد نظموں کی کوئی مخصوص شکل وصورت نہیں ہے ۔ وہ مختصر سی مختصر اور طویل سے طویل لکھی جاتی ہیں ۔

دوبیتی

یہ رباعی ،قطعہ یا کسی نظم کے بند کی طرح ربع مصراعی نظم ہے۔ رباعی میں پہلا ، دوسرا اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ وہم ردیف ہوتا ہے۔ بعض رباعیوں میں چاروں مصرعے ہم مقفیٰ ومردف لائے جاتے ہیں۔ ان کے لیے اوزان بحر رباعی (بحر ہزج) سے مختص ہیں۔

قطعہ میں بھی کچھ ایسا ہی ہوتا ہے کبھی کبھی اس نظم میں صرف دوسرا اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ وہم ردیف لایا جاتا ہے۔ اور یہ کسی بھی مسلمہ وزن میں کہا جائے گا۔

دوبیتی ایک ایسی مختصر نظم ہے جو اوزان بحر رباعی میں کہی جائے گی۔جس کا دوسرا مصرعہ اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ وہم ردیف ہوتا ہے۔ چاہے تو پہلے اور تیسرے مصرعے کو مسجع لایا جا سکتا ہے۔

مثلاً یہ دوبیتی۔ازخواجہ فراز بادامی

سلجھا ہے اب تک نہ یہ سلجھے گا فرازؔ
دل ہوتا ہے جینے یا مرنے کے لیے
ناداں یہاں آ کے کر بیٹھا ہے عشق
دیکھو تو بہت کام تھے کرنے کے لیے

☆

طوسیؔ و خلیلیؔ کے گلستاں میں فرازؔ
کیا پھول کھلایا ہے 'سخن ہائے عروض'
تاریخِ طباعت کو پانے کے لیے
'اردو میں ملایا ہے ''سخن ہائے عروض''

☆☆☆☆☆☆☆☆

دائرے بحور مثمن

1 ۔دائرہ خماسی متفقہ مثمنہ

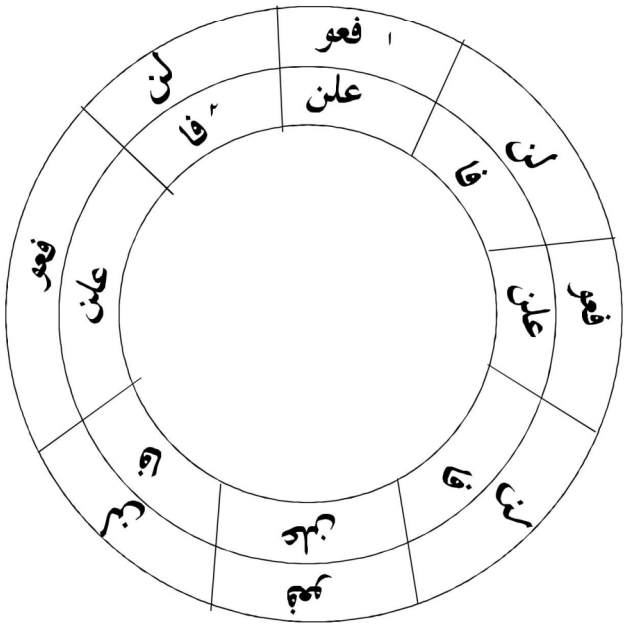

۱۔بحر متقارب مثمن ۲۔بحر متدارک مثمن

2۔دائرہ سباعی مجتلبہ مثمن

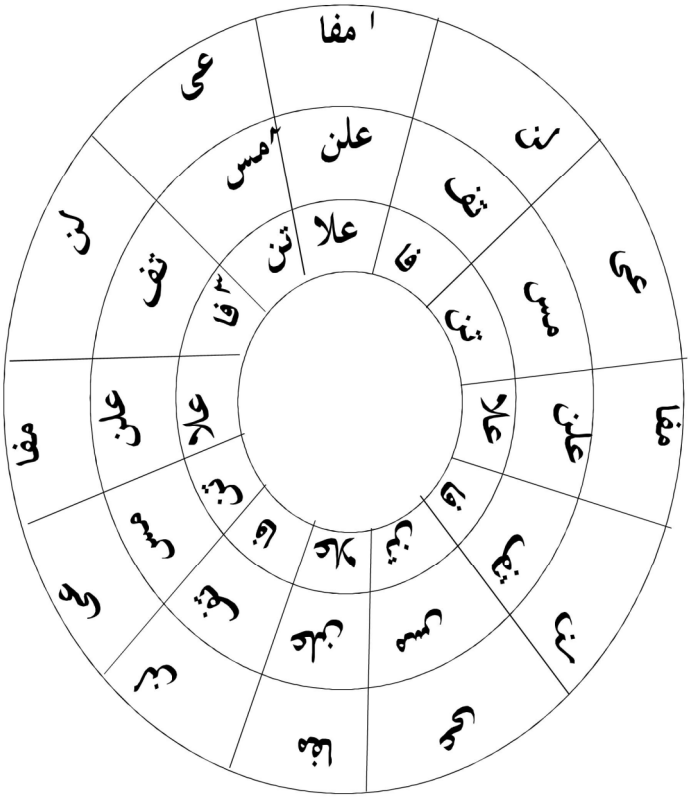

۱۔بحر ہزج مثمن ۲۔بحر رجز مثمن ۳۔بحر رمل مثمن

3۔دائرہ موتلفہ مثمنہ

4۔دائرہ مختلفہ مثمنہ

۱۔بحر طویل ۲۔بحر وسیع ۳۔بحر مدید

۴۔بحر عریض ۵۔بحر بسیط ۶۔بحر عمیق

5۔دائرہ متوافقہ مثمنہ یا مشتبہ مثمنہ

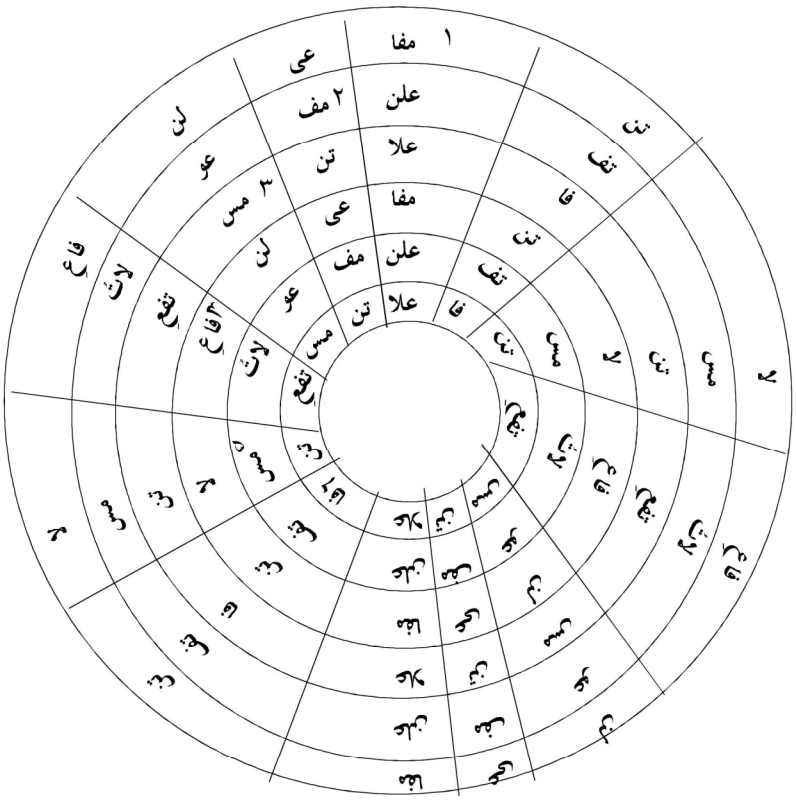

۱۔بحرمضارع ۲۔بحرمقتضب ۳۔بحرمجتث

۴۔بحرمشاکل ۵۔بحرمنسرح ۶۔بحرخفیف

دائرے بحور مسدس

1۔دائرہ مختلفہ مسدسہ

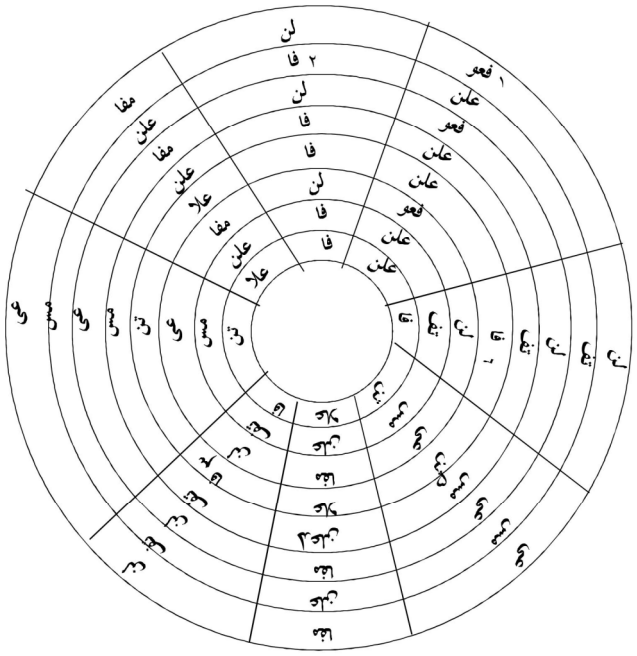

۱۔بحر طویل مسدس ۲۔بحر وسیع مسدس ۳۔بحر مدید مسدس

۴۔بحر عریض مسدس ۵۔بحر بسیط مسدس ۶۔بحر عمیق مسدس

دائرہ متوافقہ مسدسہ

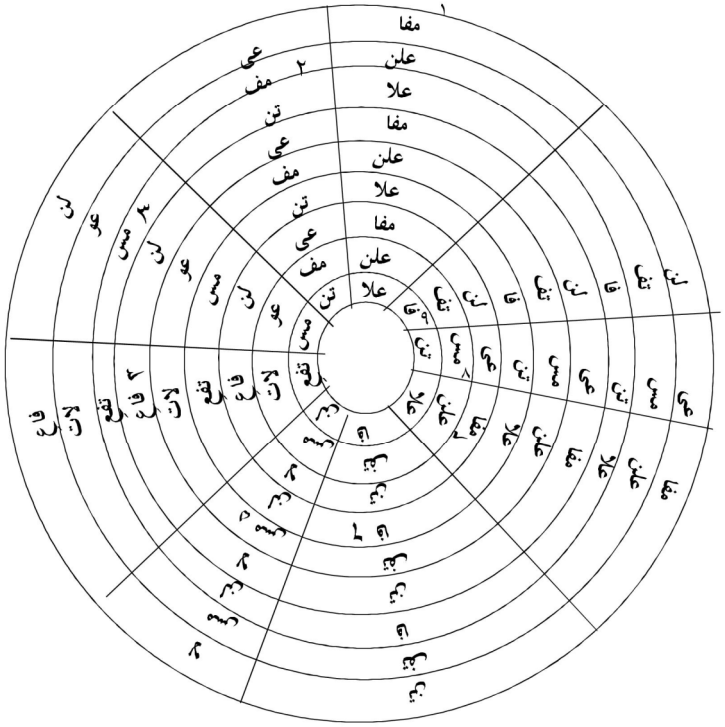

۱۔بحر مضارع مسدس ۲۔بحر مقتضب مسدس ۳۔بحر مجتث مسدس
۴۔بحر مشاکل مسدس ۵۔بحر سریع مسدس ۶۔بحر جدید مسدس
۷۔بحر قریب مسدس ۸۔بحر منسرح مسدس ۹۔بحر خفیف مسدس

www.urduchannel.in

دائرہ منعکسہ مسدسہ

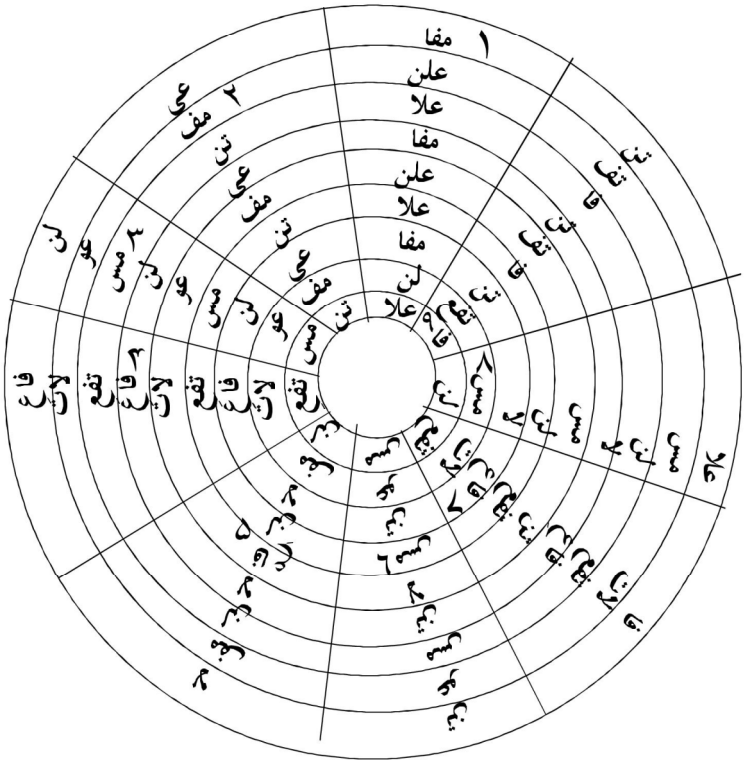

۱۔بحر صریم مسدس ۲۔بحر کبیر مسدس ۳۔بحر بدیل مسدس
۴۔بحر قلیب مسدس ۵۔بحر حمید مسدس ۶۔بحر صغیر مسدس
۷۔بحر اصیم مسدس ۸۔بحر سلیم مسدس ۹۔بحر جسیم مسدس

کتابیات

نام کتاب ورسائل	مصنف/ مرتب	مطبوعہ
۱) بحر الفصاحت	نجم الغنی رامپوری	
۲) آہنگ اور عروض	ڈاکٹر کمال احمد صدیقی	
۳) نکاتِ سخن	حسرت موہانی	انتظامی پریس حیدرآباد
۴) سریلے بول	عظمت اللہ خان	
۵) کلید عروض	زار علامی	
۶) مسلمات فن	زار علامی	
۷) چراغِ سخن	یاس یگانہ	
۸) درسِ بلاغت		قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو دہلی
۹) افادات	خورشید لکھنوی	اتر پردیش اردو اکاڈمی
۱۰) احتساب العروض	ڈاکٹر کندن سنگھ اراولی	مکمل پرکاشن
۱۱) زرِ کامل عیار	مظفر علی اسیرؔ	اتر پردیش اردو اکاڈمی
۱۲) مقیاس الاشعار	اوجؔ لکھنوی	
۱۳) معیار الاشعار	محقق طوسی	
۱۴) اقبال کا فن	گوپی چند نارنگ	
ماہنامہ یوان اردو دہلی		
ماہنامہ کتاب نما دہلی		
ماہنامہ آجکل دہلی		
سہ ماہی ذہن جدید دہلی		
ماہنامہ شاعر ممبئی		

☆...☆...☆